میں، اللہ اور سائنس

زبیر احمد انصاری

یاسر پبلیکیشنز لاہور
www.yasirpublications.com

دنیا کی سب سے بہترین کتاب قرآن مجید ہے

جملہ حقوق بحق مصنف و ناشر

محفوظ ھیں

کتاب	میں، اللہ اور سائنس
معروض	تحقیقی
مصنف	زبیر احمد انصاری
سرورق	فیض محمد شیخ
ناشر	یاسر پبلیکیشنز
مطبع	وسیم احمد (مقصود گرافکس)
سن اشاعت	2025ء

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ مصنف اور یاسر پبلیکیشنز کی اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس قسم کی صورتحال وقوع پذیر ہوتی ہے تو ادارے کو قانونی کاروائی کا حق حاصل ہے۔

انتساب

رحمت دو عالم

محبوب خدا

محسن انسانیت، سرور انبیاء

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام

میرے ہاتھوں سے اور ہونٹوں سے خوشبو جاتی نہیں

کہ میں نے اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا بہت اور چوما بہت

فہرست

میں نے یہ کتاب کیوں لکھی	12
قرآن ضرور پڑھیں مگر ترجمے کے ساتھ	14
خدیجہ اور ''اللہ'' کے معنی کی وضاحت	18
بلیک ہول اور کائنات کے راز	22
عورت کے سینے میں دو دل اور فرشتوں کی آوازیں	34
بگ بینگ اور ڈاکٹر عبدالسلام عارف	38
راستے اور دروازے	42
سورہ فاتحہ کا راز	50
ذولقرنین کا سابہ	53
پانی زندگی کی بنیاد ہے	56
وجے کمار اور گیان ساگر	60
انسان کیسے پیدا ہوتا ہے	63
کیا سوتے ہوئے ہم مرجاتے ہیں	65
out of body expereience	68
سورہ رحمٰن کی برکت	72
چاند اور سورج کی جوڑی	77
جیمز ویب ٹیلی سکوپ	80
دجال کا فتنہ اور اس کی حقیقت	84

غصے کی کیمسٹری	94
علم لدنی	97
A Trip To Infinity	102
سو مختصر پیغامات	103
حضرت اسرافیل کے آنسو	114
کیا ابن العربی مریخ پر پہنچ گئے تھے	119
کائنات کے کتنے دروازے ہیں	124
نمبر گیم کیا ہے	126
روح کی حقیقت کیا ہے	132
حضرت ادریس کا مقدس صحیفہ	134
یاجوج ماجوج کا قصہ	138
کوہ قاف پہاڑ کہاں ہے	141
قیامت کب آئے گی	145
سورج کا فاصلہ	150
کیا ہم ملکی وے گیلکسی کی اصل تصویر لے سکتے ہیں	152
انسان اس زمین کی مخلوق نہیں ہے	154
کائنات کے وہ راز جو چودہ سو سال پہلے قرآن نے بتادیئے تھے	159
کیا شیطان کو بھی موت آئے گی	167
ہمیں علم فلکیات کیوں سیکھنا چاہیے	172
جنات کے سات بادشاہ جن	176

شق صدر، واقعہ معراج اور سائنس	182
خدا کی روح کیا ہے	186
آئن سٹائن، سٹیفن ہاکنگ اور اللہ	189
اللہ نے گھوڑے کی قسم کیوں کھائی ہے	191
سائنس، حجرِ اسود اور کعبے کا طواف	193
روسٹ نبیولا اور سورہ رحمان	196
جھوٹوں کی شناخت کا سائنسی فارمولا	197
خلاء میں سب سے دور جانے والی چیزیں	199
کیا یہ کائنات ایسے ہی چل رہی ہے	200
Neutrenoes یا جنات	204
کیا حضرت آدمؑ سے پہلے بھی کوئی موجود تھا	210
میگنیٹک فیلڈ یا آسمان کی چھت	214
سورۃ الکوثر کی حیرت انگیز کیلکولیشن	216
ایلون مسک اور فتنہ دجال	218
ہم مسلمان کیوں پیدا ہوئے	220
قرآن اور اعداد	222
حضرت علی اور کائنات کے راز	234
کیا کائنات کی تخلیق صرف ایک حادثے کا نتیجہ ہے	243
انسان کو کس وجہ سے موت آتی ہے	250
نظام شمسی کی حقیقت	251
فتنوں سے کیسے محفوظ رہیں	256
کلام اقبال	258

بسم اللہ الرحمن الرحیم
In the name of Allah, the most gracious, the most merciful

ایک ایک ذرے کی گواہی

مجیب الرحمٰن شامی

زبیر احمد انصاری ایک بڑے بزنس مین ہیں۔ کوچہ سیاست میں بھی تانک جھانک کرتے رہتے ہیں، لیکن اُن کی سیاست خدمت کا نام ہے۔ سیاست کو انہوں نے کاروبار بنایا نہ ہی کاروبار کو سیاست کی نذر ہونے دیا۔ مسلم لیگ (ن) کی محبت میں مبتلا ہوئے تو پھر کسی اور طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اس کے حلقہ صنعت و تجارت میں نمایاں رہے۔ اہل صحافت سے بھی ان کا گہرا رابطہ ہے۔ نوجوان لکھاریوں کی تربیت اور حوصلہ افزائی کے لئے ان کی رہنمائی میں رائٹرز ایسوسی ایشن سرگرم ہے۔ کم وسیلہ لوگوں کی معاونت بھی ان کی زندگی کا ایک بڑا مقصد ہے۔ ان کا دل خدا اور مخلوق خدا دونوں سے سے جڑا ہوا ہے۔ قرآن ترجمے کے ساتھ پڑھنا شروع کیا تو کائنات کے اسرار ملتے چلے گئے۔ جدید سائنسی تحقیقات سے موازنہ کرنے لگے تو ایک نیا جہان آباد ہو گیا۔ برادران وطن کو بھی مطالعے اور مشاہدے میں شریک کرنے کی ٹھان لی۔ میں، اللہ اور سائنس کے زیر عنوان ایک ایسی کتاب لکھ ڈالی، جو اپنی مثال آپ ہے۔ اسے پڑھتے جایئے اور حیران ہوتے جایئے، حیران ہوتے جایئے اور پڑھتے جائیے۔ حقائق اس طرح منکشف ہوں

گے کہ بے ساختہ دل سے انصاری صاحب کے لیے دعا نکلے گی۔ وہ ایک بڑی روحانی شخصیت کے طور پر ابھر کر سامنے آئیں گے۔ پڑھنے والے کا رواں رواں پکار اٹھے گا، گواہی دے گا کہ یقیناً اللہ ایک ہے، اور کائنات کا تنہا خالق ہے، اس کا ایک ایک ذرہ پکار پکار کر اپنے خالق کی نشاندہی کر رہا ہے، اور اس کی تسبیح بیان کر رہا ہے، اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے پر مجبور کر رہا ہے۔ اس کی اطاعت کی تلقین کر رہا ہے۔ کائنات سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔ ہر شے اپنے خالق کی طرف متوجہ کر رہی ہے تو پھر کسی دوسرے کے راستے پر کیوں چلا جائے؟ اپنی زندگی کو جہنم کیوں بنایا جائے؟

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

دعا گو
مجیب الرحمٰن شامی

میزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وارث

اوریا مقبول جان

قرآنِ پاک کی سورۃ العمران کی 191 ویں آیت میں جہاں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اللہ کے بندے کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور کروٹ کے بل لیٹے اس کا ذکر کرتے ہیں تو اسی آیت میں ان بندوں کی ایک خاص پہچان یہ بھی بتائی ہے کہ وہ زمین وآسمان میں اللہ کی تخلیق پر غور وفکر کرتے رہتے ہیں۔ اللہ کے ذکر اور تخلیقِ کائنات کے مطالعہ اور فکر کا یہ باہمی تعلق بہت ہی گہرا اور ازلی ہے۔ یہ نہ صرف قرآن پاک بلکہ تمام الہامی کتابوں کی روح اور بنیاد ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ انسان نے جب بھی اللہ کو اگر پہچانا، جانا اور مانا ہے تو ایسا اس کائنات کی وسعتوں، پنہائیوں اور زمین پر آباد لاتعداد مخلوقات کے وجود کے عمیق مطالعے کے بعد ہی ممکن ہو سکا۔ یہ زمین، آسمان، ستارے، کہکشائیں، پرندے، پھول درخت، دریا، پہاڑ دراصل اللہ کی وہ نشانیاں ہیں جنہیں معرفتِ الٰہی کے زینے کہا جاسکتا ہے۔

زبیر احمد انصاری صاحب اس معرفتِ الٰہی کے چشموں کے غوّاص ہیں۔ ان کی اپنی ذات بھی ایسے لاتعداد معجزات پر یقین مزید مستحکم ہو جاتا ہے۔ انصاری صاحب اس سے پہلے دیگر موضوعات پر لکھتے رہے ہیں مگر ان کی یہ کتاب ”میں،

اللہ اور سائنس‘‘ ایک عظیم کام ہے یہ عہدِ حاضر، جسے عہد تشکیک کہا جاتا ہے، اس میں ایک ایسی مشعل کی صورت ہے جو کائنات کی وسعتوں میں بھٹک کر گم ہو جانے والوں کے لیے راہنمائی فراہم کرتی ہے۔

انصاری صاحب کی ذات، شخصیت اور زندگی کے مطالعے میں ایسے تمام لوگوں کے لیے قابلِ رشک شواہد موجود ہیں جو اپنی زندگی کو اس طرح گزارنا چاہتے ہیں کہ جب وہ اس جہانِ فانی سے کوچ کریں تو ان کے لیے توشۂ آخرت کے طور پر بیشمار دُعائیں آخرت کی منازل میں ان کا راستہ روشن کرتی چلی جائیں۔ بیک وقت صاحبِ علم اور صاحبِ عمل ہونا آج کے دور میں ایک معجزے سے کم نہیں اور زبیر انصاری صاحب کو وجود اس کا ایک ثبوت ہے۔

زبیر انصاری صاحب کی اس ہمہ جہت شخصیت پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ ان پر عطاء ہے اور ان پر یہ عطاء کیوں نہ ہوتی کہ وہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میزبان انصار مدینہ کے وارثوں میں سے ہیں۔

دعا گو

اوریا مقبول جان

N-841، سٹریٹ 24، فیز VI، ڈیفنس، لاہور

میں نے یہ کتاب کیوں لکھی؟

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں
غالب صریر خامہ نوائے سروش ہے

میرا نام زبیر احمد انصاری ہے۔ میں بنیادی طور پر ایک کاروباری آدمی ہوں لیکن مجھے لگتا ہے میں بنیادی طور پر ایک روحانی آدمی ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے قرآن کریم ترجمے کے ساتھ پڑھنا شروع کیا تو بہت سی ایسی باتوں کا پتا چلا جو آج کل کی سائنسی تحقیقات بتا رہی ہیں۔ اسی لئے سوچا کہ کیوں نہ کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جس میں قرآن اور جدید سائنسی نظریات کا امتزاج پیش کیا جائے۔ گو کہ اس موضوع پر اس سے پہلے بھی بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن میں نے کوشش کی ہے کہ اس میں دیگر مذاہب کے نظریات بھی شامل کروں۔ اللہ تعالیٰ نے اربوں سال پہلے دنیا کو تخلیق کیا۔ قرآن کریم میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے سب کچھ بتا دیا۔ قرآن کریم میں اس کے بارے میں تفصیل موجود ہے۔ میں نے تو بس وہی آیات اور آج کل کی سائنس کے نظریات پیش کئے ہیں۔ میں اللہ اور سائنس سے پہلے میری دو کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ کچھ اشاعت کی منتظر ہیں۔ امید ہے آپ کو سرکار دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ادنیٰ غلام کی یہ معمولی سی کاوش ضرور پسند آئے گی۔ کتاب پڑھ کر اگر آپ کو لگے کہ آپ کی روح بیدار ہو رہی ہے تو مجھے لگے گا میرا کتاب لکھنے کا مقصد مکمل ہو گا۔ اقبال کا ایک شعر ہے

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

آسمانوں کی یہی منزلیں آپ کی منتظر ہیں۔

دعا گو

زبیر احمد انصاری

قرآن ضرور پڑھیں مگر ترجمے کے ساتھ پڑھنا بھی سیکھیں

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ -هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ o

یہ بلند رتبہ کتاب جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، اس میں ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔

اب اگر اس آیت پر غور کریں تو جو پہلا تصور قرآن پاک کا آئے گا وہ کتاب کا ہے۔ اب دوسری بات یہ کہ اسے بلند رتبہ کہا گیا ہے مطلب یہ کہ الہامی کتاب ہے، الہامی کتاب عربی زبان میں نازل ہوئی ہے مگر مجھے تو عربی نہیں آتی اب میں کیا کروں گا اس کتاب کو پڑھ تو لوں گا کیونکہ مجھے بچپن سے اسے پڑھنا سکھایا گیا ہے لیکن میں اسے سمجھ نہیں سکوں گا اور سمجھنے کے لئے مجھے اس کا اردو ترجمہ ساتھ پڑھنا پڑے گا۔

اب دو باتیں ذہن میں آتی ہیں کہ یا تو میں عربی سیکھ لوں یا پھر اس کا اردو ترجمہ ساتھ پڑھوں۔ میں کیا کروں، اس الجھن کی سلجھن کے لئے جب میں اپنے اردگرد لوگوں سے پوچھتا ہوں تو سب یہی کہتے ہیں کہ آپ ناظرہ ہی پڑھ لیں،

آپ کو ثواب مل جائے گا لیکن میں تو صرف ثواب حاصل کرنا نہیں چاہتا، دنیا کی کون سی کتاب ایسی ہے جس کی زبان آپ کو نہ آتی ہو لیکن آپ اسے پڑھے جا رہے ہوں۔ فرض کریں آپ زبان نہ بھی جانتے ہوں لیکن اس کتاب کی زبان ذرا مشکل ہو تو آپ ایک صفحے سے زیادہ نہیں پڑھ پائیں گے اور کہیں گے کہ آپ کو سمجھ نہیں آ رہی اس لئے آپ آگے پڑھ نہیں پائیں گے۔ آپ کتاب پڑھتے ہیں تا کہ آپ اسے سمجھ سکیں، اللہ نے تو قرآن میں بار بار کہا ہے کہ ہم نے اسے آسان عربی میں نازل کیا تا کہ تم اسے سمجھ سکو۔ اب جناب اگر یہ کتاب اپنی زبان میں سمجھ کر پڑھ لی جاتی تو نہ ملوکیت باقی رہتی اور نہ سرمایہ داری اور نہ ہی فرقہ واریت کا کوئی وجود ہوتا۔ اب سازش یہ کی گئی کہ کہہ دیا گیا کہ سمجھنے کی ضرورت نہیں، قرآن کو ویسے ہی پڑھ لیں تو نیکیوں کا ثواب مل جاتا ہے اور سب کو صرف ناظرہ پڑھنے پر لگا دیا اور سمجھنے کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ایسا چکر دیا گیا کہ کتاب کا سمجھنا بے معنی ہو گیا بغیر سمجھے محض الفاظ کا دہرا دینا ہی مقصد بن گیا۔

یہ ایسے ہی ہے کہ کسی طبیب نے آپ کے ہاتھ میں ایک نسخہ تھما دیا ہو، آپ کو نسخہ جس زبان میں لکھا ہوا ہے وہ زبان نہیں آتی تو آپ فوراً اسے اپنی زبان میں ترجمہ کریں گے تا کہ آپ کو اس نسخے کی سمجھ آ سکے اور آپ اس طبیب کے نسخے کے مطابق ادویات کا ستعمال کر سکیں، مگر ایک ایسی الہامی کتاب جس میں دنیا کے ہر مرض کا علاج موجود ہے، آپ اس الہامی کتاب اس نسخے کو پڑھتے ہیں اور سمجھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے، محض الفاظ کو دہرا دینے سے سمجھتے ہیں کہ آپ کے وجود کو شفاء مل جائے گی۔ آپ کو کچھ پتہ ہی نہ ہو کہ اس میں کیا لکھا ہے بس پڑھتے ہی جاتے ہیں، کیا اس کا مقصد پورا ہو جائے گا؟ کیا شفاء مل جائے گی؟ چلیں مجھے

یہ بتائیں کہ دنیا میں کیا کوئی اور کتاب بھی ہے جس کے ساتھ آپ یہ سلوک کرتے ہوں، جسے غلافوں میں لپیٹ کر سب سے اونچی جگہ رکھتے ہوں اور جب وقت ملے تو محض ناظرہ پڑھ کر سمجھتے ہوں کہ آپ کے بیمار وجود کو شفاء مل گئی ہو۔

کیا یہ کتاب اس سلوک کی مستحق ہے جو ہم اس کے ساتھ کرتے ہیں؟۔جن لوگوں نے قوم کو اس منجن کے پیچھے لگا دیا کہ آپ اسے بغیر سمجھے پڑھو، کیا وہ اس بات سے خوفزدہ تھے کہ کہیں یہ سب کی سمجھ میں نہ آجائے، یہ سازش آج کی نہیں ہے یہ بہت پہلے سے شروع کی جانے والی ایک سوچی سمجھی سازش ہے، کیا آپ کو نماز کا ترجمہ آتا ہے؟ کیا آپ کو پتا ہے کہ نماز میں دن میں پانچ مرتبہ جو الفاظ آپ پڑھتے ہو، ان کا معنی و مفہوم کیا ہے؟ نہ آگے کھڑے امام کو پتہ ہے نہ پیچھے دہرانے والے جانتے ہیں کہ وہ جو پڑھ رہے ہیں ان میں کیا پیغام چھپا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان سے کیا کہہ رہا ہے، نہ کسی نے جاننے کی کوشش کی ہے اور سنانے اور سننے والے دونوں ہی مطمئن ہوتے ہیں کہ ہمیں ثواب مل گیا پھر کہتے ہیں کہ ہمیں ہدایت نہیں ملتی۔کیا کبھی آپ نے سوچا کہ ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے جن کے پاس یہ کتاب نہیں ہے۔ارے ہم تو دہرے مجرم نکلے جن کے پاس یہ کتاب ہے بھی اور ہم نے اس سے شفاء بھی نہ پائی۔ہمیں کہا گیا کہ بس دہراتے جاؤ، ہمارے سامنے تو کتاب میں نقشے تھے، راستے تھے، دائیں اور بائیں جانب جانے کی ہدایات تھیں، لیکن ہم نے ان راستوں کی سمتوں کو سمجھا ہی نہیں، ہم نے بس قرات پر زور دیا، کیا کوئی قانون کی کتاب کی بھی بغیر سمجھے صرف دہرائی کرتا ہے؟ جناب اپنے حافظ اور قاری کو قرآن حفظ کروائیں، ضرور کروائیں لیکن خدارا اسے ترجمے کے ساتھ حفظ کروائیں، نماز یاد کروائیں تو ترجمہ یاد کروانا نہ بھولیں، ورنہ یاد رکھیں آج

مسلمان جس گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اس کی وجہ قرآن سے دوری ہے۔قرآن کے قریب آئیں تو اس کو سمجھیں۔عربی نہیں آتی تو اردو میں پڑھیں، انگریزی میں پڑھیں لیکن سمجھ کر پڑھیں، سمجھ گئے تو دنیا میں بہت آگے جاؤ گے نہیں سمجھے تو یادرکھو بس پھر اپنی گمراہی اور تباہی کا شکوہ اللہ سے مت کرنا کیونکہ اللہ بھی انہیں ہی **ہدایت دیتا ہے جو ہدایت حاصل** کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے ملک میں ستائیس سوگدی نشین ہیں جو سب قرآن ناظرے کے ساتھ پڑھوا رہے ہیں۔کتنے ہی ایسے حفاظ ہیں جن کو قرآن تو زبانی آتا ہے مگر اس کا ترجمہ نہیں جانتے۔ہم حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ تمام مدرسوں کے لئے یہ لازم قرار دیا جائے کہ وہ اپنے طلبا و طالبات کو قرآن ترجمے کے ساتھ لازمی پڑھائیں اور ان کی ڈگری اس وقت تک منظور نہ کی جائے جب تک قرآن پاک کو ترجمے کے ساتھ پڑھ کر مکمل نہ کریں۔

قرآن پڑھنے کے بعد جدید سائنسی علوم اور نئی نئی سائنسی تحقیقات سمجھ میں آ جائیں گی۔قرآن میں ہر طرح کی سائنس موجود ہے۔بس سمجھ کر پڑھنا چاہیے پھر وہ کوئی جلتا بجھتا ستارہ ہو یا جیمز ویب سے آگے روشن ستارہ قرآن کریم کو ترجمے کے ساتھ سمجھ کر پڑھو گے تو کائنات کی تسخیر کے یہ راز آپ پر کھل جائیں گے۔وہ سب منکشف ہو گا جس کے سامنے آنے سے زمان و مکان کی وسعتیں آپ پر کھل جائیں گی۔

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

☆☆☆☆

خدیجہ اور "اللہ" کے معنی کی وضاحت

اس روز موسم خوشگوار رتھا۔ میں ایک یونیورسٹی کے ایک مذاکرے میں بطور مہمان مدعو تھا۔ یہ مذاکرہ دین کے حوالے سے تھا اور اس میں مجھ سمیت مختلف سکالرز مدعو تھے۔ نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد ہال میں موجود تھی جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ نئی نسل اب اتنی بھی دین بیزار نہیں ہے۔ نوجوان سوال کرنا بھی جانتے ہیں اور سوالوں کے خاموشی سے جواب سننا بھی جانتے ہیں۔ مذاکرے کے آغاز میں ایک سکالر کو جب اسٹیج پر آنے کا موقع ملا تو اس نے روسٹرم پر کھڑے ہو کر بجائے لیکچر دینے کے براہ راست طلبہ کو مخاطب کر کے ان سے ایک سوال کیا۔

’’تم میں سے کون اللہ کے نام کے بارے میں معجزاتی اور صوتی لسانی نقطہ نظر سے کچھ بتا سکتا ہے؟‘‘

کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا، سوائے ایک نوجوان نومسلم لڑکی کے، جس کا نام خدیجہ تھا۔ خدیجہ نے جس اعتماد اور خوبصورتی سے جواب دیا اس نے سب کو حیران کر دیا۔ اس نے کہا:

’’عربی زبان میں سب سے خوبصورت لفظ جو میں نے پڑھا ہے، وہ ’اللہ‘ ہے۔ اس نام کا تلفظ انسانی زبان میں ایک منفرد موسیقیت رکھتا ہے، کیونکہ اس کے تمام حروف حلق سے ادا ہوتے ہیں، نہ کہ ہونٹوں سے۔ یہ الٰہی نام ہونٹوں سے ادا نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔ اب ’اللہ‘ کا تلفظ کریں اور سمجھیں کہ آپ اسے کیسے ادا کرتے ہیں؟ آپ اس کے حروف کو اپنے حلق کے پچھلے حصے سے ادا کرتے ہیں، بغیر ہونٹوں کو حرکت دیئے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص ’اللہ‘ کا ذکر کرنا چاہے تو اس کے آس پاس کے لوگ اسے محسوس بھی نہیں کر سکتے۔‘‘

کچھ دیر توقف کے بعد وہ گویا ہوئی:

’’اس نام کا ایک اور معجزاتی پہلو یہ ہے کہ اگر اس کے کچھ حروف نکال دیے جائیں، تب بھی اس کا مطلب باقی رہتا ہے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں، یہ الٰہی نام عمومی طور پر اللہ (Allah) کے ساتھ بولا جاتا ہے۔

اگر ہم پہلا حرف (الف) ہٹا دیں، تو یہ ’لِلّٰہِ‘ (Lillah) بن جاتا ہے، جیسا کہ قرآن کی اس آیت میں ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۝

(اور اللہ ہی کے لیے سب اچھے نام ہیں، سو ان سے اسے پکارو۔)

(سورۃ الأعراف:180)

اگر ہم 'الف' اور پہلا 'لام' ہٹا دیں، تو یہ لَهٗ (Lahu) رہ جاتا ہے، جیسا کہ قرآن میں آیا ہے:

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۝

(جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، وہ سب اسی کا ہے۔) (سورۃ البقرہ:255)

اگر ہم پہلے 'الف' اور دوسرا 'لام' بھی ہٹا دیں، تو صرف 'هُوَ' (Hu) بچتا ہے، جو پھر بھی اللہ کی طرف اشارہ کرتا ہے، جیسا کہ یہ ذکر ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝

(وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔) (سورۃ الحشر:22)

اگر ہم پہلا 'لام' ہٹا دیں، تو یہ 'اِلٰہ' (Ilah) بن جاتا ہے، جیسا کہ آیا ہے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝

(اللہ، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ ہے، جو سب کو تھامنے والا ہے۔)

(سورۃ البقرہ:255)

''اللہ'' کے نام کا علمائے کرام نے گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ توحید کا جملہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) تین حروف پر مشتمل ہے: الف، لام اور ہاء۔ یہ ہلکے حروف ہیں، جو ہونٹوں کی حرکت کے بغیر ادا کیے جا سکتے ہیں۔

اب وہ مزید وضاحت سے بتانے لگی:

’’کیا آپ جانتے ہیں کیوں؟ تا کہ جب کوئی شخص مرنے کے قریب ہو،تو وہ اسے ہونٹوں یا دانتوں کو حرکت دیے بغیر آسانی سے ادا کر سکے۔ہم مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں،لیکن ہم اللہ کے نام کی وضاحت نہیں کر سکے۔ہم ایسے پیغامات کیوں حذف کر دیتے ہیں جو دین کے بارے میں ہوتے ہیں،لیکن عام پیغامات کو مسلسل آگے بھیجتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَةً ۝

(مجھ سے (دین) پہنچاؤ، چاہے ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔)(بخاری:3461)

’’شاید اس پیغام کو کسی تک پہنچانے سے،آپ وہ آیت منتقل کریں جو قیامت کے دن آپ کے حق میں سفارش کرے۔‘‘

آخر میں:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۝

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔)

خدیجہ کی خوبصورت گفتگو کب اختتام کو پہنچی یہ تو میں نہیں جانتا لیکن اس کی مدلل گفتگو نے ثابت کر دیا تھا کہ موجودہ دور کے نوجوانوں کے دلوں میں بھی اسلام کی سچی لگن موجود ہے۔

☆☆☆☆

بلیک ہول اور کائنات کے راز

سورہ واقعہ آیت 77.75

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ

وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عَظِيۡمٌ

واِنَّهٗ لَقُرۡاٰنٌ كَرِيۡمٌ ٥

ترجمہ

مجھے تاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی قسم۔

اگر تم جانتے ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ بیشک یہ عزت والا قرآن ہے

سورہ بقرہ

آیت 189

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ-قُلۡ هِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَ الۡحَجِّ ٥

تم سے نئے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں تم کہہ دو یہ وقت کے انظباط اور حج کے لئے

سائنس میں میری بڑھتی ہوئی دلچسپی سے اب میرے تمام دوست پوری طرح آگاہ ہو چکے تھے۔ میں جو کچھ سوچتا تھا اسے اپنے خدا اور سائنس کی نظر سے دیکھتا تھا۔ میں نے یہ بارہا سنا تھا کہ جو سائنس سے قریب ہو جاتا ہے وہ خدا سے دور ہو جاتا ہے اور کسی حد تک یہ بات ٹھیک بھی تھی لیکن میرے لئے تو پہلے میرا ایمان تھا، میرا رب تھا، محبوب خدا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تھی، قرآن مجید فرقان حمید تھا اور پھر سائنس آتی تھی۔ میں تو خدا کے بنائے ہوئے قوانین کی روشنی میں سائنس کو دیکھ رہا تھا۔ میرے بھٹکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ سائنس کے راستوں پر چلتے ہوئے میں بہت سے قدیم اور صدیوں پرانے عقائد کو جھٹلانے لگا تھا۔ جیسا کہ ہم اکثر سنتے ہیں کہ ضمیر ہمیں ہمارے غلط کاموں پر ملامت کرتا ہے۔ اب یہ ضمیر کیا تھا، میں نے جب تھوڑی سی جستجو کی تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ ضمیر نام کی کوئی چیز اپنا وجود نہیں رکھتی۔ دراصل جب ہم کچھ غلط کرتے ہیں تو وہ ہمارے رب کی تنبیہ ہوتی ہے۔ وہ رب جو ہماری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جو اپنے بندے کو کچھ غلط کرتا دیکھتا ہے تو اس کے دل میں وہ یہ احساس ڈالتا ہے کہ یہ

کام غلط ہے۔ اگر بندہ رب تعالیٰ کی صدا پر دھیان دے تو شاید پھر وہ کوئی غلط کام نہ کرے۔ ہم نے اسے ضمیر کا نام دے دیا ہے خیر اسی تلاش کے دوران میں اس بات پر بھی غور کرنے لگا کہ آج تک جتنے بھی لوگ چاند پر گئے ہیں، کیا وہ واقعی وہاں پر گئے ہیں یا پھر بس ان کی باتیں ہی ہیں، یہی تلاش ایک بار پھر مجھے ڈاکٹر عبدالسلام عارف کے آستانے پر لے گئی۔

''چاند پر تو سائنس دان گئے ہیں، لیکن ان کی ساری کوششیں رائیگاں گئیں کیونکہ وہ سب زندگی کی تلاش میں گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر چاند کے متعلق کہا ہے:

''یہ تم سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں انہیں کہہ دو کہ اس کا مصرف وقت کا حساب رکھنا ہے۔''

اللہ نے واضح طور پر قرآن میں کہا ہے کہ میں نے چاند کو مہینوں اور وقت کی کیلکولیشن کے لئے بنایا ہے۔ کچھ عرصے پہلے میں نے ایک مضمون لکھا تھا جس میں واضح طور پر بیان کیا تھا کہ چاند پر کسی قسم کی مخلوق نہیں رہ سکتی نہ ہی چاند پر کسی مخلوق کا وجود قائم رہ سکتا ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر چاند پر کوئی مخلوق ہوتی تو رحمت عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی اس کے دوٹکرے نہ کرتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ستاروں کے بارے میں بتایا۔ سورہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی قسم کھائی:

''مجھے تاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی قسم، اگر تم جانتے ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ بے شک یہ ایک عزت والا قرآن ہے۔''

اب یہ ستاروں کے ڈوبنے کا مقام کون سا ہے؟ ستارہ ڈوب جانا مطلب جب

ستارہ بجھ جائے اور ستارہ بجھ جائے تو بلیک ہول بن جاتا ہے جو کائنات کی ہر شے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اللہ نے اس آیت میں بلیک ہول کی قسم کھائی ہے۔ اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے، سات زمینیں بنائیں۔ زندگی تو نجانے رب نے کون کون سی جگہ رکھی ہے۔ اب دیکھیں جب آپ پریشان ہوتے ہیں تو بے اختیار آپ کی نگاہیں اوپر کی طرف اٹھتی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ کہیں نہ کہیں آپ کے اندر یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ اس زمین کے نہیں ہو، آپ جہاں دیکھ رہے ہو، آپ وہیں سے آئے ہو اور وہیں آپ کو واپس جانا ہے۔''

ڈاکٹر صاحب کی باتیں حیران کن تھیں، میں کاسمولوجی، علم فلکیات کے متعلق کچھ جاننا چاہتا تھا، اس لئے میں نے اس کے متعلق پوچھا۔

''کاسمولوجی سائنس کی وہ شاخ ہے جو کائنات کے آغاز سے لے کر آج تک اس کو دیکھتی ہے۔ ماڈرن کاسمولوجی کا جو بانی تھا، اس کا نام ٹالمی تھا، جو الیگزنڈریا کا رہنے والا تھا اور عیسیٰؑ سے ڈیڑھ سو سال پہلے وہ پیدا ہوا تھا۔ اس نے ایک نظریہ پیش کیا کہ زمین ساکن ہے اور اس کے اردگرد پوری کائنات گھوم رہی ہے۔ صدیوں تک یہی نظریہ چلتا رہا اور پھر پندرھویں صدی میں ہیوگن آیا اور اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ سورج ساکن ہے اور پوری کائنات اس کے گرد گھومتی ہے۔ پھر قرآن آیا اور قرآن نے یہ کہا کہ نہ زمین ساکن ہے اور نہ سورج ساکن ہے۔ سب اپنے مدار کے اردگرد گھوم رہے ہیں اور یہ قرآن ہی تھا جس نے سب سے پہلے مدار کا لفظ استعمال کیا اور یہ لفظ ایک جگہ نہیں قرآن نے بہت جگہ اس کو دہرایا، سورہ رعد، سورہ ابراہیم، سورہ یسین، سورہ انبیاء میں بار بار یہ بات کہی کہ تمام کے تمام اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں۔ مسلمان سائنسدانوں نے قرآن کی اس بات کو اپنے نظریات کا حصہ بنایا اور

سائنس کے میدان میں کامیابیاں حاصل کیں، مسلمانوں کے زوال کے بعد گلیلیو نے سترھویں صدی میں قرآن میں موجود اسی بات کو دہرایا، پھر عہد حاضر میں جبل لاء جسے ہم کہتے ہیں جس کے مطابق ٹیلی سکوپ جب اوپر بھیجی گئی تو انہوں نے ایک نئی چیز دریافت کی کہ کائنات پھیل رہی ہے۔قرآن مجید کی سورہ زاریات میں واضح طور پر موجود ہے۔رب تعالیٰ نے فرمایا:

''میں نے اس کائنات کو اپنے زور بازو سے بنایا ہے اور ہم اس کو وسعت دیتے چلے آرہے ہیں۔''

کیا کوئی اس کائنات کی وسعت کا اندازہ لگا سکا ہے؟ میں نے حیرت سے پوچھا۔

''یہ کائنات بہت بڑی ہے۔2023ء تک دو سو ٹریلین گلیکسیر دریافت ہو چکی ہیں۔ایک ایک گلیکسی میں اسی اسی بلین سٹارز ہیں۔ہم جس کہکشاں میں رہ رہے ہیں۔اس کا نام ملکی وے رکھا گیا ہے۔ہماری زمین ملکی وے کے ایک طرف موجود ہے۔اب اگر ہم روشنی کی رفتار سے سفر شروع کریں جو کہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار کلو میٹر فی سیکنڈ بنتی ہے،اسی رفتار سے ایک لاکھ سال تک ہم چلتے رہیں تو ہم صرف اپنی ملکی وے کے ایک کنارے تک پہنچیں گے۔''

میں حیرت سے منہ کھولے یہ سب سن رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کائنات کی وسعت کا یہ عالم ہے تو اتنی وسیع کائنات کے خالق کو ہم کیسے جانیں گے۔ابھی میں یہ صرف سوچ ہی رہا تھا کہ دوسری طرف سے ادا ہونے والے ایک جملے نے میرے اندر ایک سکون سا بھر دیا۔

''اللہ کو صرف اہل علم ہی جانتے ہیں۔''

☆☆☆☆

جب کبھی میں غور کرتا ہوں

سورہ نجم

آیت ۱ سے ۱۰

وَالنَّجۡمِ إِذَا هَوَى O مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمۡ وَمَا غَوَى O وَمَا يَنطِقُ عَنِ الۡهَوَى O إِنۡ هُوَ إِلَّا وَحۡيٌ يُوحَى O عَلَّمَهُ شَدِيدُ الۡقُوَى O ذُو مِرَّةٍ فَاسۡتَوَى O وَهُوَ بِالۡأُفُقِ الۡأَعۡلَى O ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى O فَكَانَ قَابَ قَوۡسَيۡنِ أَوۡ أَدۡنَى O فَأَوۡحَى إِلَى عَبۡدِهِ مَا أَوۡحَى O

ترجمہ

''قسم ہے ستارے کی جب غائب ہوا۔ نہ بھٹکا ہے تمہارا رفیق اور نہ راستے سے بہکا ہے اور نہ بولتا ہے یہ کچھ خواہش نفس سے۔ یہ تو ایک وحی ہے جو آپ پر نازل کی

جاتی ہے۔سکھایا ہے اس کو نہایت قوت والے نے۔ جو صاحب حکمت ہے پھر سامنے آ کھڑا ہوا۔جبکہ وہ تھا کنارے پر سب سے بلند۔تو پھر وہ قریب ہوا پھر مزید نیچے آیا۔تو وہ ہو گیا فاصلے پر دو کمان یا اس سے کم۔ پھر وحی کی اس نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کی۔''

مسجد خاصی اونچائی پر تھی اور میں غیر ارادی طور پر اس مسجد میں داخل ہوا تھا۔ میرا ماننا ہے کہ مسجد میں وہی جاتا ہے جس کا انتخاب ہوتا ہے اور میرا انتخاب ہو چکا تھا کہ میں اس چھوٹی سی مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھوں اور نماز پڑھ کر پھر سے اپنے راستوں پر گامزن ہو جاؤں گا لیکن جس وقت میں مسجد میں داخل ہوا نماز میں کچھ وقت تھا اور ایک شخص منبر پر بیٹھا بول رہا تھا۔مسجد میں موجود چند ایک لوگ نہایت انہماک سے اس شخص کی گفتگو سن رہے تھے۔ میں چونکہ بہت جلد کسی سے متاثر نہیں ہوتا اس لئے میں کونے میں ایک طرف بیٹھ کر بے چینی سے گھڑی دیکھ رہا تھا کہ کب موذن اذان دے اور میں نماز پڑھ کر یہاں سے نکلوں۔ میں دراصل اس جگہ پر بہت بری طرح پھنس گیا تھا۔خوبصورت اور حسین مناظر دیکھنے کی چاہ مجھے مانسہرہ کے اس گاؤں میں لے آئی تھی جہاں خراب موسم کے باعث مجھے یہ مسجد ہی ایسی جگہ نظر آئی جہاں میں کچھ دیر کے لئے پناہ لے سکتا تھا۔مسجد خاصی خستہ حالت میں تھی ،فرش بھی جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا تھا۔ دیواروں کی حالت بھی خاصی ناگفتہ بہ تھی خیر میں ایک طرف بیٹھ گیا۔اس شخص کی آواز اب میرے کانوں میں پڑنے لگی تھی اور بس چند لمحے ہی لگے میں بھی اس کی گفتگو کے حصار میں آ گیا۔

''دوستوں، کیا آپ جانتے ہیں کہ براق کا لفظی مفہوم کیا ہے؟''

شرکائے محفل نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

''براق، برق کی جمع ہے، برق عربی میں روشنی کو کہتے ہیں اور ڈھیر ساری روشنیاں براق کہلائیں گی۔''

میں یہ جملہ سن کر چونک گیا۔ مجھے لگا ایک پسماندہ علاقے کی مسجد میں بیٹھا یہ کم علم سا مولوی براق کی نجانے کون سی وضاحت دے رہا ہے۔ ہم سب بچپن سے پڑھتے آ رہے ہیں کہ براق وہ سواری ہے جس پر سوار ہو کر آقائے دو جہاں، سرور کائنات حضرت محمد ﷺ نے ساتوں آسمانوں کی سیر کی تھی اور یہ براق کو روشنی سے ملا رہا ہے۔ میں یہ سن کر بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن کچھ کہہ نہیں پا رہا تھا۔ اس مولوی کا دھیما، پراثر لہجہ مجھے کچھ بولنے ہی نہیں دے رہا تھا۔

''اگر آپ ان ڈھیر ساری روشنیوں (براق) کی رفتار چیک کریں تو یہ رفتار بنتی ہے۔ چھ کروڑ میل فی منٹ، یعنی دس لاکھ میل فی سیکنڈ۔''

اب میں خاموش ہو گیا تھا۔ میرے پاس کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔ ایک پسماندہ پہاڑی علاقے کی اس چھوٹی سی مسجد کے مولوی کے پاس ایسی معلومات ہوں گی، یہ میرے لئے بہت حیران کن تھا۔ میں تھوڑا سا آگے ہوا تو مجھے اس شخص کی شکل نظر آ گئی، ایک نوجوان جس کی ہلکی ہلکی داڑھی تھی لیکن چہرے پر ایک عجیب سا رعب تھا، ایسا رعب کہ میں بھی باادب ہو کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''آپ جانتے ہیں پوری زمین کا ڈایا میٹر کتنا ہے؟''

محفل میں ایک بار پھر خاموشی تھی۔ اس خاموشی کو ایک بار پھر اس شخص کی حسین گفتگو نے توڑا۔

''پوری زمین کا راؤنڈ اباؤٹ چھیالیس ہزار کلومیٹر ہے۔ اس کا مطلب ہے چھیالیس ہزار کلومیٹرز زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جانے کا سفر

بنتا ہے۔اب جو دس لاکھ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرے گا تو وہ پھر چند لمحوں میں کتنے جہانوں کی سیر کرلے گا۔''

یہ کہہ کر وہ مسکرانے لگے۔ مجھے حاضرین محفل میں سے کسی نے بتایا کہ ان کا نام عبداللہ ہے اور ان کی عمر محض چھبیس سال ہے۔اتنی کم عمری میں اتنی معلومات اور انداز بیاں اتنا شاندار کہ جو سنے وہ ان کی گفتگو کے حصار سے باہر نہ نکل سکے۔ مجھے لگا کہ میں صدیوں پرانی کسی محفل میں بیٹھا ہوں جہاں سکھانے اور سیکھنے والے دونوں ہی عشق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبے ہوئے ہوں۔

''روحانی آنکھ جانتے ہیں کیا ہوتی ہے۔؟''

اس سے پہلے کہ میں اپنی سمجھ کے مطابق کوئی جواب دیتا، وہ خود ہی کہنے لگے۔

''روحانی آنکھ یہی رفتار ہے۔ جب ایک اللہ کا ولی اسی رفتار کے ساتھ لمحوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کا سفر کرلیتا ہے۔ہم صوفیائے کرام کی کرامات بچپن سے سنتے آرہے ہیں کہ وہ لمحوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتے تھے۔ یہ وہی رفتار ہے جس کا ذکر میں نے ابھی کیا ہے۔انسان اللہ کے ساتھ جب جڑ جاتا ہے تو کائنات کے تمام تر رنگ اس کے سامنے آشکار ہوجاتے ہیں۔ وہ صرف اس زمین نامی سیارے کو تسخیر نہیں کرتا بلکہ نجانے کتنے ہی سیارے اس کے سامنے کھل جاتے ہیں وہ رب تعالیٰ کی کائنات کے اسرار کو سمجھ جاتا ہے۔

یہ کہہ کر وہ اپنے ہاتھ میں موجود ایک مٹی کے پیالے کو گھمانے لگے۔

''یہ پیالہ میں ہلکا سا گھماؤں گا تو آپ کو نظر آتا رہے گا لیکن اگر رفتار ایسی کردوں جو ہماری آنکھ کی دیکھنے کی جو صلاحیت ہے اس سے زیادہ ہو تو آپ کو نظر آنا بند ہو جائے گا۔رحمت عالم، سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مومن کی فراست سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''
اللہ کا نور فقیر کا کشف ہے،اس کی روحانی آنکھ ہے۔مراقبہ بھی جسے کہتے ہیں۔مولائے کائنات،سرورانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک اور جگہ فرمایا ہے:
''ذرے میں کائنات کا راز ہے۔''
وہ ذرہ ایٹم ہے جس کے نیوکلیس کے گرد نیوٹران، پروٹان ایسے ہی گھوم رہے ہیں جیسے کائنات کے گرد ستارے گھوم رہے ہیں۔جس طرح اللہ نے انسان کے اندر روح ڈالی تھی ویسے ہی انسان کے اندر اللہ کا امر اسی طرح موجود ہے۔
ذرے یعنی انسان کا اپنے اصل سے رابطہ نور ہے اور اس سے دوری شیطانیت ہے۔''
''چلیں آپ کو ایک حیرت انگیز بات بتاتا ہوں کہ جب خلانورد خلا میں جاتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں موجود عکس دھندلا پڑ جاتا ہے۔خلا اپنی حدود میں آنے والے سائنسدانوں کی آنکھوں کے عکس دھندلا کر دیتی ہے۔چودہ سو سال پہلے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یہی بات کی تھی۔سورہ حجر کی آیت نمبر پندرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
''اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں تا کہ دن کے وقت اس میں چڑھ جائیں،تب بھی وہ یہی کہیں گے کہ ہماری نگاہوں کو بند کر دیا گیا ہے۔''
اب قرآن میں لکھی گئی اس بات کو سائنس بھی مان چکی ہے۔آپ سب جانتے ہیں کہ لوہا جو ہم استعمال کرتے ہیں وہ خلاء سے آیا ہے۔آج سے ہزاروں سال پہلے ایک سیارہ زمین سے ٹکرایا تھا تو یہ لوہا زمین پر آیا تھا اور اس بات کو بھی قرآن میں بتا دیا گیا ہے:

’’اور ہم نے لوہا اتارا، اس میں سخت لڑائی کا سامان ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں۔‘‘

ابھی یہ گفتگو جاری ہی تھی کہ نماز کا وقت ہو گیا۔موذن نے اذان دی اور ساتھ ہی جماعت کھڑی ہو گئی۔امامت عبداللہ صاحب نے ہی کروائی اور بلاشبہ اس نماز کا لطف ہی اور تھا۔میرا دل چاہا کتنی ہی دیر سجدے میں پڑا اپنے رب کی حمد وثناء کرتا رہوں۔نماز کے بعد کچھ نمازی چلے گئے مگر میرا دل ابھی یہاں سے جانے کا نہیں تھا۔میں کچھ دیر اور اس خوبصورت لب و لہجے والے مذہبی سائنسدان سے درس لینا چاہتا تھا۔یہ نام میں نے خود سے انہیں دیا تھا حالانکہ سائنسدان کا تو کوئی مذہب نہیں ہوتا وہ تو مذہب سے ہٹ کر ہر واقعے کو اور ہر معجزے کو دیکھتا ہے مگر عبداللہ صاحب مذہب اور سائنس کو ساتھ لے کر چل رہے تھے۔محفل کا ایک بار پھر سے آغاز ہو چکا تھا۔عبداللہ صاحب نے اپنی مخصوص جگہ سنبھال لی تھی۔ہم سب ایک بار پھر ہمہ تن گوش تھے:

’’فقیر کی روحانی آنکھ کا ذکر تو آپ نے سن لیا، کیا شیطان کے بارے میں جاننا چاہیں گے۔؟

یہ بات سن کر مجھ سمیت تمام لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، ہمیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کے جواب میں کیا کہا جائے۔

’’شیطان روز قیامت تک انسان کو گمراہ کرتا رہے گا اور اسے یہ ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے۔اللہ تعالیٰ نے سارے جنوں کو حضرت سلمانؑ کے تابع کر دیا مگر شیطان کو ان کے تابع نہیں کیا گیا کیونکہ شیطان کا وجود بھی زندگی کے لئے ضروری ہے۔اگر شیطان کو ختم کر دیا جائے تو نظام کائنات رک جائے۔‘‘

محفل میں موجود تمام لوگ اب حیرت کی تصویر بنے بیٹھے تھے۔شیطان کا وجود زندگی کے لئے ضروری ہے یہ ہم سب کے لئے ایک نیا انکشاف تھا۔

ایک جاپانی کہاوت ہے کہ ہر انسان کے اندر دو بھیڑیے ہوتے ہیں ایک خیر اور ایک شر کا، کسی نے پوچھا ان میں سے حاوی کون سا ہے؟ جواب ملا کہ وہ جسے تم پال پوس کر طاقتور بنا دو وہی حاوی ہو جائے گا۔انسان ایک ہی وقت میں مجبور بھی ہے اور مختار بھی، آپ نے اپنی جگہ خود چننی ہے بس ایک حد سے آگے نہیں جانا، قرآن پاک میں آپ کی حدود آپ کو بتا دی گئیں ہیں۔آپ نے انہی حدود کے اندر رہ کر اپنے اندر کی روشنی سے اپنے پورے وجود کو سیراب کر دینا ہے۔''

عبداللہ صاحب کی گفتگو ختم ہو چکی تھی۔ باہر موسم بھی خوشگوار تھا۔میرے جانے کا وقت آ چکا تھا۔میں نے جانے سے پہلے عبداللہ صاحب سے مصافحہ کیا اور اس امید پر آگے کی طرف چل پڑا کہ شاید کسی روز میری روحانی آنکھ بھی بیدار ہو جائے۔

☆☆☆☆

عورت کے سینے میں دو دل اور فرشتوں کی آوازیں

سورہ احزاب آیت 4

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۝

اور اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے (سورہ احزاب آیت ۴)

شیخ صاحب میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ بسلسلہ روزگار بہت سالوں سے امریکہ میں مقیم ہیں۔ کبھی میں ان سے ملنے چلا جاتا ہوں اور جب کبھی وہ پاکستان آئیں تو مجھ سے ضرور ملتے ہیں۔ اپنے دوستوں کی یہ محبتیں میرا سرمایہ ہیں۔ اس بار وہ پاکستان آئے تو دوستوں کی محفل سجائی۔ سب یار دوستوں نے اپنی آمد سے محفل کو یادگار بنایا۔ یہ نشست رات گئے تک چلتی رہی۔ باتوں باتوں میں شیخ صاحب کہنے لگے:

''دو ماہ پہلے کی بعد ہے اسلامک سینٹر نیویارک میں اس وقت ایک دلچسپ صورتحال پیدا ہوگئی جب ایک عالم کو ایک سوال پوچھنے والے نے لاجواب کر دیا۔''

یہ کہہ کر شیخ صاحب خاموش ہو گئے۔ وہ مسکراتے ہوئے ہم سب کے چہروں کے

تاثرات دیکھ رہے تھے۔

’’ایسا بھی کیا سوال کر دیا کسی نے کہ ایک عالم ہی لاجواب ہو گیا‘‘

میں نے حیرت سے کہا۔

’’سوال پوچھنے والا نوجوان سائنس کا طالب علم تھا۔اس نے علامہ صاحب کو سورہ احزاب کی ایک آیت کا ترجمہ سنایا:

’’اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے الرجل کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا مطلب ہے آدمی یعنی یہ بات صرف مردوں کے متعلق کی گئی ہے۔اب اگر مردوں کے سینے میں دو دل نہیں بنائے تو کیا عورتوں کے دو دل ہوتے ہیں۔؟‘‘

نوجوان کا وہ سوال سن کر لمحے بھر کو عالم بھی خاموش ہو گئے کیونکہ بات اس نے غلط نہیں کی تھی۔عالم کچھ دیر کو خاموش ہوئے پھر کہنے لگے۔

’’تم ٹھیک کہہ رہے ہو،عورت کے واقعی دو دل ہوتے ہیں۔‘‘

یہ سنتے ہی مجمعے میں دبی دبی سرگوشیاں شروع ہو گئیں،لوگ حیران تھے کہ علامہ صاحب کیسی عجیب بات کر رہے ہیں۔

’’ایک حاملہ عورت کے حمل کے وقت دو دل ہی ہوتے ہیں۔ایک اس کا اپنا دل اور ایک اس وجود کا دل جس نے ایک مخصوص مدت کے بعد باہر آنا ہوتا ہے۔اس لئے اس آیت میں مردوں کی ہی بات کی گئی ہے۔‘‘

یہ کہہ کر شیخ صاحب خاموش ہو گئے لیکن ہم سب ان کی اس بات سے بہت متاثر ہو گئے تھے۔

’’اچھا،وہ فرشتوں کی آوازوں والا کیا قصہ ہے؟۔‘‘

میں نے شیخ صاحب سے پوچھا۔ مجھے لگتا تھا کہ وہ موڈ میں ہیں تو یقیناً کوئی اچھی ہی رائے دیں گے۔

''دراصل ناسا کے خلاء نوردوں نے خلاء میں کچھ آوازیں سنیں اور انہوں نے ان آوازوں کو ریکارڈ کر لیا۔ کچھ دنوں پہلے میں نے بھی وہ ویڈیو دیکھی اور وہ آوازیں سنیں۔''

یہ کہہ کر میرا دوست خاموش ہو گیا۔ نجانے کس گہری سوچ میں گم ہو گیا تھا۔

''کیا تھا ان آوازوں میں، ہمارے ایک اور مشترکہ دوست نے پوچھا۔

''بہت سے لوگوں نے ویڈیوز بنائی ہیں کہ وہ فرشتوں کی آوازیں ہیں، لیکن ابھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔''

''یار، تم نے بتایا نہیں کہ ان آوازوں کو سن کر تمہیں کیا محسوس ہوا۔؟''

''میں نے جب ان آوازوں کو سنا تو لمحے بھر کو میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں، مجھے لگا اللہ کی کوئی مخلوق ایک جگہ جمع ہو کر میرے رب کی حمد و ثناء کر رہی ہے۔ میں نے فوراً آنکھیں کھولیں اور وہ ویڈیو بند کر دی کیونکہ ان آوازوں کو سن کر خوف کی ایک لہر میرے اندر سرایت کر گئی تھی۔''

یہ کہتے ہوئے میرے دوست کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

''میں دنیا داری میں اس قدر ڈوبا ہوا ہوں کہ اس دنیا سے ہٹ کر کچھ سوچتا ہی نہیں لیکن ان آوازوں کو سن مجھے احساس ہوا کہ مجھے بھی ایک روز اپنے اصل کی جانب لوٹنا ہے کیونکہ اصل یہ نہیں اصل تو وہ دنیا ہے جہاں کی زندگی دائمی ہے۔ میں نے کچھ دن پہلے ناسا کی طرف سے جاری کی گئی ایک اور آڈیو سنی، یہ آواز ایک ستارے میں سے آ رہی تھی جیسے کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا ہو۔ یہ آواز سنتے ہی ذہن میں

سورہ طارق کی وہ آیات گردش کرنے لگیں:

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ٥

وَمَآ أَدرَيٰكَ مَا الطَّارِقُ٥

النَّجمُ الثَّاقِبُ٥

''آسمان اور الطارق کی قسم۔ تمہیں کیا معلوم کہ الطارق کیا ہے۔ وہ تیز روشن ستارہ ہے۔''

عربی میں الطارق کا مطلب ہے کھٹکھٹانا یا شور کی آواز کرنا، آج ناسا انہی چیزوں کو دریافت کر رہا ہے، جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔

محفل میں ایک دم خاموشی چھا گئی تھی۔ کچھ دیر بعد محفل برخاست ہوگئی۔ میرا یہ دوست تو چلا گیا لیکن ہمیں بہت کچھ سوچنے کے لئے دے گیا نجانے سائنس کے یہ بڑھتے قدم ہمیں اور کیا کیا دکھائیں گے۔

☆☆☆☆

بگ بینگ اور
ڈاکٹر عبدالسلام عارف

سورہ الانبیاء آیت ۳۰

اَوَ لَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ كَانَـتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا‌-وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ‌-اَفَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ (30)

کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں کھول دیا اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندگی عطاء کی تو کیا یہ ایمان نہ لائیں گے۔

ان دنوں بہت سے سکالرز سوشل میڈیا یا پھر سٹیلائٹ چینلز کے ذریعے اسلام کی

حقانیت بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ مجھے ان میں ڈاکٹر عبدالسلام عارف بہت پسند ہیں اور میں اکثر ان کے قرآن اور سائنس کے حوالے سے تجزیے سنتا رہتا ہوں۔ اس روز بھی میری بیٹی اپنی سائنس کی کتاب کھول کر بیٹھی تھی اور بگ بینگ تھیوری کے متعلق مختلف نظریات جو کتاب میں دیئے گئے تھے۔ ان کو نہ صرف اپنی نوٹ بک پر نوٹ کر رہی تھی بلکہ ساتھ ساتھ زبانی یاد بھی کر رہی تھی۔ میں بھی اس کی کتاب میں موجود بگ بینگ تھیوری کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اچانک میری نظر سامنے ٹی وی کی سکرین پر پڑی جہاں قرآن پاک کی ایک آیت کی تلاوت ہو رہی تھی۔ اس ایک آیت نے لمحوں میں مجھے بگ بینگ تھیوری کی حقیقت بتا دی۔

''مجھے جھٹلانے والوں دیکھو، یہ زمین اور آسمان پہلے ایک ساتھ جڑے ہوئے تھے، میں نے انہیں پھاڑ کر جدا کر دیا۔''

ابھی میں آیت کے اس مفہوم پر غور کر ہی رہا تھا کہ میری بیٹی نے اپنی کتاب بند کر دی اور مجھے کہنے لگی۔

''بابا، کچھ قرآن کے متعلق بتائیں۔''

میں نے ٹی وی کی آواز بڑھا دی جہاں ڈاکٹر عبدالسلام عارف قرآن اور سائنس کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے:

''قرآن اپنا تعارف خود دیتا ہے، ہمیں بتاتا ہے کہ وہ ایک کتاب ہے، لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ کتاب کیا ہوتی ہے۔ کتاب رابطے کا ایک ذریعہ ہوتی ہے۔ اب رابطے سے ہمارے ذہن میں آتا ہے کہ کتاب سے رابطہ کیسے ہوتا ہے۔ سادہ سی بات ہے یہ سب پیغامات کی ترسیل ہے۔ پیغام بھیجنے والا کتاب کے ذریعے پیغام بھیجتا ہے اور وصول کرنے والا وصول کرتا ہے اور اسے سمجھتا ہے۔ مثال کے

طور پر میں اگر کوئی پیغام بھیجوں اور آپ نے وہ پیغام وصول بھی کر لیا لیکن اگر آپ کو سمجھ نہیں آیا تو پھر میرے پیغام بھیجنے کا کیا فائدہ؟۔ایسے ہی قرآن میں موجود پیغامات ہیں جو اگر ہم سمجھ نہیں پائیں گے تو وہ ہم پر پوری طرح آشکار نہیں ہوں گے۔''

میری بیٹی جو میرے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی، کہنے لگی:

''بابا،قرآن پاک تو عربی زبان میں ہے،اس میں جو پیغام ہے وہ سب کیسے سمجھیں گے۔''

''بیٹا،تو پھر آپ عربی سیکھ لو یا پھر قرآن پاک ہمیشہ ترجمے کے ساتھ پڑھو۔''

اس سے پہلے کہ ہماری یہ گفتگو طویل ہوتی ،ڈاکٹر عبدالاسلام عارف کی گفتگو کا ایک مختصر وقفے کے بعد دوبارہ آغاز ہو گیا:

''قرآن اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لئے اس طرح اتارا کہ اسے قیامت تک محفوظ کر دیا۔قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے آپ کو اس کی گرائمر اور عربی زبان کو سمجھنا پڑے گا۔ ہمارے ساتھ المیہ یہی ہوا ہے کہ ہم نے قرآن پاک کو کسی جنتر منتر کی طرح احترام کے صحیفوں میں رکھ لیا اور اس کا اصل مقصد بھول گئے۔

ہمارے پڑھے لکھے لوگ بھی قرآن پاک کو پڑھتے نہیں ہیں۔ہم صرف اس کی تلاوت کرتے ہیں، ناظرہ پڑھتے ہیں۔ جب تک ہم اس کو سمجھیں گے نہیں

ہر بندے کے دل میں درد ہے، ہر بندہ جو خود قرآن پاک پڑھتا ہے، اس کے دل میں یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ اس کے بچے قرآن پاک ضرور پڑھیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ترجمے کے ساتھ قرآن پڑھیں۔ آپ کو پتا ہے سائنس کیا ہے، سائنس تحقیق کی ایک کتاب ہے جسے آپ جتنا پڑھیں گے، غور کریں گے، سمجھیں گے اتنا

ہی نئے راستے آپ کے سامنے کھلتے چلے جائیں گے۔''

''اور قرآن کیا ہے؟''

ے میری بیٹی کے منہ سے اچانک یہ جملہ نکلا۔

''قرآن کتابِ تخلیق ہے جس میں کائنات کے راز ہیں۔''

ڈاکٹر عارف کی بات پر ہم دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسے انہوں نے ہمارے دل کی بات کہہ دی ہو۔

''گو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے اندر دو سو دفعہ اسے لفظ کتاب کہہ کر مخاطب کیا ہے، اب اگر یہ فرقان ہے تو کتاب کی شکل میں ہے، میزان ہے تو کتاب کی شکل میں ہے کتاب کو پڑھنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے، جب آپ اس طریقے کو اختیار کرتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ یہ سائنس سے بہت آگے ہے۔''

ڈاکٹر عبد السلام عارف کی حکمت سے بھری گفتگو ابھی جاری تھی کہ اچانک سے لائٹ چلی گئی۔ میں نے دیکھا کہ میری بیٹی کے ہاتھ میں قرآن تھا وہ ترجمے کے ساتھ اسے پڑھ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد لائٹ بھی آ گئی۔ مجھے لگا کہ روشنی نے اب صرف ہمارے گھر کے کمروں کو ہی نہیں بلکہ ہمارے من کو بھی روشن کر دیا ہو۔ میرے سامنے قرآن نہیں بلکہ روشنیوں سے بھرا جہان تھا۔ ہم نادان ساری زندگی اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ روشنی ہمارے گھروں میں موجود ہے لیکن ہمیں توفیق ہی نہیں ہوتی کہ ہم ریشمی غلافوں اور بند الماریوں سے اس روشنی کو نکالیں اور اپنی زندگیاں منور کریں۔

☆☆☆☆

راستے اور دروازے

سورہ ص آیت 10

أَمْ لَهُم مُّلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ o

''کیا یہ سمجھتے ہیں کہ زمین و آسمان کی بادشاہی ان کے پاس ہے؟۔اگر ان کے پاس ہے تو یہ سبابہ پر چڑھ کر دیکھائیں۔''

میں اکثر اپنے آپ کی تلاش میں رہتا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمارے اندر بھی ایک اللہ والا ہوتا ہے کبھی یہ ایک لمحے میں منکشف ہو جاتا ہے لیکن کبھی اسے ڈھونڈ نا پڑتا ہے۔ اندرون شہر کی اس پرانی سی گلی کے تین منزلہ مکان کی آخری منزل پر

موجود ایک اللہ والے سے مل کر مجھے لگا کہ میری ذات مجھ پر منکشف ہو رہی ہے۔
میں ایک روز جمعہ کے بعد اندرون شہر کی اسی گلی میں جا پہنچا جہاں ایک پرانے سے مکان کی تیسری منزل کی بیٹھک میں علم و حکمت کے موتی بکھیرے جا رہے تھے۔ میں وہاں گیا تو محفل کا آغاز ہو چکا تھا۔ میں بھی جوتے اتار کر ایک کونے میں بیٹھ گیا اور علم و حکمت کے یہ موتی اپنے دامن میں سمیٹنے لگا۔

''سبابہ کے متعلق آپ میں سے کوئی جانتا ہے۔''

علم وحکمت کے اس موتی کے اس سوال پر سب نے نفی میں گردن ہلائی۔

يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ۚ۝

اے گروہ جنات وانسان! اگر تم میں آسمانوں اور زمین میں کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو! بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے۔

''سلطان کے بارے میں تو جانتے ہو گے۔''

وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

''جی، بس ان ترکی ڈراموں نے تو ہر طرف سلطان سلطان کر دیا ہے۔''

حاضرین محفل میں سے نجانے کون بولا تھا لیکن لمحے بھر کو سب کے چہرے مسکراہٹوں سے بھر گئے۔

''سلطان سبابہ کا ہی ایک نام ہے۔ سبابہ دراصل آسمان کی طرف جانے والے ایک رستے کا نام ہے۔ سورہ کہف میں ذوالقرنین کا جو واقعہ ہے وہاں بھی سبابہ کا لفظ

استعمال ہوا ہے۔سورہ ص میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
''کیا یہ سمجھتے ہیں کہ زمین و آسمان کی بادشاہی ان کے پاس ہے۔اگر ان کے پاس ہے تو یہ سبابہ پر چڑھ کر دیکھائیں۔''
سورہ مومنین میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ ہم نے تمہارے اوپر سات رستے بنائے ہیں۔اس کے لئے طریق کا لفظ استعمال کیا ہے۔آج بھی سعودی عرب میں سڑک کے لئے طریق کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔طریق الہجر۔
سورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور قسم کھائی ہے:
''قسم ہے اس آسمان کی جس میں راستے ہیں۔''
حضرت علیؓ کا ارشاد ہے:
''مجھے زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں کا علم ہے۔''
اس کا مطلب ہے یہ وہ راستے ہیں جنہیں ہم نے دریافت کرنا ہے۔
اسی طرح ایک اور آیت کا ترجمہ ہے جس میں فرعون ہامان سے کہتا ہے کہ میرے لئے ایک اونچا مینار بناؤ تا کہ میں سبابہ پر چڑھ کر موسیٰ کے رب کو دیکھ سکوں۔''
''باباجی، کیا ہم بھی سبابہ کو پا سکتے ہیں۔''
میں نے ڈرتے ڈرتے باباجی سے پوچھا۔
''سبابہ آسمانوں کی تسخیر کرنے والے راستے کا نام ہے۔یہ راستہ میں اور آپ دونوں ڈھونڈ سکتے ہیں۔اللہ کی محبت کی خوشبو ساتھ ہو تو سبابہ مل ہی جاتا ہے۔''
باباجی کی یہ بات میں نے اپنے وجود کے ساتھ باندھ لی کہ اللہ کی محبت کو زادراہ بنا کر ہی دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کی جاسکتی تھی۔سبابہ کا لفظ قرآن میں بہت جگہ استعمال ہوا ہے۔سورہ کہف میں چار مرتبہ اور سورہ حج، سورہ مومن اور سورہ ص

میں استعمال ہوا ہے یہ ہر جگہ اوپر جانے والے راستوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔

''بابا جی، راستہ تو آپ نے بتا دیا اب منزلوں اور دروازوں کے متعلق بھی کچھ بتائیں۔''

''سورہ اعراف کی آیت نمبر چالیس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔:

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ (40)

بیشک وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلے میں تکبر کیا تو ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے حتّٰی کہ سوئی کے سوراخ میں اونٹ داخل ہو جائے اور ہم مجرموں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

سورہ قمر کہ آیت نمبر گیارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ (11)

تو ہم نے زور کے بہتے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔:

''سیدنا عبداللہ بن عمر کی ایک روایت ہے:

''جب ہم یرموک میں پھنس گئے، ہمیں رومیوں نے گھیر لیا اور ہمیں اپنی موت نظر آنے لگی تو ہم نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا مانگی کہ

''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب، محمد کی امت کی مدد کر'' میں نے دیکھا کہ آسمان کے

دروازے کھلے، اس میں سے گھوڑ سوار نکلے اور ایک لاکھ رومیوں کا لشکر بھاگ گیا۔‘‘

باباجی یہ کہہ کر خاموش ہو گئے اور میری طرف دیکھنے لگے۔

’’سر، یہ المشرقین اور المغربین سے کیا مراد ہے۔‘‘

میرے ساتھ بیٹھے شخص نے سوال کیا۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ(17)

ترجمہ: وہ دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے

’’مشرقین اور مغربین دو دروازے ہیں۔مشرقین وہ دروازے ہیں جہاں سے چیزیں اس دنیا میں داخل ہوتی ہیں اور مغربین وہ دروازے ہیں جہاں یہاں سے چیزیں واپس جاتی ہیں۔اب قرآن پاک کو پڑھیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سات زمینیں اور سات آسمان ہیں لیکن سائنس ابھی تک کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچ سکی کہ زمینوں اور آسمانوں کی تعداد کتنی ہے۔‘‘

’’کیا سائنس مذہب سے دور لے جاتی ہے۔؟‘‘

’’اگر آپ نے قرآن کو ٹھیک سے نہیں پڑھا اور آپ قرآن کے متعلق اتنا ہی جانتے ہیں جتنا کسی آدھے علم رکھنے والے نے آپ کو بتایا ہے اور سائنس کی آپ نے نجانے کتنی ڈگریاں لے رکھی ہیں تو یقین تو آپ اسی پر کریں گے جسے آپ نے دل لگا کر پڑھا ہوگا تو سائنس پڑھ کر مذہب سے دور وہی لوگ ہوتے ہیں جو قرآن کو سمجھ نہیں پاتے۔میرا بھی ایک بھائی ہے وہ سائنس کے میدان میں بہت کچھ کرنے کی خواہش دل میں لئے ولایت چلا گیا۔دو ماہ پہلے آیا تو مجھ سے بحث

کرنے لگ گیا کہ سائنس بہت حوالوں سے مذہب سے بہت آگے ہے، اسے اس کی سائنس نے مذہب سے دور کردیا۔''

''کیا یہی وجہ ہے کہ مسلمان سائنس سے دور ہیں۔''

''مسلمان صرف سائنس سے ہی نہیں اپنے مذہب سے بھی دور ہیں۔ اگر ہم ماضی کی طرف دیکھیں تو مسلمان سائنسدانوں نے بہت سے سائنسی نظریات کی بنیاد رکھی تھی۔ آپ جابر بن حیان کو جانتے ہیں۔ جابر بن حیان کیمیا دان، ریاضی دان اور ماہر فلکیات، میڈیسن اور فلسفی تھے۔ آپ نے مختلف ایجادات کیں، روشنی دینے والی سیاہی ایجاد کی جو اندھیرے میں پڑھنے میں مدد دیتی تھی۔ جلنے سے محفوظ رہنے والا کاغذ بنایا، سب سے پہلے سونے کا پانی تیار کیا اور اس سے لکھنے کی صلاحیت حاصل کی ایسا پینٹ تیار کیا جو لوہے پر لگانے سے کبھی زنگ نہ لگے، سب سے پہلے سونے کو چاندی سے الگ کرنے کے لئے تیزاب کے ذریعے حل کرنے کا طریقہ اپنایا، جو آج تک رائج ہے، نائٹریٹ آف سلور پر روشنی کے اثرات دریافت کئے جو فوٹو گرافی کی بنیاد بنے سب سے پہلے نائٹریٹ، ہائڈروکلورک اور سلفیورک ایسڈ کو دریافت کیا، جو آج بھی انڈسٹری میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ اور اس جیسی بہت سی ایجادات مسلمانوں نے آج سے تیرہ سو سال پہلے کی تھیں، یہ وہ مسلمان سائنسدان تھے جنہوں نے اپنی سائنسی تحقیق قرآن کو سمجھ کر مکمل کی تھی۔ جیومیٹری قرآن سے نکلی، کاسمولوجی، طب سمیت تمام علوم قرآن سے نکل رہے تھے لیکن دشمنان علم اور دشمنان اسلام کو کہاں گوارا تھا کہ سائنس کے میدان میں مسلمانوں کے نظریات ہر طرف دھوم مچادیں۔ بغداد میں ایک ایسے کتب خانے کو

برباد کیا گیا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دریا میں اتنی کتب بہائی گئیں کہ دریا کا پانی بھی کتابوں کی سیاہی سے سیاہ ہو گیا۔ یہ تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے۔ وہ کتب خانہ نہیں تحقیقی علوم سے بھرا خزانہ تھا۔اس روز دریا میں کتابیں نہیں مسلمانوں کی برسوں کی تحقیق کو بہا دیا گیا تھا۔اس کے بعد مسلمانوں کی سمت ہی بدل گئی اور وہ سائنس جس میں انہوں نے بہت آگے جانا تھا، وہ مغرب کے گھر کی لونڈی بن گئی۔قرآن کا پہلا فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ نے 1750 کے قریب کیا تھا۔کیا کبھی آپ نے کبھی سوچا کہ اس سے پہلے برصغیر کے مسلمان قرآن کی کسی آیت کے مفہوم سے آشنا ہی نہیں تھے۔وہ صرف ناظرہ پڑھ کر اپنے حصے کا فرض ادا کرتے تھے۔جب انہوں نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں تو پھر ہم اس دور کے مسلمانوں سے کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ سائنس کے میدان میں آگے بڑھتے۔''

''سر، ہمارے بچے کیسے قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکتے ہیں؟۔''

''میرے بچو! اپنے بچوں کو قرآن ایک کتاب کی طرح پڑھاؤ، جیسے باقی کتب ہیں ویسے ہی قرآن بھی انہیں کتاب کی طرح پڑھانا ہوگا۔پہلی جماعت کا بچہ اردو پڑھنے کے لئے پہلے اردو کا قاعدہ سیکھے گا ایسے ہی قرآن کے حروف کی پہچان، ان کے ترجمے کے ساتھ کروائی جائے، آپ سالوں بچے کو قاری صاحب سے قرآن پڑھاتے رہو لیکن جب تک آپ کے بچے کو ترجمہ نہیں آئے گا وہ قرآن کے قریب نہیں جا سکتا۔''

یہ کہتے ہوئے بابا جی اٹھے اور سب کے ہاتھوں میں ایک ایک قاعدہ پکڑا دیا جس میں قرآن کے ابتدائی حروف ترجمے کے ساتھ تھے۔ہم سب وہ قاعدہ اس امید

کے ساتھ گھر لے گئے کہ اب ہمارے بچے قرآن کو صرف پڑھیں گے نہیں بلکہ سمجھیں گے اور بحیثیت مسلمان میں نے تو اپنے حصے کا فرض ادا کر دیا تو کیا آپ بھی اپنا فرض ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

☆☆☆☆

سورہ فاتحہ کا راز

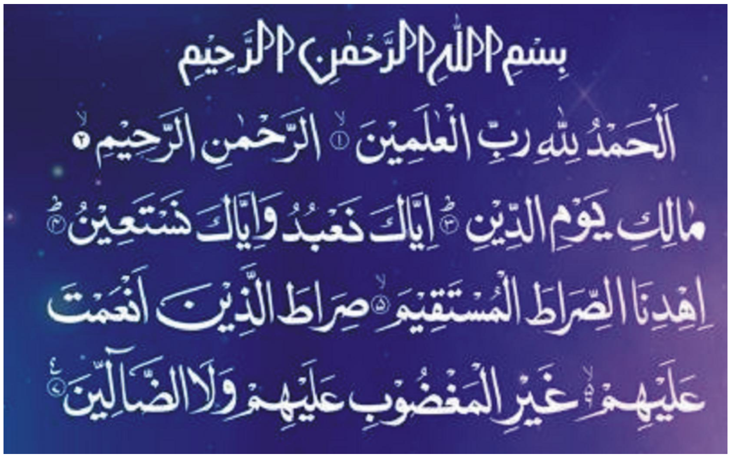

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے
تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے
وہ بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے
روزِ جزا کا مالک ہے
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں
ہمیں سیدھا راستہ دکھا
ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا،
نہ کہ ان کا جن پر غضب کیا گیا اور نہ ہی گمراہوں کا۔

شیخ صاحب سے کئی برس پرانی محلے داری تھی۔ ان کا ایک ہی بیٹا تھا۔ رات کو اپنے کسی دوست سے ملنے جارہا تھا۔ تیز رفتاری کے باعث حادثہ پیش آیا۔ بائیک کے ساتھ خود ہی پھسلتا ہوا سڑک کے کونے پر جا کر گرا۔ سر پر کافی شدید چوٹ آئی جس

کے باعث وہ جانبر نہ ہوسکا۔ شیخ صاحب اور ان کے خاندان کے لئے یہ ایک بہت بڑا صدمہ تھا۔ جوان بچہ تو ایک بار مرتا ہے لیکن اس کے بوڑھے والدین اس کے جانے کے بعد دن میں کئی بار مرتے ہیں۔ شیخ صاحب بھی اس کے جانے کے بعد ٹوٹ سے گئے تھے۔ اس روز ان کے بیٹے کا چہلم تھا۔ جس کے بعد انہوں نے ایک مشہور عالم کا درس رکھا تھا۔ ان عالم کو میں نے بھی سن رکھا تھا۔ ان کا انداز بیاں کافی عمدہ تھا۔ میرا ذاتی خیال یہی تھا کہ ان کے بیان سے یقیناً میرے دوست کو کسی نہ کسی حد تک صبر آئے گا۔ مغرب کی نماز کے بعد مولانا صاحب نے اپنا بیان دینا شروع کیا۔ سب سے پہلے اس بچے کے لئے دعا کروائی گئی جو بھری جوانی میں اپنے والدین کو عمر بھر کا صدمہ دے کر چلا گیا تھا۔ پھر مولانا صاحب نے حاضرین محفل سے ایک سوال کیا:

''مرنے والے کی مغفرت کے لئے سورہ فاتحہ کی ہی تلاوت کیوں کی جاتی ہے؟ آپ لوگوں کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔؟''

حاضرین میں سے سب نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جواب دیا لیکن لگ رہا تھا مولانا صاحب کی تسلی نہیں ہوئی تھی۔

''سورہ فاتحہ قرآن مجید کا آغاز ہے۔ اگر آپ اس کا ترجمہ غور سے سنیں تو آپ کو احساس ہوگا کہ یہ پوری سورہ صرف دعا ہے۔ اس سورہ میں سات حروف نہیں استعمال کئے گئے جن سے وہ حروف بنتے ہیں جن کا مفہوم خیر نہیں ہے۔ وہ حروف اس طرح سے ہیں

ا۔ ث۔۔۔۔الثبور۔۔تباہی

۲۔ ج۔۔۔۔۔جہنم

۳۔خ۔۔۔۔۔خوف

۴۔ز۔۔۔۔زقون (دوزخ کا سب سے کڑوا درخت)

۵۔ش۔۔۔اشکوہ۔۔۔بدقسمتی

۶۔ف۔۔۔۔فراق۔۔جدائی

۷۔ظ۔۔۔۔۔ظالم

تو دوستوں جو سورہ رب نے اپنے بندوں کے لئے خیر اور دعا کی شکل میں اتاری ہو وہاں ایسے الفاظ کا کیا کام،اس سورہ کے متعلق نبی پاک حضرت محمد ﷺ کی ایک حدیث ہے:

''رب تعالیٰ نے فرمایا کہ فاتحہ،میرے اور میرے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔آدھی میرے لئے اور آدھی میرے بندے کے لئے، جو کچھ میرا بندہ مانگتا ہے۔اسے دیا جاتا ہے۔''

''سورہ فاتحہ صرف دعائے مغفرت نہیں ہے،دلوں کا سکون بھی ہے،جب کوئی دنیا سے چلا جائے تو اس کے جانے کے بعد اس کی قبر پر جا کر سورہ فاتحہ محض اس لئے نہ پڑھو کہ اس کی مغفرت ہو بلکہ یہ نیت بھی رکھو کہ اس سے تمہارے دل کو سکون ملے گا۔''

مولانا صاحب کا دلوں میں اترتا لہجہ لمحے بھر کو ہم سب کی آنکھیں بھگو گیا۔میں نے اپنے دوست کی طرف دیکھا جس کے آنسو مجھے دور سے بھی نظر آرہے تھے۔مولانا صاحب تو چلے گئے لیکن ان کی سورہ فاتحہ والی نصیحت میرے دوست نے اپنے پلے سے باندھ لی۔وہ آج بھی کہتا ہے کہ جب سے سورہ فاتحہ کو اپنے معمولات کا حصہ بنایا ہے میرے دل کو بہت سکون ملا ہے۔

☆☆☆☆

ذوالقرنین کا سبابہ

سورہ کہف

وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنۡ ذِی الۡقَرۡنَیۡنِ ؕ
قُلۡ سَاَتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ مِّنۡہُ ذِکۡرًا ؕ

''وہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ ہم آپ کو ان کا حال سناتے ہیں۔'' (83)

اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الۡاَرۡضِ وَ اٰتَیۡنٰہُ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ سَبَبًا ۙ

بیشک ہم نے اسے زمین میں اقتدار دیا اور ہر چیز کا سامان عطا کیا (84)

فَاَتۡبَعَ سَبَبًا ؕ

وہ تو ایک راستے کے پیچھے چلا (85)

ایک ایسے ہی اہل علم ذولقرنین بھی تھے۔اللہ نے انہیں تین سابہ عطا کئے تھے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

''یہ آپ سے ذولقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ہم آپ کو ان کا حال سناتے ہیں۔''

ذولقرنین کون تھے،اللہ کے بنی تھے یا کوئی بزرگ،ہم اس کے بارے میں واضح طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن اتنا ضرور جانتے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کی حکومت دی تھی اور پھر انہوں نے ایک دنیا سے دوسری دنیا تک کا سفر کیا تھا۔جب ہم قرآن پڑھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ذولقرنین نے آسمانوں کا سفر کیا تھا۔آسمانوں کے سفر کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سابہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔اب سابہ کی تعداد تو سات ہے لیکن ذولقرنین کے اس سفر کا احوال جب قرآن میں پڑھتے ہیں تو سمجھ آتا ہے کہ آپ نے آسمانوں کی طرف تین سفر کئے تھے۔اب پہلا سابہ اختیار کرنے کے بعد ذولقرنین وہاں پہنچے جہاں انہوں نے سورج کو غروب ہوتا پایا۔اب سوچنے کی بات ہے سورج کہاں غروب ہوتا ہے۔قرآن میں اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ذولقرنین کو پوری دنیا کی حکومت دی تھی۔ اب وہ جہاں پہنچے وہ اس دنیا سے آگے ایک اور دنیا تھی جہاں سورج کا اختتام ہو رہا تھا اور سورج کا اختتام بلیک ہول میں ہوتا ہے جہاں ستارہ بجھ جاتا ہے۔اس سے تو یہی پتا چلتا ہے کہ وہ بلیک ہول تک گئے تھے۔اب وہ جب وہاں پہنچے تو ادھر بھی ایک دنیا تھی۔لوگ تھے۔اب اللہ نے انہیں کہا کہ یا تو آپ ان لوگوں کو سزا دیں یا رحم کریں۔ذولقرنین نے یہی کہا کہ وہ ان لوگوں کو حق کی دعوت دیں گے اگر یہ لوگ اچھے کام کریں گے ان پر رحم کروں گا اور جو برے کام کریں گے ان کو سزا دوں

گا۔اس کے بعد قرآن میں ذوالقرنین کے دوسرے سابہ کا ذکر ہے۔اب یہ جو اس کا دوسرا آسمانوں کا سفر تھا۔اس میں وہ وہاں پہنچا جہاں سورج طلوع ہوتا تھا۔ جہاں سے ستارے جنم لے رہے ہیں۔وہاں ایک ایسی قوم تھی جس کے متعلق اللہ تعالٰی کہتے ہیں کہ ہم نے سورج اور اس قوم کے درمیان کوئی اوٹ نہیں بنائی تھی۔اب یہ اوٹ کیا ہے، یہ اوٹ اوزون لئیر ہے۔جو ہمیں سورج کی خطرناک شعاؤں سے بچاتی ہے لیکن جہاں ذولقرنین پہنچے تھے وہاں یہ اوٹ نہیں تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت ہے:

''جب ذولقرنین وہاں پہنچے تو انہوں نے ایک ایسی قوم کو پایا جو دن کے وقت پانی کے اندر چلی جاتی تھی اور رات کے وقت باہر آجاتی تھی۔''

اب ذولقرنین ایک اور سابہ پر چلے۔اب وہ دوصدین کے درمیان پہنچے۔صدین کو آپ رکاوٹیں اور پردہ کہہ سکتے ہیں۔وہ دو پردوں کے درمیان پہنچے۔جہاں وہ قوم تھی جو بس ایک ہی بات کر رہی تھی کہ انہیں یاجوج ماجوج کھا گئے ہیں۔وہ بس یہی التجا کر رہے تھے کہ انہیں یاجوج ماجوج سے بچایا جائے۔وہ اس کے علاوہ کوئی اور بات سننے کو تیار نہیں تھے۔تب ذوالقرنین نے ان کی مدد کا فیصلہ کیا اور یاجوج ماجوج کو بند کر دیا۔ذولقرنین کا یہ سفر ہماری آنکھیں کھولتا ہے اور خدا پر ہمارا ایمان اور پختہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆

پانی زندگی کی بنیاد ہے

سورہ زخرف

وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًاۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝

اور وہ ذات جس نے ایک اندازے سے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے ایک مردہ شہر کو زندہ فرما دیا۔ یونہی تم نکالے جاؤ گے (11)

بشیر مالی ہمارا بہت پرانا باغبان ہے۔ میں اپنی مصروفیات کے باعث لان کو ٹھیک سے دیکھ نہیں پاتا لیکن بشیر مالی ہمارے گھر میں موجود اس چھوٹے سے باغیچے کا بہت خیال رکھتا ہے۔ اب تو میری بیگم کے ساتھ ساتھ میری بیٹی کی بھی پھولوں اور پودوں سے دلچسپی بڑھ گئی ہے۔ اس روز موسم خوشگوار تھا اور چھٹی کا دن تھا۔ میں لان

میں بیٹھا چائے پی رہا تھا اور درختوں اور پھولوں کو دیکھ کر اپنے رب کی کبریائی بیان کر رہا تھا۔ اچانک سے میری نظر ایک پودے پر پڑی جو مجھے کچھ سوکھا سوکھا لگا۔ میں نے بشیر مالی کو آواز دی کہ اس پودے کو پانی دے۔

''صاحب جی، سوچیں اگر پانی نہ ہو تو ان پودوں کے ساتھ ساتھ ہم بھی ختم ہو جائیں۔''

بشیر مالی پودوں کو پانی دیتے ہوئے زندگی کی حقیقت بیان کر رہا تھا۔ کچھ عرصے پہلے ہی میں نے کہیں پڑھا تھا کہ رحمت اللعٰلمین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے یہی نظریہ تھا کہ زندگی چار عناصر سے مل کر بنی ہے۔

پانی

ہوا

مٹی

آگ

لیکن قرآن کی نزولیت کے بعد جب قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہر جاندار کی تخلیق پانی سے ہوئی ہے۔ لیکن افسوس ہم مسلمان بجائے اس کے کہ قرآن کی ان آیات کو اپنی زندگی کا حصہ بناتے، ہم مغرب کی تقلید کرنے لگے۔ جب اہل مغرب کے ہاں سیل کی دریافت ہوئی اور یہ انکشاف ہوا کہ ہر سیل میں سائیٹو پلازم ہے اور سائیٹو پلازم کا ساٹھ سے ستر فیصد حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ اس وقت سر جیمز نے 1977ء میں یہ نظریہ پیش کیا کہ تمام تر جاندار پانی سے بنے ہیں اور اس نظریے پر انہیں نوبل انعام بھی ملا۔ اب زندگی کے دو مراحل ہوتے ہیں۔ ایک زندگی کی تخلیق اور ایک زندگی کی بقاء اب زندگی کی تخلیق تو پانی

سے ہوئی لیکن زندگی کو دوام پودوں سے ملا۔ انسان اور جانور دونوں کی ہی خوراک کا بنیادی عنصر نباتات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انجیر اور زیتون کی قسم کھائی ہے کیونکہ یہ دو درخت تھے، جو انسان کی اس دنیا میں آنے کے بعد خوراک بنے۔ جب انسان اس دنیا میں آیا تو اس کے جسم کو دو چیزوں کی ضرورت تھی ایک نشاستہ یعنی تیل اور دوسرا کاربو ہائیڈریٹس، انجیر سے اسے کاربو ہائیڈریٹ اور زیتون سے تیل ملا۔ اب یہ دو پھل انسان کی تخلیق کے بعد اس کی حیات کا ضامن بنے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی قسم کھائی۔ اللہ نے قرآن میں طور سینا کی قسم کھائی، یہ وہی پہاڑ ہے جہاں پہلی بار رب تعالیٰ اپنے ایک بندے حضرت موسیٰؑ سے ہم کلام ہوئے تھے۔ قرآن میں اللہ نے بلادالامین مکہ شہر کی قسم کھائی ہے۔ انسان کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے یہی شہر آباد ہوا تھا۔ میرے ذہن میں یہ ساری باتیں گردش کر رہی تھیں۔ اب لان میں طرح طرح کے درخت دیکھ کر ذہن بے اختیار حضرت آدمؑ اور شیطان کی طرف چلا گیا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا لیکن شیطان کے دھوکے میں آ کر انہوں نے نافرمانی کی اور جنت سے نکالے گئے۔ اسی طرح کوہ طور پر اللہ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تب بھی پہلی بار ایک درخت میں سے ہی آواز آئی تھی۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آدمؑ نے پہلی بار دھوکہ بھی ایک درخت کے نام پر کھایا، معافی بھی اسے ملی اور پہلی بار رب سے ہم کلام بھی درخت کے ذریعے ہی ہوا اور نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو رب تعالیٰ معراج پر جب لے گئے وہاں بھی ایک درخت سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے، ایک ایسا عجیب درخت جس کی جڑوں سے نیل وفرات پھوٹتے

ہیں۔جس سے آگے جبرئیل بھی نہیں جا سکے تھے۔اب یہ تو ہمیں اندازہ ہو گیا کہ درختوں کی اہمیت صرف یہاں نہیں آسمانوں کے پار کی اس دنیا میں بھی ہے۔قرآن پاک میں سورہ انعام کی آیت نمبر 99 ایک جگہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

''میں نے پانی برسایا اور اس پانی کے ذریعے سے ہم نے زمین سے درخت اگایا اور سب سے پہلے اس میں سے سبز رنگ کا تنا نکالا۔اس میں ایمان لانے والوں کے لئے کچھ نشانیاں ہیں۔''

میں اکثر قرآن پاک کی آیات میں جب لفظ غور اور نشانیاں پڑھتا ہوں تو گہری سوچ میں چلا جاتا ہوں کہ یہ نشانیاں ہمارے پاس ہیں لیکن پھر بھی ہم ناکام ہیں، در بدر بھٹک رہے ہیں، مجھے سائنس اسی لئے پسند ہے کہ وہ ان نشانیوں پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ہم نے غور و فکر کرنا چھوڑ رکھا ہے۔ہم وہ نشانیاں بھی نہیں لیتے ،سائنس انہی نشانیوں پر تجربات کرنے کی دعوت دیتی ہے اور پھر ان تجربات کے بعد جو نتیجہ نکلے گا وہ ہمارا علم ہوگا۔ہم اس سے سیکھیں گے۔اس آیت پر غور و فکر کرنے سے ہمیں بناتات کا علم حاصل ہوگا۔مجھے تو سائنس اور قرآن میں یہی فرق لگتا ہے کہ قرآن کی تفسیر بدل نہیں سکتی جبکہ سائنس کے تجربات پر مبنی نتائج بدلتے رہتے ہیں۔ہمیں قرآن میں جن نشانیوں کا اللہ نے ذکر کیا ہے ان پر غور و فکر کرنے کی عادت ڈالنی پڑے گی تب ہی ہماری عقل پر پڑے پردے ہٹ سکتے ہیں اور ہم خود ساختہ بنائے ہوئے ظالمانہ قسم کے قوانین سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆

وجے کمار اور گیان ساگر

میں کاروبار کے سلسلے میں دنیا کے مختلف ممالک کا سفر کر چکا ہوں، تقریباً آدھی سے زیادہ دنیا میں نے دیکھ لی ہے۔اس دوران بہت سے مذاہب کے ماننے والوں سے ملاقاتیں رہی ہیں۔ بہت سے دوست ایسے بھی بنے جن کا مذہب اسلام نہیں ہے لیکن ان سے ایک حد تک تعلق قائم ہے۔سچ کہوں تو میں نے مسلمانوں سے زیادہ وفادار دوسرے مذاہب کے لوگوں کو پایا ہے۔ہم مسلمان بس اب صرف نام کے ہی مسلمان رہ گئے ہیں، کاش ہم مومن بن جائیں اور دنیاوی معاملات میں بھی ہمارے اخلاق و کردار کی مثالیں دی جائیں، خیر میں بات کر رہا تھا کہ میرے بہت سے ممالک میں غیر مسلم دوست بھی ہیں۔انہی غیر مسلم دوستوں میں ایک وجے کمار بھی ہے۔جو سویڈن میں مقیم ہے اور وہیں ایک کمپنی کا جنرل منیجر ہے۔وجے سے میری دوستی بس یونہی ایک بزنس ڈنر کے دوران ہوئی اور بہت جلد ہم میں بے تکلفی بھی قائم ہوگئی۔میں چونکہ مذہب اور سائنس کے گمشدہ ٹکڑے جوڑنے میں مصروف عمل ہوں سو اس تناظر میں مجھے ہندو مذہب کے متعلق بھی کچھ جاننا تھا اور اس سلسلے میں وجے سے بہتر مددگار میرے لئے کوئی نہیں ہوسکتا تھا۔سو ایک روز

جب میں نے اس سے اس حوالے سے کچھ باتیں کیں تو وجے کے منہ سے بے ساختہ نکلا

''پنڈت برج موہن بھوشن''

''یہ کون ہیں۔؟''

میں نے پوچھا

''گیان ساگر،علم کا سمندر اور سچ کہوں تو ایک توحید پرست ہندو۔اب ان کی زبانی رام جی کا ایک واقعہ سنو۔''

''میں ہمہ تن گوش ہوں۔''

''جب رام جی دنیا سے جانے لگے تو انہوں نے اپنے بھتیجوں اور باقی لوگوں کو بلالیا اور کہنے لگے کہ میں تمہیں کچھ باتیں بتاتا ہوں،جن کو اپنالو گے اور ان پر عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔اس میں سے ایک کو یوں لکھا ہے:

''میرے بعد چار یگ (ایک یگ ایک ہزار سال) ہوں گے۔چوتھا یوگ ست یگ کا ہوگا۔ست یگ میں ایک دیوتا ظاہر ہوگا۔جو دنیا کے سب سے بڑے کالے پتھر والے مندر کے پاس کجھوروں والی زمین میں ظاہر ہوگا۔اس کا نام مہا دیومہا مد ہوگا۔دیوتاؤں کا دیوتا ہوگا۔ان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ ان کا ایک پریتم،ان کا ایک محبت کرنے والا دنیا کے سب سے بڑے کالے پتھر کے مندر کی دیوار پر معجزہ کرکے ظاہر ہوگا۔اس کا نام اوم مورتی ہوگا۔وہ نرسنگھ ہوگا۔وہ دنیا میں جب آئیں گے تو ان کا بیاہ مہا دیو کی ایک دیوی درگا سے ہوگا۔جو کہ شیر پر

سوار ہو گی اور اس دیوی کے دو شیروں میں سے ایک شیر پانی کے گھاٹ پر پیاسا مارا جائے گا۔''

وجے یہ کہہ کر خاموش ہو گیا اور میں حیرت کی تصویر بنا یہ سب سن رہا تھا کیونکہ یہ سب میں نے مدارج النبوت میں بہت پہلے پڑھا تھا۔ ہندی کے الفاظ اگر بدل دیں تو یہ نشانیاں کس کی آمد کی تھیں۔ سب آرام سے سمجھ سکتے تھے۔ ایک لمحے کو میرے ذہن میں خیال آیا ہو سکتا ہے مدارج النبوت میں اب یہ شامل نہ ہونے کی وجہ بھی یہی ہو کہ لوگ ایک دوسرے سے نفرت کریں حالانکہ ہندو مذہب میں بھی صاف اور واضح حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی پشین گوئی تھی۔ ابھی میں وجے کمار کی باتوں پر غور کر ہی رہا تھا کہ دور کہیں سے مجھے حمد سنائی دی اور مجھے لگا باقی سب جھوٹ ہے بس یہی حقیقت ہے

''نہ تیرا خدا کوئی اور ہے، نہ میرا خدا کوئی اور ہے
یہ جو راستے ہیں جدا جدا، یہ معاملہ کوئی اور ہے۔''

☆☆☆☆

انسان کیسے پیدا ہوتا ہے

سورہ المومنین

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا-ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ o (14)

''پھر ہم نے پانی کی اس بوند کو جما ہوا خون بنا دیا پھر اس جمے ہوئے خون کو ہم نے گوشت کی بوٹی بنا دی پھر گوشت کی بوٹی کی ہڈیاں بنا دیں پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر ہم نے اس کی ایک صورت بنا دی۔تو بڑی برکت والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔''

مجھے یاد پڑتا ہے ہم اپنے بچپن میں بہت معصوم ہوتے تھے اور بہت سے معاملات سے لاعلم رہتے تھے اور یہی سادگی اور معصومیت ہمارے بچپن کی خوبصورتی تھی۔وقت بدلا سائنس کی ترقی ہوئی، سائنسی اور ٹیکنالوجی کا انقلاب آیا تو بہت سی ایسی باتیں بھی سامنے آنے لگیں جنہوں نے بچوں کے اندر سے ان کی معصومیت چھین لی، اب ہم بچپن میں جب کسی بڑے سے پوچھتے تھے کہ ہم کیسے پیدا ہوئے تو وہ کہتا تھا کہ ایک پری ٹوکری میں ڈال کر آپ کو آپ کی ماما کی گود میں رکھ گئی تھی۔ہم اس پر یقین کر لیتے تھے۔آج کل کے بچے ایسے نہیں ہیں۔وہ انٹرنیٹ

کے اس دور میں بہت سی ایسی باتوں سے واقف ہو گئے ہیں، جوان کی عمر سے بڑی ہیں لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ میں نے جب اس پر ریسرچ کی تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ سائنس نے بیسویں صدی میں بچے کی پیدائش سے متعلق مضمون ایمبر الوجی کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس سے پہلے مختلف مفروضے تھے لیکن مکمل علم کسی کے پاس بھی نہیں تھا۔ اب میں قرآن کی طرف آتا ہوں۔ قرآن کی نزولیت کا وقت چودہ سو سال پہلے کا ہے۔ جہاں قرآن نے زندگی کے دیگر ان معاملات کا ذکر تفصیل سے کر دیا تھا وہیں ایمبر الوجی جیسا علم بھی ہے۔ جہاں سائنس اب پہنچی ہے۔ قرآن نے چودہ سو سال پہلے ہی بتا دیا تھا کہ کیسے منی یعنی کہ سپرم کا ایک قطرہ جسم میں جاتا ہے پھر گوشت بنتا ہے اور پھر ہڈیاں وجود میں آتی ہیں، اس کے بعد ایک ڈھانچہ بنتا ہے اور پھر جان پھونکی جاتی ہے۔ قرآن کی سورۃ المومنین کی آیت نمبر چودہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’پھر ہم نے پانی کی اس بوند کو جما ہوا خون بنا دیا پھر اس جمے ہوئے خون کو ہم نے گوشت کی بوٹی بنا دی پھر گوشت کی بوٹی کی ہڈیاں بنا دیں پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر ہم نے اس کی ایک صورت بنا دی۔‘‘

ڈاکٹر کیت مورے جو ایمبر الوجی کے ماہر ہیں۔ ان کو سعودی عرب میں عبدالعزیز کالج میں بلوایا گیا تاکہ وہ ان آیتوں کو بھی دیکھ لیں، جب انہیں یہ آیتیں پڑھ کر سنائی گئیں تو انہوں نے کہا کہ یہ باتیں بالکل سچ ہیں۔ ڈاکٹر کیت مورے یہ آیتیں سن کر حیران رہ گئے کہ کیسے ساڑھے چودہ سو سال پہلے کی ایک کتاب میں یہ سب کچھ پہلے سے بتا دیا گیا ہے جس پر سائنس اب پہنچی ہے۔ قرآن واقعی میں سائنس سے بہت آگے ہے۔

☆☆☆☆

کیا سوتے ہوئے ہم مر جاتے ہیں

سورہ بنی اسرائیل (آیت 85)

وَ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ○

اور وہ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیے، روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور (اے لوگو) تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

''کیا جب ہم سو رہے ہوتے ہیں ہماری روح نکل جاتی ہے۔؟''

''اگر ہماری روح نکل جاتی ہے تو ہمیں مر جانا چاہیے؟ پھر صبح ہم زندہ کیوں اٹھتے ہیں۔؟''

''کیا انسانوں کی طرح جانوروں کی روح بھی سوتے ہوئے نکل جاتی ہے۔؟''

''کیا میں روز مرتا اور روز جیتا ہوں۔؟''

اس طرح کے بہت سے سوال اکثر میرے ذہن میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ایک دوست کے ساتھ ایک روحانی نشست میں بیٹھنے کا موقع ملا تو کافی حد تک میرے سوالوں کے جواب مجھے مل گئے۔میرے لئے یہ ایک نئی بات تھی کہ جانوروں کی روح نہیں ہوتی۔ان میں صرف جان ہوتی ہے۔اگر روح ہوتی تو ان کا بھی ہماری طرح مرنے کے بعد حساب کتاب کا ایک سلسلہ ہوتا۔وہ مر گئے اس کے بعد ان کی زندگی ختم ،لیکن ہمارے ساتھ جو معاملات ہیں وہ سب سے الگ اور عجیب ہیں۔جانوروں اور انسانوں میں ایک جیسی خصوصیات کا مولانا صاحب کا بیان سن کر مجھے اپنے بچپن کا جاندار اور بے جان چیزوں میں فرق (Difference between living things and non living things) والا سوال یاد آ گیا جس کو ٹھیک سے نہ لکھنے پر مجھے استاد صاحب کی محبت بھری ڈانٹ بھی یاد ہے۔کیا زمانہ تھا جب استاد اور طالب علم کا رشتہ محبت اور خلوص سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔اب نہ وہ استاد رہے اور نہ وہ طالب علم ،اب سب نے کمرشل ازم کا لباس پہن لیا ہے۔خیر بات ہو رہی تھی جانوروں اور انسانوں کے درمیان مشترک اور متفرق خصوصیات کی ،جو کہ ہم بچپن سے ہی سنتے آ رہے ہیں کہ انسان کو اللہ نے شعور سے نوازا ہے۔وہ خیر و شر میں تمیز کر سکتا ہے جبکہ جانوروں میں ایسا کچھ نہیں ہے۔اب ہوتا یوں ہے کہ جب ہم سو جاتے ہیں تو اس وقت ہمارا

شعور ہم سے رخصت ہو جاتا ہے اور جب ہم جاگتے ہیں تو شعور ہمارے اندر پھر سے سانس لینے لگتا ہے۔ سوتے میں جو ہم خواب دیکھتے ہیں وہ ہم شعوری آنکھوں سے نہیں بلکہ تخیلاتی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ یہ خواب ہم بصارت سے نہیں بلکہ بصیرت سے دیکھتے ہیں۔ اب یہ تو سمجھ آ گیا کہ سوتے ہوئے روح نہیں ہوتی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم مر جاتے ہیں کیونکہ جب ہماری موت کا وقت آتا ہے تو صرف ہماری روح نہیں نکلتی بلکہ ملک الموت ہماری روح کے ساتھ ساتھ ہماری جان بھی قبض کرتے ہیں۔ ہماری جان نکلنے کا عمل پورا ہوتے ہی ہماری دنیا سے رخصتی کا عمل مکمل ہو جاتا ہے اور ہم عالم برزخ میں جا پہنچتے ہیں۔ اس لئے اب یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ روح کے نکلنے کے عمل سے موت واقع نہیں ہوتی۔ موت، روح اور جان دونوں کے نکلنے سے واقع ہوتی ہے۔ میں اس روحانی نشست سے فیضیاب ہونے کے بعد گھر کی طرف روانہ ہو رہا تھا کہ راستے میں ایک کسی عمارت کے باہر ایک بورڈ نظر آیا جس کے اوپر مراقبہ سینٹر لکھا ہوا تھا۔ میں نے گاڑی روکی اور تجسس کے مارے اندر داخل ہو گیا جہاں ایک نئی دنیا کا تعارف میرا منتظر تھا۔

☆☆☆☆

Out of Body Experience

مراقبہ یا پھر چلہ

مراقبہ سینٹر میں داخل ہوتے ہی میں نے وہاں کے منتظمین سے اپنا تعارف کروایا تو وہ مجھے ایک کمرے میں لے گئے جہاں بہت سے لوگ آلتی پالتی مار کر آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔انہیں دیکھ کر پہلی نظر میں مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ لوگ بدھ مت کے پیروکار ہیں جو گوتم بدھ کی طرح گیان حاصل کرنے نکلے ہیں مگر پھر یہ خیال آیا گیان ایسے کمرے میں نہیں بلکہ کھلی فضا میں درخت کے نیچے بیٹھ کر ملا تھا۔اب یہ لوگ بند کمرے میں بند آنکھوں کے ساتھ نجانے کون سی دنیا کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔میں چونکہ سائنس اور مذہب کے بند راستے کھولنے کے سفر پر نکلا تھا۔اس لئے یہ سب دیکھ کر بہت حیران تھا کہ ان سب کو سائنس تو ہرگز نہیں مانتی کیونکہ سائنس ہر عمل کی دلیل مانگتی ہے جبکہ روحانیت سے وابستہ یہ اعمال سائنس کی کسوٹی پر پورے نہیں اترتے۔خیر میری حیرانی دیکھ کر مراقبہ سینٹر کے منتظم مجھے اپنے ساتھ اپنے آفس لے آئے اور تفصیل سے اس عمل سے متعلق بتانے لگے کہ مراقبہ اصل میں ہوتا کیا ہے۔

’’مراقبہ انسان کے اندر کی صفائی کا عمل ہے۔ہال میں بیٹھے جتنے لوگ آنکھیں بند کئے ایک عمل میں آپ کو مصروف نظر آئے، وہ الحمداللہ سب کے سب مسلمان ہیں اور مراقبے میں مصروف ہیں۔ یہ لوگ آنکھیں بند کر کے روحانیت کے ایک ایسے سفر پر نکلتے ہیں جہاں ان کی بصیرت کی روشنی انہیں مل جاتی ہے اور یہ خود میں ڈوب کر ایک نئی دنیا کو پا لیتے ہیں۔‘‘

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

مراقبہ سینٹر کے منتظمین کی گفتگو سن کر مجھے اپنے پرانے محلے کے حاجی غفور صاحب یاد آ گئے جو چالیس چالیس دن کے چلے پر نکلا کرتے تھے اور مجھے بچپن میں اتنی سمجھ نہیں تھی کہ چلہ ہوتا کیا ہے پھر ایک روز والد صاحب نے بتایا کہ چلے سے مراد یہ ہے کہ وہ چالیس دن کے لئے دور کسی پہاڑی مقام پر چلے جاتے ہیں اور وہاں ذکر خدا میں مصروف رہتے ہیں۔آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے ایک نئی دنیا میں اپنے نام کا دیا جلاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک روز پتا چلا کہ غفور صاحب بہت بیمار ہو گئے ہیں۔ بقول والد صاحب کے بیماری کی وجہ شیطانی قوتیں تھیں کیونکہ وہ چلے کے دوران اپنے گرد حصار باندھنا بھول گئے تھے تب شیطانی قوتوں کو ان کے اوپر حملہ کرنے کا موقع مل گیا تھا۔غفور صاحب اپنے مرشد کے ایک روحانی عمل کی بدولت صحتیاب تو ہو گئے تھے لیکن پھر اس کے بعد زیادہ تر گھر میں ہی عبادت میں مصروف رہتے تھے خیر یہ تو بچپن کا ایک قصہ تھا لیکن مجھے یاد ہے،ہم دوستوں نے مل کر حاجی غفور صاحب سے بڑی دفعہ منت کی تھی کہ ہمیں

بھی چلہ کاٹنا سکھا دیں لیکن وہ ہر دفعہ یہ کہہ کر ٹال دیتے تھے کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ جب بڑے ہو جاؤ گے تو میں خود تمہیں اپنے ساتھ چلہ کشی کے لئے لے جاؤں گا۔ ہم بڑے تو ہو گئے لیکن افسوس حاجی غفور صاحب اس وقت تک یہ دنیا چھوڑ چکے تھے۔

میں مراقبہ سینٹر سے واپس آیا تو میرے ایک دوست کی کال آ گئی ،فون پر بات کرتے ہوئے جب میں نے اسے مراقبہ سینٹرز کے بارے میں بتایا تو اس نے جواباً مجھے جو کچھ بتایا وہ میرے لئے نہ صرف عجیب بلکہ بہت حد تک خوفناک بھی تھا جس کا تصور کرتے ہوئے میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ اس نے بتایا کہ مغربی دنیا میں تحلیل نفسی کی ایک نئی اسطلاح وجود میں آئی ہے جسے ’’out of body expereience‘‘ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ عمل سوتے میں کیا جاتا ہے،سونے اور جاگنے کے درمیان کی کیفیت جب روح ہمارے جسم سے نکل کر پرواز کر رہی ہوتی ہے،اس وقت یہ جاگ کر اپنے بدن سے جدا ہو جاتے ہیں۔ انہیں اپنا جسم نظر آتا ہے۔ اس لئے اسے آؤٹ آف باڈی ایکسپیرینس کہتے ہیں۔ جیسے مراقبہ اور چلہ آپ کسی کی رہنمائی اور مشق کے بغیر نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی یہ عمل بھی رہنمائی اور مشق کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جس میں انسان کو باقاعدہ طور پر سکھایا جاتا ہے کہ کیسے یہ مشق کرنی ہے کیونکہ اس کے پہلے درجے میں ہی ہم اس مشق کے دوران الٹے ہو جاتے ہیں۔ ہمارا دایاں پاؤں اور بایاں پاؤں مڑ جاتے ہیں۔ ہم گر جاتے ہیں۔ ہم بغیر کسی استاد کے یہ مشق نہیں کر سکتے۔ ہم ٹریننگ کے بعد اس قابل ہوتے ہیں کہ ہم یہ عمل کر سکیں۔ اس عمل میں بھی ہمیں اپنے گرد حصار باندھنا سکھایا جاتا ہے۔

اگر ہم حصار باندھے بغیر یہ عمل کریں گے تو شیطانی قوتیں فوراً سے پہلے حملہ آور ہوں گی۔ ہماری روح تو پہلے ہی نکل چکی ہوگی، ہم نفس بھی جدا کر دیں گے تو ماحول میں موجود منفی قوتوں کو موقع مل جائے گا اور وہ ہم پر حملہ آور ہو جائیں گی اس لئے چاہے مراقبہ ہو یا چلہ ہو یا پھر او بی ای، سب میں حصار باندھنا بہت اہم ہے۔

او بی ای روح کو باہر نکال کر دیکھنے کی ایک جدید شکل ہے جو مذہبی نقطہ نظر سے تو صحیح نہیں ہے مگر انسان اپنے فطری تجسس کے باعث کچھ نہ کچھ ایسا کرتا رہتا ہے جس سے اس کے جاننے کے سفر کی کسی حد تک تکمیل ہو سکے۔

☆☆☆☆

سورہ رحمٰن کی برکت

اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانِ۔
اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ۔ وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ وَ
السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِيْزَانِ۔ اَ لَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَ
اَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ٥

وہ نہایت مہربان ہے۔تعلیم فرمائی اسی نے قرآن کی۔ پیدا کیا اسی نے انسان کو۔سکھایا اسی نے بولنا اس کو۔سورج اور چاند پابند ہیں ایک حساب کے۔اور جھاڑیاں اوردرخت اس کوسجدہ کررہے ہیں۔آسمان کو بلند کردیااس نے اورقائم کر دیامیزان عدل اورمیزان میں کچھ کمی نہیں جائے گی۔

سروسز ہسپتال لاہور کے شعبہ انتہائی نگہداشت کے کنسلٹنٹ ڈاکٹر محمد جاوید احمد اکثر ایک قصہ سناتے ہیں جو خاصا دلچسپ ہے اور اسے سن کر ہمارا ایمان تازہ ہو جاتا

ہے۔قصہ کچھ یوں ہے کہ ایک روز سروسز ہسپتال کے ایمرجنسی میں ایک ایسے نوجوان مریض کو لایا جاتا ہے جس نے چوہے مار گولیاں کھا لی تھیں اور اس کی حالت خاصی نازک تھی۔ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ بس اب اس کے لواحقین ہسپتال سے اس کی لاش ہی لے کر جائیں گے۔ڈاکٹروں نے اسے ڈیڑھ سو کے قریب الیکٹرک شاک دیئے تاکہ اس کے دل کی دھڑکن معمول پر آسکے۔ڈاکٹر جاوید کے بقول اس دوران انہوں نے روحانی علاج کے طور پر سورہ رحمٰن کی تلاوت نوجوان کے سرہانے لگادی۔نوجوان کو حیرت انگیز طور پر شفا ہوئی۔ڈاکٹرز حیران تھے کہ یہ معجزہ کیسے ہوگیا۔یہ سورہ رحمٰن کا معجزہ ہے۔ڈاکٹر صاحب کے بقول جسمانی علاج کے ساتھ ساتھ یہ سورہ رحمٰن کا اثر تھا جس کی تلاوت نوجوان کے سرہانے مسلسل ہو رہی تھی۔قرآن پاک کی ایسی سورت جو بیماروں کے لئے مرہم کا کام کرتی ہے۔ایک ایسا مرہم جس کے استعمال سے شفا انسان کا مقدر بن جاتی ہے۔ایک بار سائنسدانوں نے ایک تجربہ کیا جس میں ذہنی امراض میں مبتلا افراد کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ایک گروپ کو سورہ رحمٰن کی تلاوت سنائی گئی اور دوسرے کو ذہنی تناؤ کی شدت کم کرنے کے لئے ترتیب دی گئی موسیقی سنائی گئی۔چار ہفتوں تک مسلسل یہ عمل بائیس منٹ تک کیا جاتا رہا آخر میں جب دونوں کا تجزیہ کیا گیا تو ذہنی حالت دونوں ہی گروپس کے مریضوں کی بہتر تھی لیکن جن مریضوں کو سورہ رحمٰن سنائی گئی تھی ان کے ذہنی تناؤ میں حیران کن طور پر کئی گنا زیادہ کمی آئی۔

سورہ رحمٰن کے معجزات کا تو میں بھی قائل ہوں کیونکہ میں نے اپنی زندگی میں اس

سورہ کے بہت سے معجزے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ جہاں میڈیکل سائنس جواب دے دیتی ہے وہیں سے سورہ رحمٰن کی برکتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔کیا آپ نے کبھی یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ اس سورہ میں ایسا کیا ہے جو یہ ہیلنگ پاور بن گئی ہے اور بیماروں کے لئے شفاء کا کام دینے لگی ہے۔اس سورہ کی پہلی چار آیات پر غور کریں تو عجیب وغریب حقائق سامنے آئیں گے۔اس کی پہلی چار آیات میں چار بہترین چیزوں کا ذکر ہے:

الرحمٰن۔اللہ تعالیٰ کا وہ صفاتی نام جو رحمت سے نکلا ہے۔ہمیں سب سے زیادہ رحمت کی ضرورت ہے۔حضور پاک حضرت محمد ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

''کوئی شخص اپنے عمل کی بنیاد پر اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک اللہ کی رحمت اس کی دستگیر نہ ہو۔''

لوگوں نے سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ سے پوچھا۔

''یارسول اللہ کیا آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔؟''

رحمت دو جہاں محمد ﷺ نے فرمایا:

''بے شک، اس میں کوئی شک نہیں۔''

اب آپ خود اندازہ لگالیں جب دونوں جہان کی رحمت نبی آخری الزماں حضرت محمد ﷺ خود یہ ارشاد فرما رہے ہیں تو ہم تو ان کے پاؤں کی خاک بھی نہیں، ہم گناہگاروں کو تو رحمت کی کتنی ضرورت ہوگی۔میاں محمد بخش ایسے ہی تو نہیں کہہ گئے؛

''جے میں ویکھاں عملاں ولے کجھ نیں میرے پلے
جے میں ویکھاں رحمت ولے ہوگئی بلے بلے''

’’علم القرآن‘‘اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سب سے بڑا مظہر قرآن پاک ہے۔اللہ نے انسان کو جو کچھ سکھایا ہے اس میں سب سے بہترین علم قرآن کا ہے۔

’’خلق االا انسان‘‘انسان اللہ کی سب سے بہترین تخلیق ہے۔اس لئے اسے اشرف المخلوقات کہا گیا ہے۔

’’علم الابیان‘‘ایک انسان میں کتنے اعضاء ہیں،کتنی صلاحتیں اور کتنی حسیات ہیں۔ایک انسانی جسم میں سارے اعضاء کس ترتیب سے موجود ہیں۔انسان میں جتنی صلاحتیں ہیں،اس میں سب سے بہترین چیز کلام ہے اور کلام کی اسی خصوصیت کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات ہے۔

ناموں میں سب سے اونچا نام رحمٰن،علوم میں سب سے اونچا علم’’قرآن پاک‘‘اور مخلوق میں سب سے اونچی مخلوق’’انسان‘‘ کا ذکر اس سورہ میں ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

’’ہر چیز کی سجاوٹ ہوتی ہے اور قرآن پاک کی سجاوٹ سورہ رحمٰن میں ہے۔‘‘

امام سیوطیؒ نے سورہ رحمٰن کو قرآن پاک کی دلہن قرار دیا تھا۔سورہ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کردہ نعمتوں کے حوالے سے بہترین مثالیں دی ہیں،جن میں سورج،چاند،ستارے،سیارے اور پھیلی ہوئی کائنات کی وسعت،تا کہ انسان ان نعمتوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

اس پوری سورہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک آیت اکتیس مرتبہ دہرائی ہے۔

’’تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔‘‘

اللہ تعالیٰ انسانوں،جنوں کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ جو نعمتیں میں نے تمہیں دی

ہیں، کیا تم ان کی ناشکری کر سکتے ہو۔

سورہ رحمٰن کو سننا اپنا معمول بنا لیں، یہ سورہ شفا بھی ہے، مرہم بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بھی ہے۔

☆☆☆☆

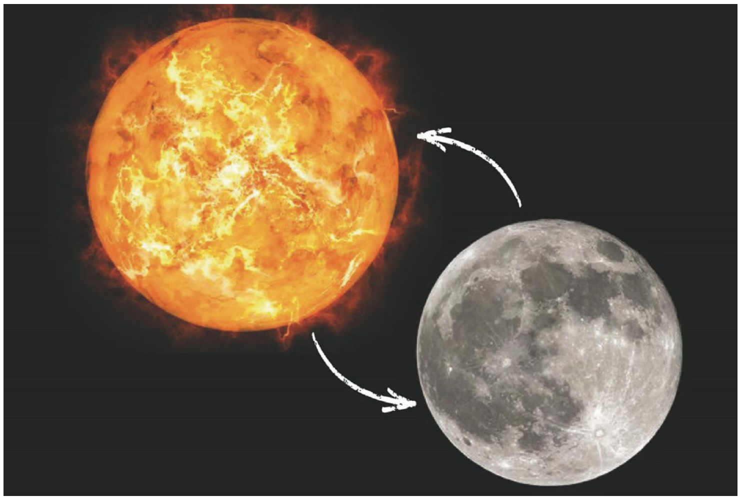

چانداور سورج کی جوڑی

سورہ یونس آیت 5

هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَ الۡحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالۡحَـقِّ ۚ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۝

وہی ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کردیں تا کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب جان لو۔ اللہ نے یہ سب حق کے ساتھ پیدا فرمایا۔ وہ علم والوں کے لئے تفصیل سے نشانیاں بیان کرتا ہے۔

اردو ادب میں جتنی چاند کے حسن کی تعریفیں کی گئی ہیں، انہیں سن کر تو چاند بھی شرما جائے، شاعروں نے نجانے کیسی کیسی تشبہات اور استعارے چانداور سورج سے

منسوب کر رکھے ہیں۔ سورج سے ہمارے شاعروں کو کچھ خاص رغبت نہیں ہے لیکن ڈوبتے سورج کے حسن کو کسی نہ کسی حد تک بیان کیا گیا ہے۔ میں بھی چونکہ فطرت سے محبت رکھنے والا انسان ہوں، اس لئے اکثر چاند اور سورج کو دیکھ کر رب کی کبریائی بیان کرتا ہوں۔ قرآن میں تو چاند اور سورج کی قسم بھی کھائی گئی ہے۔ ایک روز اسی طرح چاند اپنے جوبن پر تھا اور میں چاند سے برستی روشنی کے حصار میں تھا کہ اچانک سے ذہن میں خیال آیا کہ اگر چاند زمین سے ٹکرا جائے تو کیا کچھ زمین سے مٹ جائے گا۔ ابھی کچھ روز پہلے میری بیٹی اپنا سائنس کا ایک سوال یاد کر رہی تھی جس میں پوچھا گیا تھا کہ سمندر میں زلزلے کیسے آتے ہیں؟۔ جس کا جواب یہی تھا کہ چاند کی کشش کے باعث سمندر کی لہریں دس دس فٹ تک اوپر اٹھ جاتی ہیں۔ حالانکہ چاند کا زمین سے فاصلہ تین لاکھ چوراسی ہزار کلومیٹر ہے۔ یہ فاصلہ کم ہو کر اگر دو لاکھ رہ جائے تو سونامی کے نتیجے میں اتنی تیز لہریں اٹھیں گی کہ سمندر کنارے تمام شہر صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ یہ فاصلہ مزید کم ہو کر اگر ایک لاکھ رہ جائے تو زمین پر لرزا دینے والے زلزلے آئیں گے۔ الیکٹرک گاڑیاں، موبائل اور دیگر برقی آلات کام کرنا چھوڑ دیں گے۔ اگر چاند زمین کی حدود میں داخل ہو گیا تو زمین کی کشش اسے کئی ٹکروں میں توڑ ڈالے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

''اللہ ہی تھامے ہوئے ہیں آسمان اور زمین کو تاکہ وہ اپنے راستے سے ہٹ نہ جائیں، اور اگر ہٹ جائیں تو پھر اللہ کے سوا کون انہیں تھام سکتا ہے؟۔''

سورج تو ویسے ہی سب کا سردار ہے اور ہم سب نے اپنے بچپن میں کتابوں میں پڑھ رکھا ہے کہ تمام سیارے سورج کے گرد چکر لگاتے ہیں اور یہ نظام شمسی کہلاتا

ہے۔سورج ہماری زمین سے تیرہ لاکھ گنا بڑا ہے اور اس سورج کے اندر ہر سیکنڈ میں پچاس کروڑ اٹیم بم کے برابر توانائی خارج ہوتی ہے۔

ایک اور بہت دلچسپ قصہ ویگا سٹار کا ہے۔وہ ویگا سٹار جہاں جب نظام شمسی پہنچ جائے گا تو وہ دن شاید قیامت کا ہوگا۔اب آپ پوچھیں گے کہ ویگا سٹار کیا ہے؟ تو جناب یہ ایک ستارہ ہے اور یہ سورج پورے نظام شمسی کو لے کر پچھلے پندرہ ارب سال سے ''ویگاسٹار'' کی طرف دوسوکلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کر رہا ہے۔ لیکن ابھی تک پہنچ نہیں پایا۔سورج اور چاند کے متعلق یہ سائنسی معلومات آپ لوگوں کو بتاتے ہوئے ذہن میں ایک ہی بات آتی ہے کہ یہ چاند، یہ سورج بغیر کسی ہستی کے تونہیں چل رہے،کوئی تو ہے جواس سارے نظام کو چلار ہاہے اور وہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

''کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے
وہی خدا ہے، وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے، نظر بھی جو آ رہا ہے
وہی خدا ہے، وہی خدا ہے۔''

☆☆☆☆

جیمز ویب ٹیلی سکوپ

سورہ الانبیاء

وجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ-اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ٥

''ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا، تو کیا وہ اب بھی ایمان نہیں لائیں گے۔''

سائنس کی ترقی نے تو مجھے بہت پہلے سے متاثر کر رکھا تھا مگر جیمز ویب ٹیلی سکوپ نے میری حیرت میں کئی گنا اضافہ کر دیا۔ مجھے یہ تو معلوم تھا کہ سورج زمین سے اتنا دور ہے کہ اس کی روشنی زمین تک پہنچنے میں آٹھ منٹ تک کا وقت لگتا ہے اور یہ بھی ہم سب جانتے ہیں کہ سورج آہستہ آہستہ زمین کے قریب آ رہا ہے، جس کے باعث ماحولیاتی تبدیلیاں جنم لے رہی ہیں۔ قیامت کا دن وہ واحد دن ہوگا جس روز سورج زمین سے سوا نیزے کے فاصلے پر ہوگا وہ دن قیامت کا ہوگا اور آپ سوچ سکتے ہیں کہ اس روز کس شدت کی گرمی ہوگی؟ ویسے بھی کرہ ارض پر ماحولیاتی تبدیلیاں جسے ہم گلوبل وارمنگ کا نام دیتے ہیں کے نتیجے میں گرمی کی شدت میں

اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ گلیشیرز پگھلنے کے نتیجے میں سرد ترین علاقے بھی اب گرمی کے ذائقے سے کسی حد تک آشنا ہو چکے ہیں۔ خیر بات ہو رہی تھی جیمز ویب ٹیلی سکوپ کی، جواب تک کی سب سے جدید دوربین ہے جو سائنس دانوں نے خلاء میں بھیجی ہے۔ یہ دوربین 5.13 لائٹ ائیر دور تک دیکھ چکی ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب بگ بینگ کے بعد تمام نئی گلیکسیز ابھی بن رہی تھیں۔ اس دوربین کی مدد سے ہم کائنات کے شروعاتی دور کو دیکھ پائے ہیں لیکن ابھی تک ہمارے اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ کائنات کو شروع کرنے والی توانائی کہاں سے آئی تھی۔ کچھ سائنسدانوں کے مطابق ہماری کائنات اور اس جیسی دیگر کائنات ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان جڑی ہوئی دنیاؤں کا آغاز کیسے ہوا؟ لیکن سائنس اس قدر ترقی کے باوجود ابھی تک کائنات کی شروعات کے متعلق کوئی بھی واضح نقطہ نظر دینے سے محروم ہے۔ سائنس دانوں نے کائنات کی شروعات کا بھید جاننے کے لئے اب کی بار سمندر کا رخ کیا ہے۔ ہماری یہ زمین 4.5 بلین سال پہلے بنی اور پانچ سو کروڑ سال تک ٹھنڈا ہونے کے بعد سمندر کے اندر ایک یک خلوی مخلوق نے جنم لیا جو پہلی زندہ مخلوق تھی، یعنی ایک سیل والا جاندار جو بعد میں ملٹی سیل والے جاندار میں بدل کر سمندر کے اندر زندگی گزار کر ایک طویل سفر طے کرتا ہوا زمین تک پہنچ جاتا ہے اور یوں اس ایک مخلوق سے زندگی کی شروعات ہوتی ہے جو بعد میں ڈھیر سارے انسانوں تک پہنچ کر ختم ہوتی ہے، اگر سائنسدان بگ بینگ تک نہیں پہنچ سکتے تو سمندر کی تہہ میں موجود ملٹی سیلولر مخلوق کی کھوج سے کائنات کی شروعات کا کھوج لگا سکتے ہیں کہ کائنات کو آخر کس نے بنایا؟ اور یہی کھوج ہمیں ہمارے اصل تک پہنچا دے گی۔ سائنس کا ایک ہی نظریہ ہے کہ جاندار چیز ہی

ہمیشہ جاندار چیز کی تخلیق کا سبب بنتی ہے۔کسی بے جان چیز سے جان دار چیز نہیں بن سکتی، پھر یہ بھی ہے کہ کسی بھی چیز کی تخلیق کے لئے صرف اجزاء ہی کافی نہیں ہوتے ،مثال کے طور پر چائے بنانے کے لئے خالی چائے کی پتی، دودھ اور پانی کافی نہیں ہیں جب تک ان کو ایک مخصوص گرمائش سے نہ گزارا جائے۔ایسے ہی کائنات کے شروعات کی کھوج میں سائندانوں کو وہ اجزاء تو مل گئے لیکن وہ اب تک یہ نہیں جان سکے ہیں کہ ان اجزاء کو ایک مخصوص گرمائش سے گزارنے کے بعد انسان کی تخلیق آخر کس نے کی؟اور اسی کھوج میں وہ سمندر کی تہہ میں دس کلومیٹر نیچے پہنچ گئے۔ناسا کے سائنسدانوں نے اسے پراجیکٹ نیمو کا نام دیا ہے۔امریکی ریاست فلوریڈا سے کچھ کلومیٹر دور سمندر کی بیس میٹر گہرائی کے اندر ناسا نے دنیا کا واحد ایک ریسرچ سٹیشن بنایا ہے، جس کا نام ہے۔ Aqurius Reef Base جہاں ہر سال پانچ سے چھے ناسا کے ریسرچر کھوج کے لئے یہاں بھیجے جاتے ہیں، جو کہ Auv quives نام کی وہیکل کے اندر بیٹھ کر مختلف نمونے لیتے ہیں، آج کے سائنسدان سمندر کے پانچ فیصد حصے کے متعلق بھی ٹھیک سے نہیں جانتے کہ یہاں پر کیا کچھ موجود ہو سکتا ہے۔نوے فیصد سمندری مخلوقات سمندر کے اوپری حصے میں ہی موجود ہوتی ہیں جہاں پر سورج کی روشنی پہنچ سکتی ہے جبکہ ہر دس میٹر گہرائی میں پانی کا دباؤ ایک حد تک بڑھنے لگتا ہے۔اس کا مطلب ہے اتنا دباؤ جتنا ہمارا جسم زمین پر محسوس کرتا ہے، جیسے جیسے ہم سمندر کی مزید گہرائی میں جاتے ہیں سورج کی روشنی آنے کے امکانات ختم ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ گھپ اندھیرا ہو جاتا ہے۔اسے ہیڈل زون کہتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ اتنی گہرائی جہاں سورج کی روشنی بھی نہیں پہنچ سکتی وہاں ایک مخلوق کی تخلیق کیسے ہو

گئی؟۔اس کا جواب تلاش کرنے کی کھوج کرنے والوں کا کہنا ہے کہ ایک زندہ جاندار کی تخلیق کے لئے روشنی کی نہیں توانائی کی ضرورت ہوتی ہے، اب سورج کی روشنی تو توانائی کا ذریعہ ہے لیکن سورج کے علاوہ توانائی کا ایک اور ذریعہ ہے اور وہ ہے زیر زمین وولکینوز (volcanoes) سمندر کی گہرائی میں موجود آتش فشاں پہاڑ سے نکلنے والا لاوے کی حدت چار سو ڈگری تک پہنچ جاتی ہے اور یہ لاوا جس کی حدت اس قدر زیادہ ہے کہ وہ لوہے کو بھی پگھلا دے، سائنسدانوں کے مطابق اسی لاوے کی گرمائش میں ایک خلوی جاندار اور اس کے بعد وائرس اور بیکٹر یا کا جنم ہوا۔جو کہ لاکھوں کروڑوں سال کے بعد ملٹی سیلولر جاندار میں بدل گئے۔سائنسدان اس کوشش میں ہیں کہ اسے لیب میں اسی طرح بنا سکیں جیسے یہ پہلے بھی ہو چکا ہے۔ وہ اب اس کوشش میں ہیں کہ اسی عمل کے ذریعے ویسی کوئی ایک مخلوق بنا سکیں لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ سائنس جتنی مرضی ترقی کر لے قرآن پاک اس سے بہت آگے ہے۔جس نتیجے پر آج سائنس پہنچ رہی ہے، آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن پاک میں سورہ الانبیاء کی آیت میں اسی بات کو بیان کر دیا گیا ہے:

’’ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا، تو کیا وہ اب بھی ایمان نہیں لائیں گے۔‘‘

(سورہ الانبیاء، آیت ۳۰)

☆☆☆☆

دجال کا فتنہ اور اس کی حقیقت

دجال ایک ایسی حقیقیت ہے جس کے متعلق بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور بہت کچھ لکھا جارہا ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم سب کا عقیدہ ہے کہ دجال نے ایک روز نمودار ہونا ہے اور مسلمانوں کے لئے دجال شر کی علامت اور ایک فتنہ ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بچنے کے لئے سورہ کہف پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ لیکن میں دجال کے بارے میں مزید جاننا چاہتا تھا۔ مجھے معلوم کرنا تھا کہ اس فتنے کی حقیقت کیا ہے اور یہ کہاں سے نمودار ہوگا۔ کچھ دنوں پہلے ایک دوست کے ساتھ ایک روحانی نشست میں شرکت کا شرف حاصل ہوا اور خوش قسمتی سے موضوع گفتگو دجال ہی تھا، یوں گویا میرے من کی مراد پوری ہوئی اور میرے اندر جو جاننے والی روح ہے اس کی تشنگی کسی حد تک کم ہوئی۔ دجال کا لفظ دجل سے نکلا ہے۔ عربی میں دجل ملمع کاری کو کہتے ہیں مثلاً لوہے کے اوپر سونے کا پانی چڑھا دیا جائے جیسے ہمارے ہاں لوگ پیتل کے اوپر سونے کا پانی چڑھا کر اسے سونا سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اصلی سونا نہیں ہوتا، ایسے ہی دجال ہوگا۔ لوگ اسے مسیحا سمجھیں گے اور وہ ان کے لئے تباہی ثابت ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ دجال کہاں سے نمودار ہوگا؟۔ اس کے متعلق ایک حدیث موجود ہے۔

رحمت دو عالم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

''وہ شام کے سمندر سے نمودار نہیں ہوگا، وہ یمن کے سمندر سے نمودار نہیں ہوگا، وہ مشرق میں ہے، وہ مشرق میں ہے، وہ مشرق میں ہے۔''

اب شام کا سمندر (Meditaranean sea) اور یمن کا سمندر (Red sea) ہے۔ اب مشرق میں جو سمندر ہے وہ (Arabian Sea) یعنی بحیرہ عرب ہے۔ اب اس سلسلے میں سیدہ فاطمہ بنت قیس کی طرف سے ایک حدیث ہے جسے تمیم داری کی حدیث بھی کہتے ہیں:

''نبی آخری الزماں حضرت محمد ﷺ کے ایک صحابی تھے جن کا نام تمیم داری تھا۔ یہ ایک بار سمندری سفر پر نکلے تو طوفان کے باعث راستہ بھٹک گئے اور ایک مہینے تک سمندر کی ہی بھول بھلیوں میں راستہ تلاش کرتے کرتے ایک انجان جزیرے پر جا پہنچے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم اس جزیرے پر پہنچے تو ہمیں عورت نما ایک چیز نظر آئی۔ جس کے آگے اور پیچھے ڈھیروں بال تھے۔ انہوں نے اس سے پوچھا۔

''تم کون ہو۔؟''

وہ کہنے لگا

''میں جساسہ ہوں''

وہ کہنے لگے کہ کیا جساسہ، ہم نہیں سمجھے

اس شخص نے کہا

''مجھے چھوڑو، وہ شخص دیر (مندر) میں بیٹھا ہے۔ وہ تم سے ملنے کا خواہشمند ہے۔''

وہ جب وہاں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک بہت طویل قامت انسان ان کے

سامنے موجود تھا۔ وہ اتنا طویل قامت تھا کہ انہوں نے اس سے پہلے اتنا طویل قامت دیکھا ہی نہیں تھا، لیکن وہ زنجیروں میں قید تھا۔ اس نے پوچھا،

''تم کون ہو۔''

تمیم داری کہنے لگے

''ہم تو عرب لوگ ہیں، سمندری طوفان کے باعث راستہ بھٹکتے ہوئے ادھر آن پہنچے ہیں۔''

وہ پھر پوچھنے لگا۔

''بیسان میں کجھوریں پھل دے رہی ہیں۔؟''

اس نے کہا

''جی پھل دے رہی ہیں۔''

(بیسان فلسطین کے ایک علاقے کا نام ہے اور اب وہاں پھل ختم ہو چکے ہیں)

وہ کہنے لگا،

''عنقریب پھل ختم ہو جائیں گے۔''

پھر وہ کہنے لگا،

''مجھے زغر کا چشمہ بتاؤ کہ کیا اس میں سے پانی نکل رہا ہے اور لوگ سیراب کر رہے ہیں۔''

انہوں نے کہا

''ہاں پانی نکل رہا ہے''

وہ کہنے لگا

''عنقریب خشک ہو جائے گا۔''

(زغر کا چشمہ شام میں ہے اور یہ خشک ہو چکا ہے)۔''

اس نے کہا

''بحیرہ تبریہ میں پانی ہے۔؟''

انہوں نے کہا

''ہاں بہت پانی ہے''

اس نے کہا۔

''عنقریب یہ پانی ختم ہو جائے گا۔''

'' (بحرہ تبریہ فلسطین اور اسرائیل کے درمیان واحد میٹھے پانی کا ذریعہ ہے۔اس میں بھی پچاس فیصد پانی کم ہو چکا ہے اور تیزی سے اس میں پانی کم ہو رہا ہے)۔''

اس نے کہا

''عرب کا نبی آ گیا۔؟''

وہ کہنے لگے

''ہاں آ گیا۔''

اس نے پوچھا

''ان کی جنگ ہو گئی عربوں کے ساتھ۔''

انہوں نے کہا

''ہاں ہو گئی، بلکہ وہ فتحیاب ہو گئے۔''

اب اس نے کہا

''یہ بہتر ہو گیا، اب میرے بارے میں سنو، میں دجال ہوں، عنقریب میں چھوڑ دیا جاؤں گا۔''

اب اس حدیث کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ایک مجمع کے سامنے بیان کیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ یہ حدیث مستند ہے اور اس میں جو جو دجال کی نشانیاں بتائی گئی ہیں وہ کافی حد تک پوری ہو چکی ہیں۔ اب ہم اگر تمیم داری کی حدیث پر مزید غور کریں تو اس میں مشرق کی طرف جزیرے میں مندر اور جساسہ کا تذکرہ ہے، جساسہ کی واحد علامت اس کے بال ہیں۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ انہوں نے جب اس پر تحقیق کی تو پتہ چلا کہ بحیرہ عرب میں مشرق کی طرف ایک جزیرہ ہے جہاں پر یہ دونوں علامتیں موجود ہیں، یہ جزیرہ پاکستان کے صوبہ سندھ میں ہے۔ یہ سب سے بڑا جزیرہ اسٹولا ہے، جہاں پر دو ہزار سال پرانا ایک مندر موجود ہے۔ اس مندر کی باقیات اب بھی موجود ہیں، یہ مندر کالی ماتا کے نام سے منسوب ہے، کالی ماتا جو ہندوؤں کی ایک دیوی ہے اور اس کے جسم پر نمایاں اس کے بال ہی ہیں۔ کالی دیوی کے حوالے سے فتح مکہ کا بھی ایک واقعہ ہے۔

''حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے بعد نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لات کا مندر فتح کرنے کے لئے بھیجا، لات کا مندر مکہ اور طائف کے درمیان ہے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب وہاں پہنچے تو آپ نے مندر پر حملہ کیا۔ وہاں کے منتظمین کو قتل کرنے کے بعد مندر کو ہلکا سا مسمار کرنے کے بعد واپس آ گئے، جب واپس آئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم نے اپنا کام پورا نہیں کیا، واپس جاؤ اور اسے پورا مسمار کر دو، اس کا نام و نشان مٹا دو۔''

حضرت خالد بن ولیدؓ وہاں دوبارہ گئے اور مندر کو مکمل مسمار کر دیا۔مندر کے مسمار ہوتے ہی اس کے اندر سے ایک انتہائی بدصورت کالی عورت نکلی، جو دیکھنے میں عورت کی طرح ہی دکھتی تھی لیکن کچھ عجیب ہی تھی، وہ انسانی مخلوق نہیں تھی، اس نے چیخ مار کر حضرت خالد بن ولیدؓ کو ڈرانا چاہا، حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کو قتل کر دیا۔آپ فرماتے ہیں:

''اس کو قتل کرتے ساتھ ہی اتنا خون نکلا کہ ریتلی زمین ہونے کے باوجود وہاں ایک خون کا چھپڑ بن گیا۔

آپ اس کو قتل کرنے کے بعد جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے اور انہیں پورا واقعہ بتایا تو رحمت دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں، اب کام پورا ہوا ہے، یہی تو لات تھی۔''

اب سوچنے کی بات ہے کہ اس مندر میں اگر دجال تھا تو اب کہاں گیا؟ اس کے متعلق یہی کہا جاتا ہے کہ اب جب اس کا راز آشکار ہو گیا تو اس نے اپنی پوزیشن بدل لی، وہ اب کہاں ہے یہ تو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، اسٹولا جزیرے پر آج بھی کالی ماتا کا مندر موجود ہے، اس مندر میں عبادت کرنے کی خواہش کا اظہار مودی نے کیا تھا لیکن حکومت پاکستان نے اسے اجازت نہیں دی تھی۔

اب یہ تو ہو گیا کہ ظاہر کہاں پر ہوگا۔اب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''دجال شام اور عراق کے درمیانی علاقے سے نکلے گا، اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہوں گے اور وہ سب سے پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔''

ستر ہزار یہودیوں کا سن کر میرا ذہن اسرائیل کی طرف چلا گیا جو کس دھڑلے سے مظلوم فلسطینیوں کو قتل کرتا جا رہا ہے اور امریکہ سمیت بہت سے مغربی ممالک اس کو

اور بڑھا وا دے رہے ہیں۔ میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ مولانا صاحب نے ڈالر کا ایک نوٹ نکالا اور حاضرین سے کہنے لگے۔

''اس کو غور سے دیکھیں، اس کے پیچھے یہ اہرام کی تصویر ہے اور ساتھ ہی ایک آنکھ بنی ہوئی ہے۔''

میں یہاں اپنی گفتگو کا اختتام کرتا ہوں کہ آپ سب سمجھدار ہیں اور اس سے آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ دجال کے تانے بانے کہاں سے ملتے ہیں۔

مجھے مولانا صاحب کی یہ بات سن کر حیرت نہیں ہوئی کیونکہ ڈالر کے پیچھے ایک آنکھ کی تصویر کی موجودگی جسے سائن آف الومینائی بھی کہا جاتا ہے، اور یہ صرف ڈالر نہیں مغربی دنیا میں یہ علامت بہت نظر آتی ہے اور اس میں فری میسن کا نام بہت نمایاں ہیں، خیر اس نشست نے میرے اندر علم کی تشنگی تو بڑھا دی لیکن اس نے مزید سوالات کا راستہ کھول دیا، میں اپنے دماغ میں موجود سوالات کو نظر انداز کرتا ہوا سورہ کہف کی تلاوت کرنے بیٹھ گیا، کیونکہ اب فتنوں کے اس دور میں یہ سورہ ہی ہمیں سب سے بڑے اس فتنے سے بچاسکتی ہے۔ میں اکثر جمعہ کو سورہ کہف پڑھتا ہوں لیکن میں نے کبھی اس کا ترجمہ نہیں پڑھا تھا۔

ایک روز نماز جمعہ کے بعد کچھ وقت کے لئے مسجد میں بیٹھ گیا اور مولانا صاحب کا خطبہ سننے لگا جس میں وہ سورہ کہف میں موجود چار قصے بیان کررہے تھے۔

(وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا) ۝

''اور وہ اپنی جنت (باغ) میں داخل ہوا اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ دولت کبھی فنا ہو جائے گی اور مجھے توقع نہیں کہ قیامت کی گھڑی کبھی آئے گی۔ تاہم اگر کبھی مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔'' (سورہ الکہف 35.36)

یہ قصہ ہے دوستوں کا، جن میں سے ایک غریب اور دوسرا امیر تھا جو کہ ایک نہایت ہی حسین باغ کا مالک تھا۔ اس باغ میں فطرت کے تمام تر رنگ اپنے جوبن پر تھے اور جو بھی اس باغ کو دیکھتا تو اس کی خوبصورتی کو سراہنا لازمی سمجھتا تھا۔ اپنے باغ کے اس قدر حسن کو دیکھ کر وہ شخص کچھ مغرور ہو گیا اور سمجھنے لگا کہ سب کچھ ہمیشہ رہے گا اور اپنے غریب دوست کو اکثر کہتا تھا کہ اگر مجھے اللہ نے اپنے پاس بلا بھی لیا تو اس سے بہتر جگہ پاؤں گا۔ وہ اللہ نے جو نعمت اس پر نازل کی تھی اسے وہ آزمائش کی بجائے اپنا انعام سمجھنے لگا تھا۔ اس کا غریب دوست اسے سمجھاتا تھا لیکن وہ غرور اور خود پسندی کی بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس لئے اسے کسی کی بات سمجھ نہیں آتی تھی۔

وَلَوْ لَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝

(سورہ الکہف آیت ۳۹)

''اور تو جب اپنی جنت میں داخل ہو رہا تھا تو تیری زبان سے یہ کیوں نہ نکلا، لا حول ولا قوۃ الہ باللہ''

اس شخص نے اپنے دوست کی کسی نصیحت پر کان نہیں دھرے اور اللہ تعالیٰ نے اس

کے غرور کی پاداش میں اس کے سارے باغ کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا، اسے تباہ و برباد کر کے عبرت کا سامان بنا دیا۔ اپنے باغ کی بربادی دیکھ کر وہ شخص کہنے لگا

وَ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝

اور وہ کہنے لگا کاش میں اپنے رب کے ساتھ نہ شریک بناتا کسی کو۔

اب کیا اس نے شرک کیا تھا؟

مولانا صاحب نے ہم سے پوچھا ہم بھی حیران تھے کہ اس نے کون سی بتوں کی پوجا کی تھی یا پھر کسی غیر اللہ کے آگے سجدہ کیا تھا۔ ہماری حیرانگی کو دیکھتے ہوئے مولانا صاحب کہنے لگے:

''شرک کی مختلف صورتیں ہیں، جن میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ مادی چیزوں کو ہی اپنا دین ایمان سمجھنے لگ جاؤ اور اللہ کی ذات سے امیدیں وابستہ کرنی چھوڑ دو۔''

ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اس سورہ میں تین اور قصے بھی ہیں۔ ایک اصحاب کہف کا قصہ دوسرا حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا بھی ہے۔ تیسرا قصہ حضرت ذوالقرنین کا ہے جب وہ آسمانوں کے اس پار پہنچے اور وہاں انہوں نے یاجوج ماجوج سے ملاقات کی لیکن میری دلچسپی کا محور تو بس یہی قصہ بن گیا کہ شرک محض یہی نہیں ہے بلکہ اللہ کی ذات کے علاوہ مادی چیزوں کو اپنا سب کچھ سمجھنا بھی شرک ہے اور ہم انسان جو مادی چیزوں سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ اپنی زندگی کا مقصد ہی ان مادی چیزوں کا حصول بنا لیتے ہیں۔

''اففف تو کیا ہم بھی شرک کرتے ہیں اور شرک کی تو معافی نہیں ہے۔''

یہ سوچ کر میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے اللہ سے معافی مانگی بے شک وہ غفور و رحیم ہے۔ میں اب بھی ہر جمعہ کو سورہ کہف پڑھتا ہوں لیکن اب سمجھ کر پڑھتا ہوں اور میرا آپ سب کو بھی یہی مشورہ ہے کہ یہ سورہ سمجھ کر ترجمے کے ساتھ پڑھیں۔ دجال کے فتنے سے یہ سورہ تب ہی ہمیں بچا سکتی ہے جب ہم اس کے اصل معنی و مفہوم کے ساتھ سمجھ کر پڑھیں گے اور تب ہی دجالی فتنے کی سچائی ہم پر پوری طرح آشکار ہو گی۔

☆☆☆☆

''جو شخص غصے کی کیمسٹری کو سمجھتا ہو وہ بڑی آسانی سے غصہ کنٹرول کر سکتا ہے''

''ہمارے اندر سولہ کیمیکلز ہیں، یہ کیمیکلز ہمارے جذبات، ہمارے ایموشن بناتے ہیں، ہمارے ایموشن ہمارے موڈز طے کرتے ہیں اور یہ موڈز ہماری پرسنیلٹی بناتے ہیں'' ''ہمارے ہر ایموشن کا دورانیہ 12 منٹ ہوتا ہے'' ''مثلاً غصہ ایک جذبہ ہے، یہ جذبہ کیمیکل ری ایکشن سے پیدا ہوتا ہے، مثلاً ہمارے جسم نے انسولین نہیں بنائی یا یہ ضرورت سے کم تھی، ہم نے ضرورت سے زیادہ نمک کھالیا،

ہماری نیند پوری نہیں ہوئی یا پھر ہم خالی پیٹ گھر سے باہر آ گئے، اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ ہمارے اندر کیمیکل ری ایکشن ہوگا، یہ ری ایکشن ہمارا بلڈ پریشر بڑھا دے گا اور یہ بلڈ پریشر ہمارے اندر غصے کا جذبہ پیدا کر دے گا، ہم بھڑک اٹھیں گے لیکن ہماری یہ بھڑکن صرف 12 منٹ طویل ہوگی۔ ہمارا جسم 12 منٹ بعد غصے کو بجھانے والے کیمیکل پیدا کر دے گا اور یوں ہم اگلے 15 منٹوں میں کول ڈاؤن ہو جائیں گے چنانچہ ہم اگر غصے کے بارہ منٹوں کو کنٹرول کرنا سیکھ لیں تو پھر ہم غصے کی تباہ کاریوں سے بچ جائیں گے''۔

ہمارے چھ بیسک ایموشنز ہیں' غصہ' خوف' نفرت' حیرت' لطف (انجوائے) اور اداسی' ان تمام ایموشنز کی عمر صرف بارہ منٹ ہوتی ہے' ہمیں صرف بارہ منٹ کیلئے خوف آتا ہے' ہم صرف 12 منٹ قہقہے لگاتے ہیں' ہم صرف بارہ منٹ اداس ہوتے ہیں' ہمیں نفرت بھی صرف بارہ منٹ کیلئے ہوتی ہے' ہمیں بارہ منٹ غصہ آتا ہے اور ہم پر حیرت کا غلبہ بھی صرف 12 منٹ رہتا ہے۔

ہمارا جسم بارہ منٹ بعد ہمارے ہر جذبے کو نارمل کر دیتا ہے''۔ ''آپ ان جذبوں کو آگ کی طرح دیکھیں' آپ کے سامنے آگ پڑی ہے' آپ اگر اس آگ پر تھوڑا تھوڑا تیل ڈالتے رہیں گے' آپ اگر اس پر خشک لکڑیاں رکھتے رہیں گے تو کیا ہو گا؟ یہ آگ پھیلتی چلی جائے گی' یہ بھڑکتی رہے گی۔

ہم میں سے زیادہ تر لوگ اپنے جذبات کو بجھانے کی بجائے ان پر تیل اور لکڑیاں ڈالنے لگتے ہیں چنانچہ وہ جذبہ جس نے 12 منٹ میں نارمل ہو جانا تھا وہ دو دو' تین تین دن تک وسیع ہو جاتا ہے' ہم اگر دو تین دن میں بھی نہ سنبھلیں تو وہ جذبہ ہمارا طویل موڈ بن جاتا ہے اور یہ موڈ ہماری شخصیت' ہماری پرسنیلٹی بن جاتا ہے یوں لوگ ہمیں غصیل خان' اللہ دتہ اداس' ملک خوفزدہ' نفرت شاہ' میاں قہقہہ صاحب اور حیرت شاہ کہنا شروع کر دیتے ہیں''۔

وجہ صاف ظاہر ہے' جذبے نے بارہ منٹ کیلئے ان کے چہرے پر دستک دی لیکن انہوں نے اسے واپس نہیں جانے دیا اور یوں وہ جذبہ حیرت ہو' قہقہہ ہو' نفرت ہو' خوف ہو' اداسی ہو یا پھر غصہ ہو وہ ان کی شخصیت بن گیا' وہ ان کے چہرے پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے درج ہو گیا۔ یہ لوگ اگر وہ بارہ منٹ مینج کر لیتے تو یہ عمر بھر کی خرابی سے

بچ جاتے' یہ کسی ایک جذبے کے غلام نہ بنتے' یہ اس کے ہاتھوں بلیک میل نہ ہوتے''۔ ''لیکن ہم سب بارہ منٹ کے قیدی ہیں' ہم اگر کسی نہ کسی طرح یہ قید گزار لیں تو ہم لمبی قید سے بچ جاتے ہیں ورنہ یہ 12 منٹ ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑتے''۔

جب بھی کسی جذبے کے غلبے میں آئیں تو میں سب سے پہلے اپنا منہ بند کر لیں زبان سے ایک لفظ نہ بولیں۔قہقہہ لگانے کی بجائے صرف ہنسیں اور ہنستے ہنستے کوئی دوسرا کام شروع کر دیں' خوف' غصے' اداسی اور لطف کے حملے میں واک کیلئے چلے جائیں' غسل کر لیں' فون کر لیں' اپنے کمرے' اپنی میز کی صفائی شروع کر دیں، اپنا بیگ کھول کر بیٹھ جائیں' اپنے کان اور آنکھیں بند کر کے لیٹ جائیں یوں بارہ منٹ گزر جاتے ہیں' طوفان ٹل جاتا ہے' عقل ٹھکانے پر آ جائیگی اور فیصلے کے قابل ہو جائیں گے۔'' آسمان گر جائے یا پھر زمین پھٹ جائے' منہ نہیں کھولیں۔

خاموش رہیں اور سونامی خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو وہ خاموشی کا مقابلہ نہیں کر سکتا' وہ بہرحال پسپا ہو جاتا ہے' آپ بھی خاموش رہ کر زندگی کے تمام طوفانوں کو شکست دے سکتے ہیں۔

☆☆☆☆

علم لدنی

سورہ کہف

فَوَجَدَا عَبۡدًا مِّنۡ عِبَادِنَاۤ اٰتَیۡنٰہُ رَحۡمَۃً مِّنۡ
عِنۡدِنَا وَ عَلَّمۡنٰہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا ○ (65)

''ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پالیا، جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔''

قرآن مجید میں انبیائے کرام کی زندگیوں کے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں، ان میں مجھے حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ کی بھید بھری گفتگو بہت پسند ہے، میں اس لمحے کا تصور کرتا ہوں جب حضرت موسیٰؑ کسی بچے کی طرح حضرت خضرؑ کے پیچھے پیچھے چل رہے ہوتے ہوں گے اور پھر اچانک سے ایک ایسا واقعہ ہو جاتا ہوگا جس پر وہ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ ابھی تو انہوں نے خضرؑ سے خاموش رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں اس قصے کو پڑھ کر اکثر یہ سوچتا ہوں کہ حضرت موسیٰؑ بھی تو اللہ کے پیغمبر تھے مگر خضرؑ کے پاس کون سا ایسا علم تھا جس کی بنیاد پر وہ سب پہلے سے جانتے تھے۔ ہمارے صوفیائے کرام کو برسوں کی ریاضت کے بعد آخر کون سا

ایساعلم حاصل ہوجاتا ہے جس کے باعث ان کی باطنی آنکھ روشن ہوجاتی ہے اور وہ اس روشنی سے افق کے اس پار بھی دیکھ سکتے ہیں۔اس سوال کی کھوج نے مجھے ایک کتاب سے ملوا دیا، جو اسی موضوع سے متعلق تھی، تب مجھے پتا چلا کہ یہ علم، ''علم لدنی'' کہلاتا ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:

''ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پالیا، جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔''

رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

''یہ ایک ایسا علم ہے جو بالکل خفیہ اور پوشیدہ ہے۔''

علم لدنی کے متعلق مفکرین اور صوفیائے کرام کی مختلف آراء ہیں۔امام غزالی فرماتے ہیں:

''علم لدنی وہ علم ہے جس کے حصول میں نفس اور حق تعالیٰ کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو۔''

ایک ایسا علم جس کے حصول میں بندے اور رب کے درمیان کوئی پردہ نہ ہو اور وہ علم براہ راست انسان کے دل میں پہنچے وہ علم لدنی ہے۔

تصوف کا سب سے خفیہ اور پراسرار حصہ علم لدنی ہے۔حضرت ابوہریرہؓ کو ایک ظاہری اور ایک باطنی دو طرح کے علوم عطا کئے گئے تھے۔اسی طرح اولیائے کرام بھی باطنی علوم کے حصول کے بعد ہی معرفت کی منزلوں پر پہنچتے ہیں۔یہ علم ایک ایسی سیڑھی ہے جس کے ذریعے بندہ رب تعالیٰ کی قربت حاصل کرسکتا ہے، وہ معرفت کی ان بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے جہاں جانا عام انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔علم لدنی کے چار ذرائع ہیں:

ا۔وحی: یہ علم لدنی کا پہلا ذریعہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالی اپنے انبیائے کرام سے مخاطب ہوتے ہیں۔

۲۔الہام: اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں پر الہام کے ذریعے پیغامات بھیجے جاتے ہیں جو انسانوں کے فائدے کے لئے ہوتے ہیں۔

۳۔فراست: یہ ایک ایسا درجہ ہے جو اولیاء، متقی اور پرہیزگار لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے۔

۴۔کشف: اللہ تعالیٰ سے رابطے کا جو آخری ذریعہ ہے اسے کشف کہا جاتا ہے۔

کشف زمین وآسمان کا خفیہ اور پوشیدہ علم ہے۔علم کشف کو صرف وہی لوگ جان سکتے ہیں جو روحانیت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوتے ہیں۔

یہ ایک ایسا علم ہے جو دل کو منور کر دیتا ہے۔ یہ علم صرف ان دلوں کو اپنی خوشبو سے بھرتا ہے جو عاجز ہوں جو زمین سے جڑے ہوئے ہوں، مغرور اور تکبر سے بھرے ہوئے بدبودار دلوں سے یہ علم چھو کر بھی نہیں گزرتا۔معرفت کی کئی منزلوں سے گزر کر جب ایک شخص ولایت کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے تو حکم ہے کہ ولایت کو پوشیدہ رکھا جائے، اسے عام لوگوں پر ظاہر نہ کیا جائے کیونکہ عام لوگوں کے پاس وہ نظر نہیں ہوتی جس سے وہ ولی کے رتبے اور مرتبے کا اندازہ کرسکیں۔ مجھے مزاروں پر رقص رومی کرنے والے مجذوب کبھی عام انسان نہیں لگے، مجھے ان کی سرخ آنکھوں میں جھانکنے سے ڈر لگتا ہے، کون جانے یہ مجذوب جسے عام لوگ مزاروں پر رقص کرنے والا کوئی آوارہ شخص سمجھتے ہیں وہ روحانیت کے جانے کس درجے پر فائز ہو۔

علم لدنی کے سفر پر نکلنے والا بہت صابر، متقی، پرہیزگار، مضبوط قوت ارادی کا حامل

ہونا چاہیے، ایسے لوگ ہی اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ معرفت کے درجات حاصل کرنے کے بعد یہ کائنات کے رازوں کے امین بن جاتے ہیں۔ یہ اللہ کے دوست اللہ کے رازدار ہوتے ہیں اور رازدار ہمیشہ اسی کو بنایا جاتا ہے جو ان رازوں کی حفاظت کر سکے۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں:

''ہزار افسوس اس عاشق پر جو اپنے معشوق (اللہ) کی محبت میں دیوانہ ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار خوبصورتیوں کو دیکھتا ہے، وہ رازوں سے واقف ہو جاتا ہے تو وہ ان کو دوسروں پر ظاہر کر دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ جب کسی کو ولایت کے درجے پر فائز کرنا چاہتا ہے تو اسے الہامی علم عطا کرتا ہے، امام شافعی فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بناتا۔''

ایک صوفی اکثر یہ فرماتے تھے کہ تم نہیں پہنچ سکتے اللہ تعالیٰ تک عبادتوں اور ریاضتوں کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کا راز اہل علم کے سینے میں ہے، وہ جسے چاہے عطا کرے۔''

امام احمد بن حنبلؒ سے جب پوچھا گیا کہ انہوں نے حضرت بشر حافیؒ کی شاگردی کیوں اختیار کی، تو انہوں نے فرمایا کہ ''بشر حافی مجھ سے زیادہ اللہ کو جانتے ہیں''۔

امام ابو حنیفہؒ سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے حضرت امام جعفر بن صادقؒ کی شاگردی کیوں اختیار کی، تو انہوں نے فرمایا کہ ''اگر میں دو سال امام جعفر کی صحبت میں نہ گزارتا تو میں ہلاک ہو جاتا''۔

علم لدنی کے حصول کے لئے خاص لوگوں کو چنا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علم کو تین درجوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ علم الیقین ۲۔ عین الیقین ۳۔ حق الیقین

اس کی مثال ہم آگ سے لے سکتے ہیں۔ایک شخص کہیں دور دھواں اٹھتے دیکھے گا تو اس کے ذہن میں پہلا خیال یہی آئے گا کہ کہیں آگ لگی ہوگی، یہ اسی کا دھواں ہے، یہ علم الیقین ہے اور یہ پہلا درجہ ہے، پھر وہ شخص اس آگ کو خود دیکھ لے تو یہ عین الیقین ہے اور جب اس آگ میں خود داخل ہو جائے تو یہ حق الیقین ہے۔اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”جہنم کے وجود کا علم الیقین تو اسی دنیا میں ہو سکتا ہے۔ پھر عالم برزخ میں عین الیقین ہوگا اور عالم حشر میں حق الیقین کا سفر مکمل ہوگا۔“

علم لدنی بصارت نہیں بصیرت تک پہنچنے کے سفر کی داستان ہے۔یہ سب لکھتے ہوئے مجھے بابا فریدؒ کے مزار پر بے خودی کے عالم میں رقص کرتے ہوئے اس مجذوب کی قسمت پر بڑا رشک آیا جو اپنی باطنی آنکھ سے نجانے کیا کچھ دیکھ رہا تھا۔جو ہم ظاہری علم، عقل وشعور کی نظر سے دیکھنے والوں کی قسمت میں کہاں۔
رب کی رمزیں رب ہی سمجھ سکتا ہے۔

کبھی اے حقیقت منتظر، نظر آ لباس حجاز میں
تیرا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں

☆☆☆☆

A Trip To Infinity

یہ تقریباً دوسال پہلے کی بات ہے جب میں نے نیٹ فلیکس پر مشہور زمانہ سیریز ''A Trip to infinity'' دیکھی تھی تب سے اب تک ارتقاء کی تھیوری بہت حد تک میری سمجھ میں آ گئی تھی۔ یہ میں آپ کو سادہ زبان میں سمجھاتا ہوں، دیکھیں ایک سیب لیں، اسے کروڑوں سال کے لئے ایک ایسے باکس میں بند کر دیں جو، اس باکس میں ہوا کا گزر بالکل بھی نہ ہو، اسے رکھ کر بھول جائیں، برسوں بعد جب آپ اس باکس کو دیکھیں گے تو وہ گل سڑ کر دھول مٹی میں بدل چکا ہوگا، اب وہ مادہ تو دھول مٹی میں بدل چکا ہے لیکن انرجی موجود ہے، یہی انرجی فیوز ہو کر نیوکلیر ردعمل کو جنم دیتی ہے۔ اب یہی مادہ اور انرجی کروڑوں سال تک آپس میں مل کر کائنات کے ہر تغیر اور تبدیلی سے گزریں گے، مادے اور توانائی کا یہ ملاپ اسی سیب کو ایک بار پھر سے بنائے گا اور یہی ارتقاء کی کہانی ہے۔ کائنات میں تغیر و تبدیلیوں کی کہانی ہے۔

☆☆☆☆

ایک بہترین معاشرے کی تشکیل کے لئے قران پاک کے 100 مختصر مگر انتہائی موثر پیغامات

1۔ گفتگو کے دوران بدتمیزی نہ کیا کرو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 83

2۔ غصے کو قابو میں رکھو۔

سورۃ آل عمران، آیت نمبر 134

3۔ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرو۔

سورۃ القصص، آیت نمبر 77

4۔ تکبر نہ کرو۔

سورۃ النحل، آیت نمبر 23

5۔ دوسروں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو۔

سورۃ النور، آیت نمبر 22

6۔ لوگوں کے ساتھ آہستہ بولا کرو۔

سورۃ لقمان، آیت نمبر 19

7۔اپنی آواز نیچی رکھا کرو۔

سورۃ لقمان، آیت نمبر 19

8۔دوسروں کا مذاق نہ اڑایا کرو۔

سورۃ الحجرات، آیت نمبر 11

9۔والدین کی خدمت کیا کرو۔

سورۃ ال اِسراء، آیت نمبر 23

۱۰۔والدین سے اف تک نہ کرو۔

سورۃ ال اِسراء، آیت نمبر 23

11۔والدین کی اجازت کے بغیران کے کمرے میں داخل نہ ہوا کرو۔

سورۃ النور، آیت نمبر 58

12۔لین دین کا حساب لکھ لیا کرو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 282

13۔کسی کی اندھا دھند تقلید نہ کرو۔

سورۃ ال اِسراء، آیت نمبر 36

14۔اگر مقروض مشکل وقت سے گزر رہا ہو تو اسے ادائیگی کے لیے مزید وقت دے دیا کرو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 280

15۔سود نہ کھاؤ۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 278

16۔رشوت نہ لو۔

سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 42

17۔وعدہ نہ توڑو۔

سورۃ الرعد، آیت نمبر 20

18۔دوسروں پر اعتماد کیا کرو۔

سورۃ الحجرات، آیت نمبر 12

19۔سچ میں جھوٹ نہ ملایا کرو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 42

20۔لوگوں کے درمیان انصاف قائم کیا کرو۔

سورۃ ص، آیت نمبر 26

21۔انصاف کے لیے مضبوطی سے کھڑے ہو جایا کرو۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 135

22۔مرنے والوں کی دولت خاندان کے تمام ارکان میں تقسیم کیا کرو۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 8

23۔خواتین بھی وراثت میں حصہ دار ہیں۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 7

24۔یتیموں کی جائیداد پر قبضہ نہ کرو۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 2

25۔یتیموں کی حفاظت کرو۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 127

26۔دوسروں کا مال بلاضرورت خرچ نہ کرو۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 6

27۔لوگوں کے درمیان صلح کراؤ۔

سورۃ الحجرات، آیت نمبر 10

28۔بدگمانی سے بچو۔

سورۃ الحجرات، آیت نمبر 12

29۔غیبت نہ کرو۔

سورۃ الحجرات، آیت نمبر 12

30۔جاسوسی نہ کرو۔

سورۃ الحجرات، آیت نمبر 12

31۔خیرات کیا کرو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 271

32۔غرباء کو کھانا کھلایا کرو۔

سورۃ المدثر، آیت نمبر 44

33۔ضرورت مندوں کو تلاش کر کے ان کی مدد کیا کرو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 273

34۔فضول خرچی نہ کیا کرو۔

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 67

35۔خیرات کر کے جتلایا نہ کرو۔

سورۃ البقرۃ، آیت 262

36۔مہمانوں کی عزت کیا کرو۔

سورۃ الذاریات، آیت نمبر 24۔27

37۔نیکی پہلے خود کرو اور پھر دوسروں کو تلقین کرو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 44

38۔زمین پر برائی نہ پھیلایا کرو۔

سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 36

39۔لوگوں کو مسجدوں میں داخلے سے نہ روکو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 114

40۔صرف ان کے ساتھ لڑو جو تمہارے ساتھ لڑیں۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 190

41۔ جنگ کے دوران جنگ کے آداب کا خیال رکھو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 190

2۴۔ جنگ کے دوران پیٹھ نہ دکھاؤ۔

سورۃ الأ نفال، آیت نمبر 15

43۔مذہب میں کوئی سختی نہیں۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 256

44۔تمام انبیاء پر ایمان لاؤ۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 150

45۔حیض کے دنوں میں مباشرت نہ کرو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر، 222

46۔ بچوں کو دو سال تک ماں کا دودھ پلاؤ۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر، 233

47۔ جنسی بدکاری سے بچو۔

سورۃ الأسراء، آیت نمبر 32

48۔ حکمرانوں کو میرٹ پر منتخب کرو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 247

49۔ کسی پر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 286

50۔ منافقت سے بچو۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 14۔16

51۔ کائنات کی تخلیق اور عجائب کے بارے میں گہرائی سے غور کرو۔

سورۃ آل عمران، آیت نمبر 190

52۔ عورتیں اور مرد اپنے اعمال کا برابر حصہ پائیں گے۔

سورۃ آل عمران، آیت نمبر 195

53۔ بعض رشتہ داروں سے شادی حرام ہے۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 23

54۔ مرد خاندان کا سربراہ ہے۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 34

55۔ بخیل نہ بنو۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 37

56۔حسد نہ کرو۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 54

57۔ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 29

58۔فریب (فریبی) کی وکالت نہ کرو۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 135

59۔گناہ اور زیادتی میں دوسروں کے ساتھ تعاون نہ کرو۔

سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 2

60۔نیکی میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 2

61۔اکثریت سچ کی کسوٹی نہیں ہوتی۔

سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 100

62۔صحیح راستے پر رہو۔

سورۃ الانعام، آیت نمبر 153

63۔جرائم کی سزا دے کر مثال قائم کرو۔

سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 38

64۔گناہ اور نا انصافی کے خلاف جدوجہد کرتے رہو۔

سورۃ الانفال، آیت نمبر 39

65۔مردہ جانور، خون اور سور کا گوشت حرام ہے۔

سورۃ المائدۃ، آیت نمبر ۳

66۔شراب اور دوسری منشیات سے پرہیز کرو۔

سورۃ المائدۃ،آیت نمبر 90

67۔جوا نہ کھیلو،

سورۃ المائدۃ،آیت نمبر 90

68۔ہیرا پھیری نہ کرو،

سورۃ الاحزاب،آیت نمبر 70

69۔چغلی نہ کھاؤ،

سورۃ الھمزۃ،آیت نمبر 1

70۔کھاؤ اور پیو لیکن فضول خرچی نہ کرو،

سورۃ الاعراف،آیت نمبر 31

71۔نماز کے وقت اچھے کپڑے پہنو،

سورۃ الاعراف،آیت نمبر 31

72۔آپ سے جو لوگ مدد اور تحفظ مانگیں ان کی حفاظت کرو،انھیں مدد دو،

سورۃ التوبۃ،آیت نمبر 6

73۔طہارت قائم رکھو،

سورۃ التوبۃ،آیت نمبر 108

74۔اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو،

سورۃ الحجر،آیت نمبر 56

75۔اللہ نادانی میں کی جانے والی غلطیاں معاف کر دیتا ہے،

سورۃ النساء،آیت نمبر 17

76۔لوگوں کو دانائی اور اچھی ہدایت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاؤ،

سورۃ النحل، آیت نمبر 125

77۔کوئی شخص کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا،

سورۃ فاطر، آیت نمبر 18

78۔غربت کے خوف سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو،

سورۃ النحل، آیت نمبر 31

79۔جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو اس پر گفتگو نہ کرو،

سورۃ النحل، آیت نمبر 36

80۔کسی کی ٹوہ میں نہ رہا کرو (تجسس نہ کرو)،

سورۃ الحجرات، آیت نمبر 12

81۔اجازت کے بغیر دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو،

سورۃ النور، آیت نمبر 27

82۔اللہ اپنی ذات پر یقین رکھنے والوں کی حفاظت کرتا ہے،

سورۃ یونس، آیت نمبر 103

83۔زمین پر عاجزی کے ساتھ چلو،

سورۃ الفرقان، آیت نمبر 63

84۔اپنے حصے کا کام کرو۔ اللہ، اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین تمہارا کام دیکھیں گے۔

سورۃ توبہ، آیت نمبر 105

85۔اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو،

سورۃ الکہف، آیت نمبر 110

86۔ہم جنس پرستی میں نہ پڑو،

سورۃ النمل، آیت نمبر 55

87۔حق (سچ) کا ساتھ دو، غلط (جھوٹ) سے پرہیز کرو،

سورۃ توبہ، آیت نمبر 119

88۔زمین پر ڈھٹائی سے نہ چلو،

سورۃ ال اسراء، آیت نمبر 37

89۔عورتیں اپنی زینت کی نمائش نہ کریں،

سورۃ النور، آیت نمبر 31

90۔اللہ شرک کے سوا تمام گناہ معاف کر دیتا ہے،

سورۃ النساء، آیت نمبر 48

91۔اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو،

سورۃ زمر، آیت نمبر 53

92۔برائی کو اچھائی سے ختم کرو،

سورۃ حم سجدۃ، آیت نمبر 34

93۔فیصلے مشاورت کے ساتھ کیا کرو،

سورۃ الشوری، آیت نمبر 38

94۔تم میں وہ زیادہ معزز ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے،

سورۃ الحجرات، آیت نمبر 13

95۔اسلام میں ترک دنیا نہیں ہے۔

سورۃ الحدید،آیت نمبر 27

96۔اللہ علم والوں کو مقدم رکھتا ہے،

سورۃ المجادلۃ،آیت نمبر 11

97۔غیر مسلموں کے ساتھ مہربانی اور اخلاق کے ساتھ پیش آو،

سورۃ الممتحنۃ،آیت نمبر 8

98۔خود کو لالچ سے بچاو،

سورۃ النساء،آیت نمبر 32

99۔اللہ سے معافی مانگو وہ معاف کرنے اور رحم کرنے والا ہے،

سورۃ البقرۃ،آیت نمبر 199

100۔جو دست سوال دراز کرے اسے نہ جھڑکو بلکہ حسب توفیق کچھ دے دو،

سورۃ الضحی،آیت نمبر 10

☆☆☆☆

حضرت اسرافیلؑ کے آنسو

انسانوں اور جنات کے ساتھ ساتھ میری دلچسپی کے موضوعات میں بہت حد تک فرشتوں سے متعلق معلومات حاصل کرنا بھی ہے۔میری پچھلی کتاب ''رموز کن فیکون'' میں بھی فرشتوں سے متعلق ایک باب بھی تھا۔جس میں فرشتوں کی تعداد اوران کے ذمے جو ذمہ داریاں رب کائنات نے لگائی ہیں،ان سب کی تفصیلات موجود تھیں۔یہاں پر میں جس فرشتے کا ذکر کرنے لگا ہوں ان کے ذمے جو کام ہے وہ انہوں نے ایک ہی روز سرانجام دینا ہے اور رب کائنات کی تخلیق کی گئی یہ دنیا میدان حشر میں تبدیل ہو جائے گی۔یہ اللہ کے وہ مقرب فرشتے ہیں جو قیامت کے روز صور پھونکیں گے۔ان کے دیگر امور میں اصحاب کہف جو کئی سال سے سوئے ہوئے تھے ان کو بیدار کرنا،سفر معراج پر رحمت عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی اور غزوہ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنا بھی شامل ہے۔اللہ کے مقرب فرشتوں میں حضرت اسرافیلؑ کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔آپ کو روز حشر صور پھونکنے کی ذمہ داری تو دی گئی ہے ساتھ ہی آپ کو روح بھی کہا جاتا ہے یعنی زندگی دینے والا۔جب پوری دنیا سردی کی لپیٹ میں ہوتی ہے،جانور اپنے بلوں میں

گھس جاتے ہیں، موسم بہار شروع ہوتے ہی حضرت اسرافیلؑ زمین پر ایک نظر ڈالتے ہیں، پھر ایک دعا پڑھتے ہیں، جس کی برکت سے سوئے ہوئے پھول کھل اٹھتے ہیں، پرندے چہچہانے لگتے ہیں اور زندگی کے تمام تر رنگ زمین پر اتر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیلؑ کی ہر سانس کے بدلے ایک فرشتے کو پیدا فرماتے ہیں۔ حضرت اسرافیلؑ ہر روز تین مرتبہ جہنم کو دیکھتے ہیں، وہاں وہ جہنم کے دردناک عذاب کا نظارہ دیکھتے ہیں۔ اس عذاب کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں دکھ اور پریشانی سے آنسو آ جاتے ہیں، ان آنسوؤں میں دنیا کا تمام تر غم چھپا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان آنسوؤں کو بہنے سے روک رکھا ہے۔ اگر حضرت اسرافیلؑ کے ایک آنسو کا قطرہ بھی زمین پر گرتا ہے تو طوفان نوح سے بھی بڑا طوفان آئے گا جو زمین پر موجود ہر چیز کو بہا کر اپنے ساتھ لے جائے گا مگر اللہ کے حکم سے وہ آنسو زمین پر نہیں گریں گے اور زمین پر زندگی یونہی چلتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق کے بعد صور کو پیدا فرمایا اور اسے حضرت اسرافیلؑ کو سونپ دیا جنہوں نے اسے منہ میں ڈالا اور اپنی نظر عرش کی طرف کر لی۔

ایک حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اس صور کے آگے یہ زمین و آسمان انتہائی چھوٹے ہیں۔'' اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ تمام زمین و آسمان اس صور میں سما سکتے ہیں۔

حضرت اسرافیلؑ کے صور پھونکنے سے پوری زمین ایک زلزلے کی زد میں آ جائے گی۔ اس صور پھونکنے سے دودھ پلانے والی عورتیں بچوں سے دودھ چھڑا لیں

گی، حاملہ عورتوں کا حمل گر جائے گا، ہر طرف چیخ و پکار کا عالم ہوگا، زلزلے کی شدت بڑھتے ہی تمام جانور اور انسان مرنا شروع ہو جائیں گے یہاں تک کہ پوری دنیا کے لوگ مر جائیں گے اور کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ حدیث میں ہے:

''حضرت اسرافیلؑ اپنی پیدائش سے لے کر اب تک صور منہ میں رکھے ہوئے اللہ کے حکم کے منتظر ہیں۔ جیسے ہی اللہ کا حکم ہوگا وہ صور پھونکیں گے اور سب لوگ ختم ہو جائیں گے اور پھر وہ دوبارہ صور پھونکیں گے تب تمام لوگ زندہ ہو جائیں گے اور قیامت قائم ہوگی۔''

دونوں صور پھونکنے کے درمیان کی مدت کو صرف اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حضرت اسرافیلؑ کو جب سے صور پھونکنے کا کام دیا گیا ہے وہ تب سے تیار بیٹھے ہیں اور اس خوف سے عرش کے اردگرد نظر دوڑا رہے ہیں کہ نظر جھپکنے سے پہلے گویا حکم نہ دے دیا جائے، ان کی آنکھیں گویا چمکتا ستارہ ہیں۔ سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سینگ والا صور اپنے منہ میں رکھے ہوئے ہے، اس لئے وہ کیسے خوش رہ سکتا ہے، اپنی پیشانی جھکائے اس بات کے منتظر ہیں کہ کب ان کو حکم ملے کہ صور پھونکیں۔''

صحابہ کرامؓ پوچھنے لگے:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کیا کرنا چاہیے۔؟''

رسول پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''آپ کو حسبی اللہ ونعم الوکیل'' پڑھنا چاہیے۔''
یہودیوں کے ہاں بھی ایک فرشتے کا ذکر ملتا ہے جس کا نام سرافیل ہے لیکن ان کے ہاں صور پھونکنے کا ذکر نہیں ملتا، صور پھونکنے والی روایت مسلمانوں کے ساتھ ساتھ عیسائیوں میں بھی ملتی ہے۔ حضرت اسرافیلؑ جب صور پھونکیں گے اور ملک الموت لوگوں کی روحیں قبض کریں گے تو ساتھ میں شیطان کی روح بھی قبض کریں گے اور اس دوران وہ بھی تکلیف کی اسی شدت سے گزرے گا جتنی شدت سے عام لوگ گزرتے ہیں۔ اس دوران ہر چیز ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔ پہلی دفعہ جب صور پھونکا جائے گا تو وہ بہت شدت کا ہو گا یہی وجہ ہے کہ تمام لوگ اس سے مر جائیں گے اور دوسری دفعہ صور پھونکنے سے مردے قبروں سے باہر نکل آئیں گے۔ صور پھونکنے کی آواز سے لوگ گھبرا جائیں گے۔ نفسا نفسی کا عالم ہو گا۔ اس روز شدید گرمی ہوگی، ہر کوئی سائے کی تلاش میں ہو گا، لیکن اللہ تعالیٰ سات قسم کے لوگوں کو اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دیں گے:

ا۔ انصاف پسند بادشاہ

۲۔ وہ نوجوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں لگائی۔

۳۔ اللہ کا وہ نیک بندہ جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو، یعنی وہ وقت پر نماز ادا کرتا ہو۔

۴۔ وہ جو اللہ کے لئے محبت کرتا ہو اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کرتا ہو۔

۵۔ وہ جسے خوبصورت لڑکی بدکاری کی دعوت دے اور وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۶۔ وہ جو چپکے سے لوگوں کی مدد کرے۔
۷۔ وہ جس کے تنہائی میں اللہ کی عبادت کرتے ہوئے خوف خدا سے آنکھوں میں آنسو آ گئے ہوں۔
اللہ ہمارا شمار بھی انہی لوگوں میں کرے۔ آمین.

☆☆☆☆

کیا ابن العربی مریخ پر پہنچ گئے تھے

شیخ اکبر ابن العربیؒ کی تصنیف فتوحاتِ مکیہ تقریباً نو سو سال پہلے لکھی گئی تھی لیکن اس کتاب میں نہ صرف زمین بلکہ دیگر سیاروں پر رہنے والی مخلوقات کا بھی مفصل انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ آٹھ سو سال پہلے دنیا کس قدر غیر ترقی یافتہ تھی، جدید ذرائع آمدورفت کا تصور نہیں تھا، ایسے میں کوئی شخص کیسے دیگر سیاروں تک پہنچ سکتا ہے، اس کے پاس ایسا کون سا علم ہوگا جس کی بنیاد پر وہ مریخ تک جا پہنچے۔ میں بھی یہ سب سن کر کسی حد تک حیران ہوا تھا لیکن میں اللہ کے نیک بندوں کی روحانی طاقت پر یقین رکھتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ یہ برگزیدہ ہستیاں معرفت کے بہت بلند درجے پر فائز ہوتی ہیں اور یہ کچھ بھی کر سکتی ہیں۔ ابن العربیؒ نے روشنی کی رفتار سے سفر کرنے کے اس تصور کو آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت سے ساڑھے سات سو برس پہلے پیش کیا تھا۔ ابن العربیؒ کا شمار ان روحانی ہستیوں میں

ہوتا ہے جنہوں نے خلاء کا سفر کیا تھا اور خلاء میں وہ وہاں تک پہنچ گئے تھے جہاں پہنچنے کی سائنسدان کوششوں میں مصروف ہیں۔آپ اندلس کے شہر مرشیہ میں ستائیس رمضان المبارک 560 ہجری 1165 عیسوی میں ایک معزز عرب خاندان میں پیدا ہوئے جو کہ مشہور زمانہ سخی حاتم طائی کے بھائی کی نسل سے تھا۔آپ کے والد ہسپانیہ کے اصل حاکم محمد بن سعید مرزنیش کے دربار سے منسلک تھے۔آپ ابھی آٹھ برس کے تھے کہ مرشیہ پر قبضے کے نتیجے میں آپ کے خاندان کو ہجرت کرنا پڑی۔آپ بارھویں صدی کے بلند پایہ صوفی تھے۔آپ نے سو سے زیادہ کتب تصنیف کیں،ان میں سے کچھ کتب ایسی ہیں جو تصوف کے علم میں مستند سمجھی جاتی ہیں۔ابن العربیؒ روحانیت کے بلند درجے پر پہنچ چکے تھے۔ان کے سینے میں کائنات کے بہت سے راز دفن تھے۔جب اللہ کا ولی اپنی عبادات اور اللہ سے گہری محبت اور لگاؤ کے باعث روحانیت کے ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں پہنچنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں،اس مقام پر پہنچ کر وہ ایسے کام سرانجام دیتا ہے جو ہماری سوچ سے ماورا ہوتے ہیں اور اللہ کے یہ نیک بندے زمین و آسمان کے راستوں سے واقف ہو جاتے ہیں۔کیا آپ کبھی سوچ سکتے ہیں کہ صدیوں پہلے جب سائنس اپنا وجود بھی نہیں رکھتی تھی،ایسے میں کوئی ایک انسان پلک جھپکتے ہی کسی دوسرے سیارے پر پہنچ جائے اور نہ صرف وہاں پہنچ جائے بلکہ وہاں پر اپنی کوئی نشانی بھی چھوڑ آئے تاکہ صدیوں بعد کوئی خلاء نورد وہاں پہنچے تو اسے پتہ چلے کہ صدیوں پہلے بھی کوئی یہاں آیا تھا۔اللہ کے یہ نیک بندے روحانیت کے علم

کے ذریعے آسمانوں کے بلندیوں کو تسخیر کرتے ہیں۔ابن العربیؒ کے مطابق وہ جب آسمانوں کی تسخیر کے سفر پر نکلے تو سب سے پہلے وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں خوشبوئیں ہی خوشبوئیں تھیں، وہاں پر رہنے والی مخلوق کی چلنے پھرنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ عام آنکھ سے اس کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔آپ نے دوسری دنیا میں جو مخلوق دیکھی وہ ہم عام انسانوں جیسی تو بالکل بھی نہیں تھی۔ وہ ہم سے بہت مختلف لوگ تھے، ہم انہیں ایلین کہہ سکتے ہیں۔ابن العربیؒ کو جو سیارہ سب سے زیادہ پسند آیا وہ زعفران کا بنا ہوا تھا، وہاں سونا، ہیرے، جواہرات کثرت سے جا بجا پڑے تھے اور اس قدر قیمتی دھاتیں تھیں جو اس سے پہلے کسی نے نہیں دیکھی تھیں، وہاں کے لوگوں کا رنگ دودھ کی طرح سفید تھا۔وہاں کی زمین نور کی طرح چمکتی تھی، وہاں ہر طرف پھلوں کی کثرت تھی۔اس سیارے کی خاص بات یہ تھی کہ اگر کسی درخت سے کوئی پھل توڑا جاتا تو فوراً اسی جگہ پر ایک نیا پھل نکل آتا، وہاں کے لوگ پودوں کی طرح زمین سے نکلتے تھے، وہ نہ تو پانی میں ڈوبتے تھے اور نہ ہی آگ انہیں کوئی نقصان پہنچا سکتی تھی۔آپ نے اپنی کتاب میں اس سیارے کو مریخ کا نام دیا۔آپ لکھتے ہیں کہ آپ نے مریخ پر ایک نشان چھوڑا ہے، آنے والے دور میں جب لوگ ترقی کی منازل طے کریں گے اور اس سیارے پر قدم رکھیں گے تو میرا وہ نشان دیکھ کر جان لیں گے کہ میرا وہ سفر حقیقت پر مبنی تھا۔

اکتوبر 2021ء میں ناسا کا ایک مشن خلاء کی طرف بھیجا گیا اور اس نے مریخ کی کچھ تصاویر بھیجیں، تو ان تصاویر میں سے ایک تصویر میں مریخ کی سطح پر ایک سرخ

نشان نظر آ رہا ہے جس میں عربی میں سلام لکھا نظر آ رہا ہے۔آپ مریخ پر موجود اس نشان کو گوگل میپ کے ذریعے بھی واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں۔

ترکی کی ایک مصنف کیفر استنلوغوسو اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں:

''ابن العربیؒ نے اپنی اس کتاب میں جس نشان کا ذکر کیا ہے، مریخ کی تصویر میں جو نشان نظر آ رہا ہے یہ وہی ہے۔''

سائنسدان ابن العربیؒ کی اس کتاب پر ریسرچ کر رہے ہیں اور وہ یہ جاننے کی کوششوں میں مصروف ہیں کہ ابن العربیؒ کیسے ایک دوسرے سیارے پر پہنچ گئے؟ انہوں نے کیسے یہ طویل سفر کیا۔ان کے پاس ایسی کون سی طاقت آ گئی تھی۔جس کی مدد سے وہ اس سیارے تک جا پہنچے۔

علم لدنی کے مختلف درجے ہیں، جن میں سے ایک درجہ یہ بھی ہے کہ آپ مادی طور پر ایک جگہ موجود ہوں مگر آپ کی روح پلک جھپکتے ہی ایک دوسری جگہ پہنچ جائے۔ایسی ہی ایک مثال حضرت سلمانؑ کے دور کی بھی ہے جب پلک جھپکتے ہی ملکہ صبا کا تخت آپ کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا۔رحمت عالم حضرت محمد ﷺ نے بھی معراج کا سفر کیا تھا جب محض چند سیکنڈ میں آپ نے ساتوں آسمانوں کا سفر کر لیا تھا لیکن اللہ کی برگزیدہ ہستیوں اور اللہ کے محبوب حضرت محمد ﷺ کے سفر میں فرق یہ ہے کہ برگزیدہ ہستیوں نے یہ سفر روحانی طور پر کیا تھا جبکہ نبی کریم ﷺ نے یہ سفر جسمانی طور پر کیا تھا۔ایسا ہی ایک سفر اصحاب کہف کا بھی ہے جب وہ ایک غار میں تین سو برس تک سوتے رہے تھے مگر جب وہ جاگے تو انہیں لگا کہ انہیں کچھ دیر کے لئے بس اونگھ آئی تھی۔ابن العربیؒ کے مطابق اگر کوئی انسان

رب تعالیٰ سے سچی محبت کرتا ہے اور دین اسلام پر کامل یقین رکھتا ہے تو وہ بھی روحانی طور پر مریخ تک پہنچ سکتا ہے۔سائنسدان اب تک مریخ پر اپنے کئی مشن بھیج چکے ہیں، مریخ کو سرخ سیارہ بھی کہا جاتا ہے، اس کی زمین سرخی مائل یا زعفرانی رنگ کی ہے۔

2012ء میں امریکہ کے ایک ماہر فلکیات نے ایک نظریہ پیش کیا تھا کہ بہت سال پہلے مریخ پر کوئی خلائی مخلوق آباد تھی لیکن وہ مخلوق کسی اٹیمی جنگ کے نتیجے میں تباہ ہو گئی۔اس طرح مریخ پر زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ابن العربیؒ اللہ کے ولی تھے اور جو شخص اللہ سے محبت اور اس پر کامل یقین رکھتا ہے، وہ بھی معرفت کی معراج تک پہنچ سکتا ہے بس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ان روحانی بلندیوں تک پہنچنے کی پہلی سیڑھی ہے۔

☆☆☆☆

کائنات کے کتنے دروازے ہیں؟

اس دنیا میں کچھ ایسے دروازے بھی ہیں جن سے گزر کر ہم اگلی دنیا میں جا سکتے ہیں۔ان دروازوں کو آپ پورٹل کہہ سکتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ کل سات پورٹلز ہیں۔ ان پورٹلز کے بارے میں بات کرنے سے پہلے آپ کا زمان ومکان کے تصور سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ زمان ومکان کی حدود ایک ایسی گھتی ہے جو اس کو سلجھا لے یہ کائنات اس کی ہے۔ دنیا اسی زمان ومکان کو کنٹرول کرنے کی دوڑ میں لگی ہوئی ہے، جہاں یہ وقت اور خلاء برابر ہو جاتے ہیں، وہاں زمان ومکان کا احساس مٹ جاتا ہے اور ہم بس اسی لمحہ موجود میں جیتے ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت ہے کہ آپ ایک ایسی جگہ گئے جہاں ستر ہزار زمینیں تھیں، ہر زمین میں ستر ہزار شہر تھے۔ ہر شہر میں ستر ہزار مساجد تھیں اور ہر مسجد کے ہر منبر پر مولائے کائنات خطبہ دے رہے تھے۔

اسی طرح ہمارے خطے کے بہت سے صوفیائے کرام کے اشعار میں ہمیں متوازی

کائنات کا ذکر ملتا ہے کیونکہ یہ ایک کائنات نہیں ہے بلکہ اس کے متوازی بہت سی دوسری دنیائیں بھی ہیں، آپ کو ایک حیرت انگیز بات بتاؤں کہ یہ دنیا بھی اصل نہیں ہے۔ مثال کے طور پر بیت المعمور کا نام تو آپ نے سنا ہو گا یہ وہی جگہ ہے جہاں ستر ہزار فرشتے روزانہ طواف کرتے ہیں، خانہ کعبہ اسی بیت المعمور کی نقل ہے۔ عرش معلیٰ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں اللہ موجود ہے ویسے تو اللہ کائنات کے ہر ذرے میں موجود ہے مگر اللہ تعالیٰ کا مرکز عرش معلیٰ ہے، عرش معلیٰ کی نقل رحمت عالم سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روزہ مبارک ہے۔ بس یہ بات سمجھ لیجیے کہ ہم اصل میں نہیں رہتے، ہمارے سامنے جو موجود ہے وہ اصل کا عکس تو ہو سکتا ہے مگر اصل نہیں۔ یہ تو آپ سب جانتے ہیں کہ عالم ارواح میں تمام انسانوں کی روحوں کی تخلیق ہو چکی ہیں۔ سورہ عراف میں ایک عہد کا ذکر ہے، عالم ارواح میں تمام روحوں اور خالق کائنات کے درمیان طے پایا تھا اس عہد کو عہد الست کہتے ہیں، عہد الست ایک طرح بندے اور معبود کے درمیان ایک ایگریمنٹ تھا یہ اور بات ہے کہ انسان دنیا میں آتے ہی اس ایگریمنٹ کی تمام شرائط کو بھول گیا جن میں اس نے خالق کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلنے کی قسم کھائی تھی۔ خیر عہد الست سے ایک بات کا تو اندازہ ہوتا ہے کہ انسان نے عالم ارواح میں اپنی اصل زندگی جی لی تھی اور یہ زندگی اس کی نقل ہے۔ جب یہ دنیا اصل ہے ہی نہیں تو پھر اس نقل دنیا کو پانے کی جستجو فضول ہے، اصل دنیا کو پانے کی جستجو میں لگ جائیں تو یہ نقل دنیا بھی آپ کو مل جائے گی۔

☆☆☆☆

نمبر گیم کیا ہے؟

میرا ایک دوست لکی نمبر پر بہت یقین رکھتا ہے، اکثر اپنے اہم کام انہی تاریخوں میں رکھتا ہے جنہیں وہ اپنے لئے خوش قسمت سمجھتا ہے، جو تاریخیں اس کے ستارے کے حساب سے اس کے لئے مواقف نہیں ہوتیں، ان تاریخوں میں وہ کسی تقریب میں بھی شرکت نہیں کرتا، ہم دوست اکثر اس کی حد سے زیادہ احتیاط پسندی پر ہنستے ہیں کہ شکر ہے خدا نے موت کے دن کو منتخب کرنے کا اختیار انسان کے پاس نہیں رکھا ورنہ وہ اس کے لئے بھی اپنے لکی نمبر کا انتخاب کرتا تا کہ اوپر جا کر حساب کتاب کے معاملات میں اس کے لئے آسانی رہے۔ خیر یہ تو ایک مذاق کی بات تھی لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ علم الاعداد ایک مکمل علم ہے اور کسی نہ کسی حد تک انسان کی زندگی میں اعداد کی اہمیت ہے لیکن کسی بھی علم کو خدا کی ذات سے بڑھ کر

نہیں سمجھنا چاہیے،تمام علوم کا خالق رب کائنات ہے اور تمام تر علم ہمارے فائدے کے لئے بنائے گئے ہیں۔علم کو علم سمجھنا چاہیے اور اس پر مکمل انحصار نہیں کرنا چاہیے،مکمل بھروسہ اور اعتماد اللہ کی ذات پر ہی کرنا چاہیے۔جب ہم علم الا عداد کی بات کرتے ہیں،تو کچھ اعداد مثبت قوتوں کے اور کچھ منفی قوتوں کے ہوتے ہیں،جیسے بارہ کا عدد رحمان کا عدد ہے لیکن تیرہ کا عدد شیطان کا ہے۔اللہ کا عدد (66)اور شیطانی قوتوں کا عدد (666) ہے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیطانی قوتیں ہمیشہ سے رحمانی قوتوں کو زیر کرنے کی کوششوں میں اس کے آگے پیچھے رہتی ہیں لیکن جب اللہ کی مدد شامل حال ہو تو شیطانی قوتوں کو ہمیشہ منہ کی کھانی پڑتی ہے۔اب دنیا میں دولت کا جو کوڈ ہے وہ ہے 708،(7+0+8=15) یعنی (1+5=6)، پوری دنیا میں دولت کا جو نمبر ہے وہ 6 ہے، یہ چھے نمبر پوری دنیا میں دولت اور محبت کا نمبر ہے۔

نمبر ایک کامیابی کا نمبر ہے، یہ رحمان کا نمبر ہے، اگر آپ اللہ سے جڑ جائیں گے تو کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔دو نمبر کو ہم اللہ کے رسول ﷺ کا نمبر بھی کہتے ہیں، یہ مثبت قوتوں کا نمبر بھی ہے، یہ آپ کو اتنا اونچا لے جا سکتا ہے کہ آپ معراج تک جا سکتے ہیں،اب ابن العربیؒ مریخ تک پہنچ گئے، اب وہ مریخ کسی خلائی گاڑی میں تو نہیں گئے تھے، یقیناً کسی پورٹل کے ذریعے گئے ہوں گے۔زمان اور مکان کا نمبر دو ہے۔تین نمبر واقعات کا نمبر ہے،اس دنیا میں جو تمام تر واقعات ہو رہے ہیں، ان سب کے نمبر تین ہی ہیں۔چار نمبر سمتوں کا نمبر ہے،شمال،

جنوب، مشرق، مغرب، اب ان سمتوں کے ناموں کو اگر انگریزی میں پڑھیں تو NEWS بنتا ہے، خبر کا مطلب معلومات، تو چار نمبر جاننے کا نمبر ہے۔ پانچ ایک ایسا نمبر ہے جہاں ملاپ ہوگا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وہ نمبر پانچ ہے۔ چھے دولت اور محبت کا نمبر ہے، سات پوری دنیا میں تخلیق کا نمبر ہے جیسے جنت کے سات درجات، سات بدروحیں۔ آٹھ اور نو کو ہم تکمیل کے نمبرز کہہ سکتے ہیں۔ آپ کی زندگی کا سب سے طاقتور نمبر اینجل نمبر ہے

Angel Number Formula

آپ اپنی پیدائش کے دن، مہینے اور سال کو ایک ساتھ جمع کر لیں۔ مثال کے طور پر آپ کی مکمل تاریخ پیدائش ہے

11-9.1998 اب آپ نے ان تمام تر اعداد کو جمع کرنا ہے

1+1+0+9+1+9+9+8=38 means 3+8=11 means 1+1=2

آپ کا نمبر دو آیا ہے لیکن یہ آپ کا اینجل نمبر نہیں ہے۔ علم الاعداد کی رو سے ہم گیارہ نمبر کو سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کا نمبر کہتے ہیں۔ اب اینجل نمبر نکالنے کے لئے آپ نے گیارہ میں سے وہ نمبر نکال دینا ہے۔

Your Life path number =2

Angel number=11-2=9

اب آپ کا اینجل نمبر نو ہے۔ یہ نمبر آپ کی پوری زندگی کا طاقتور ترین نمبر ہے۔ یہ آپ کے لکی نمبر سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ آپ بہت پریشان رہتے ہیں تو اپنی کلائی کی سیدھی طرف سبز پین یا مارکر سے اپنا اینجل نمبر لکھ دیں، آپ کی پریشانی

ختم ہو جائے گی۔ دراصل جب ہمارا نمبر سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کے نمبر کے ساتھ جڑ جائے گا تو پھر ہر کام میں برکتیں ہی برکتیں ہماری منتظر ہوں گی۔

کائنات کا نمبر 708: اس نمبر کو کائنات کا نمبر کہا جاتا ہے۔ یہ دولت کا نمبر ہے۔ یہ آپ کی تقدیر بدل سکتا ہے۔ آپ نے جب بھی کسی کو پیسے دینے ہیں تو اس سے پہلے لمحے بھر کو آنکھ بند کر کے تصور کریں کہ اوپر اللہ لکھا ہوا ہے اور نیچے 708، یہ تصور کر کے آپ اپنا لین دین کریں، وہی پیسے کچھ عرصے بعد پلٹ کر آپ کے پاس واپس آئیں گے۔

نیکولا ٹیسلا کوڈ 369: نیکولا ٹیکسلا کو دنیا برقی ایجادات کے حوالے سے جانتی ہے، وہ دنیا کے ذہین ترین انسانوں میں سے ایک تھا۔ اس نے کچھ ایسی ایجادات کی تھیں کہ سائنسدان دنگ رہ گئے تھے۔ 1896ء میں انہوں نے غلطی سے ایک پاکٹ سائز (Earthquake Generator) بنا ڈالا تھا اس کے علاوہ وہ کائنات کے کوڈ 369 کے متعلق جان گئے تھے۔ یہ ایک ایسا کوڈ ہے جس پر نیکولا ٹیسلا اور سٹیفن ہاکنگ کام کرتے رہے اور کہنے والے تو یہ بھی کہتے ہیں کہ نیکولا ٹیسلا کو اس کوڈ کا کوئی ایسا خفیہ راز معلوم ہو گیا تھا، جس کے باعث اس کی پراسرار موت ہوئی۔

3: واقعات کا نمبر

6: دولت اور رومینس کا نمبر

9: تکمیل کا نمبر

اب اگر ان تین اعداد کو جمع کریں تو اٹھارہ کا عدد بنتا ہے، ایک اور آٹھ کو جمع کرنے

سے نو کا عدد نکلتا ہے جو بنیادی طور پر تکمیل کا عدد ہے۔ جو شروع بارہ سے ہوتا ہے، بارہ رب کائنات کا عدد ہے، ایک جمع دو تین کا عدد بنتا ہے اور اس کا اختتام نو پر ہوتا ہے جو تکمیل کا عدد ہے۔

علم الا اعداد ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت سے انکار کسی صورت ممکن نہیں۔ آپ کائنات پر غور و فکر کریں تو کیسے کیسے راز آپ کے سامنے کھل جائیں گے۔ نیکولا ٹیسلا بھی ایک ایسا ہی انسان تھا جو کائنات کے اوپر غور و فکر کرنے لگا اور پھر کائنات کے بہت سے راز اس کے سامنے عیاں ہو گئے۔ یہ غور و فکر بندے اور رب کا تعلق مضبوط کرتا ہے اور جب یہ تعلق مضبوط ہو جائے تو کائنات کی تصویر کے بہت سے رنگ اس کے سامنے عیاں ہو جاتے ہیں اور وہ رب کے مزید قریب ہو جاتا ہے۔

4۔ بابا گورونانک کا فارمولا

”نام لیو جس اکھر دا
اس نوں کریو چوگنا
دو ہور ملا کے پنج گنا
کاٹو بیس کٹا
باقی بچے سو نو گن کر
دو ہور ملا
نانکا ہر اک اکھر وچوں
نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آیا

(پروفیسر جی این امجد ایم اے، گرونانک جی اور تاریخ سکھ مت مطبوعہ لاہور ص ۲۱)

کوئی بھی نام لیں، اس کے حروف کی تعداد نکالیں، اس کو چار سے ضرب دیں، اس میں دو جمع کریں۔ جمع شدہ رقم کو پانچ سے ضرب دو، اب حاصل رقم کو بیس سے تقسیم کریں۔ جو باقی بچے اسے نو سے ضرب دیں اور حاصل ضرب میں دو جمع کریں، جواب ہمیشہ بانوے آئے گا، جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعداد ہیں۔

جدول ابجد

ا	ب	ج چ	د ڈ	ہ	و	ز ژ	ح	ط	ی	ک گ	ل	م	ن
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

یاد کرنے کیلئے یہ کلمات ہیں۔ ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ، ضظغ۔ اردو زبان میں مستعمل لفظ پ، چ، ژ، ڈ، ٹ، گ، زائد ہیں۔

مثال: نام: احمد

احمد کے اعداد

ا۔ح۔م۔د

53=4+40+8+1

53X4=212

212+2=214

214X5=1070

1070÷5=10

10x9=90+2=92

☆☆☆☆

روح کی حقیقت کیا ہے

روح کے متعلق صدیوں سے مختلف نظریات سامنے آتے رہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔روح ایک حقیقت ہے اور ہر مذہب میں روح کی اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے۔روح کے متعلق جب میں سوچتا ہوں تو سب سے پہلا تصور اسے محسوس کرنے کا آتا ہے۔مادی خواہشات جب روحانی خواہشات پر حاوی ہو جائیں تو ذہن میں ہر وقت خیال جسم کا آتا ہے۔روح کی طرف تو دھیان بھی نہیں جاتا لیکن اللہ کے نیک بندے جن کی روحیں خالص اور رب کی خاص روحیں ہوں وہ روح کو محسوس بھی کرتے ہیں اور اس سے گفتگو بھی کرتے ہیں۔

انسان اشرف المخلوقات ہے۔بچہ جب اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے تو روح انسانی بھی اس کے اندر ڈال دی جاتی ہے۔اب آپ نے علیین اور سجین کے بارے میں سنا ہوگا۔پاک روحیں علیین سے آتی ہیں، ناپاک روحیں سجین سے آتی ہیں۔انسان

جب اس دنیا سے چلا جاتا ہے اور روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑتی ہے تو نیک روحیں علین کے پاس چلی جاتی ہیں۔اب سوچنے کی بات ہے کہ روح تو اوپر چلی گئی،جسم مٹی میں مل گیا تو حساب کتاب کس کا ہوگا،ہم کسی بھی چیز پر غور وفکر کرتے ہیں تو تیسرا نکتہ بھی سامنے آتا ہے، کہ روح اور جسم کے ساتھ ساتھ نفس کا ذکر بھی آتا ہے اور نفس کو ہم روحانیت کے ساتھ جوڑتے ہیں۔روح کے ساتھ اور چیزیں بھی ہیں۔

قلب

روح

سری

خفی

اخفا

انا

نفس

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بدروحیں نکالا کرتے ہیں۔دوطرح کی روحیں ہوتی ہیں ایک نیک اور دوسری بدروح۔ بدورحیں تو آپ کو خالی مکانوں اور ویرانوں میں مل جاتی ہیں لیکن نیک روحیں بھی آپ کو اسی دنیا میں ملتی ہیں جنہیں لوگوں کی خدمت کر کے سکون ملتا ہے اور انہی نیک روحوں کی وجہ سے حقیقت میں دنیا قائم ہے۔

☆☆☆☆

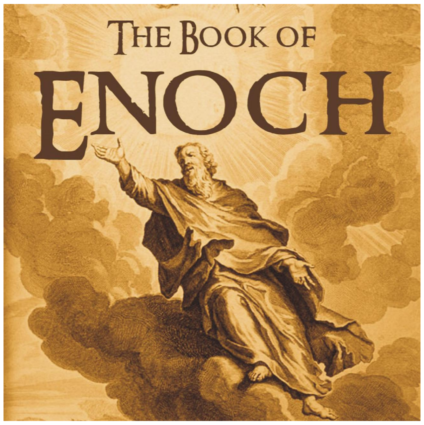

حضرت ادریسؑ اور مقدس صحیفہ

The Enoch

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ ۶۵

ترجمہ: اور کتاب میں ادریس کا ذکر کیجیے، بے شک وہ ایک سچا نبی تھا۔

جب ہم ستاروں، سیاروں اور پورٹلز کی بات کرتے ہیں تو ہم حضرت ادریسؑ اور ان کے لکھے گئے مقدس صحیفے کو کیسے بھول سکتے ہیں۔ حضرت ادریسؑ اللہ کے تیسرے برگزیدہ پیغمبر تھے جو حضرت آدمؑ اور حضرت شیثؑ کے بعد نبوت کے منصب پر فائض ہوئے۔ آپ نے دنیا میں سب سے پہلے لوگوں کو پڑھنے لکھنے اور تعلیم حاصل کرنے کا درس دیا۔ آپ کو اسی وجہ سے لوگ ادریس یعنی درس دینے والا کہنے لگ گئے تھے۔ آپ نے اس دنیا میں سب سے پہلے قلم، کپڑے اور ہتھیار بنائے۔ حضرت ادریسؑ پر ایک صحیفہ نازل ہوا، جسے The Book of Enoch کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا کی چند پراسرار ترین کتب میں سے ایک ہے۔ اس کتاب

میں اس کائنات کی پیدائش، حضرت آدمؑ کے زمانے کی پراسرار کہانیاں اور کچھ ایسے راز لکھے ہیں جو شاید ہماری پڑھی گئی تاریخ سے میل نہیں کھاتے۔اس کتاب میں دوسرے سیاروں کی مخلوق، پورٹلز، جنات اور ان سب کے ساتھ حضرت ادریسؑ کی جنگ کے متعلق قصوں نے اس کتاب کو مزید پراسرار بنا دیا ہے۔حضرت ادریسؑ بابل میں پیدا ہوئے۔حضرت ادریسؑ کو نبوت کے شروع کے ایام میں بہت مشکلات سے گزرنا پڑا تھا، جو لوگ آپؑ پر ایمان لائے تھے وہی آپؑ کے دشمن بن گئے، اس لئے آپؑ کو ہجرت کرنی پڑی۔آپؑ اپنے چند پیروکاروں کے ساتھ مصر کی طرف چل پڑے اور دریائے نیل کے کنارے آباد ہو گئے۔یہ جگہ سرسبز وشاداب تھی، یہاں حضرت ادریسؑ نے دعوت وتبلیغ کے کام کے ساتھ ساتھ دوسرے علوم بھی سیکھے۔آپ کو حساب اور ستاروں کے علم کا معجزہ عطا ہوا تھا۔آپ کو 72 زبانوں پر عبور حاصل تھا۔دنیا کی بنیادی زبانوں مثلاً عربی، لاطینی، مصری اور یونانی زبانوں کی بنیاد رکھی۔حضرت ادریسؑ پر تیس صحیفے نازل ہوئے۔حضرت ادریس کی عمر 365 برس تھی، علماء، مفسرین اور مورخین کے مطابق حضرت ادریسؑ کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا تھا اور چوتھے آسمان پر آپؑ کی روح قبض کی گئی تھی جہاں معراج کی رات آپ ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔مشہور مصنف جمال الدین قفلی لکھتے ہیں کہ ایران اور عراق کی سرحد پر القیما نامی ایک قوم آباد ہے جو خود کو حضرت ادریسؑ کا پیروکار بتاتے ہیں۔یہ لوگ ستاروں کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں اور اپنی عیدیں اور قربانیاں ستاروں کے عروج اور زوال کے حساب سے طے کرتے ہیں۔حضرت ادریسؑ کی زندگی سے متعلق حقائق کا ماخذ قرآن اور حدیث کے علاوہ بھی ہیں۔پہلا ذریعہ وہ قدیم سمیری تختیاں

ہیں اور دوسرا توریت کا گمشدہ صحیفہ ''The Book of Enoch'' ہے۔1946 میں بحر مردار کے کنارے ایک غار میں نوسو قدیم صحیفے دریافت ہوئے۔ یہ وہ صحیفے تھے جو حضرت ادریسؑ پر نازل ہوئے۔ان صحیفوں میں ایک بڑا صحیفہ توریت کے گمشدہ حصوں کا تھا۔BOOk of Enoch میں حضرت نوحؑ تک کی زندگی کے تمام تر واقعات موجود ہیں۔اس میں انسانی تاریخ کے چند ایسے گمشدہ حصے ہمارے سامنے آئے ہیں جن پر اس سے پہلے بات نہیں کی گئی۔اس صحیفے میں ایک خاص قسم کی مخلوق کا ذکر کیا گیا ہے۔جو زمین پر آ کر زنا اور فساد پھیلاتے تھے۔اسی دوران اللہ نے زمین پر ایک فرشتہ بھیجا جس کا نام ایزازیل تھا۔اس نے حضرت ادریسؑ کو نہ صرف مختلف علوم سکھائے بلکہ ہتھیاروں کے استعمال کے ساتھ ساتھ جنگ کرنے کا طریقہ بھی سکھایا۔جب اس مخلوق کا فساد حد سے بڑھ گیا تو ان پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ کیا۔وہ مخلوق حضرت ادریسؑ کے پاس آئی کہ وہ اللہ سے ان کی سفارش کریں۔ان کی سفارش قبول نہیں ہوئی،حضرت ادریسؑ نے ان سے جنگ کی،اللہ نے آسمان سے حضرت جبرئیل اور مکائیل کی ایک فوج اتاری،اس فوج نے ان کو زمین کی تہہ میں دفن کر دیا جہاں وہ ستر نسل یا قیامت تک یونہی دفن رہیں گے۔حضرت ادریسؑ کا ذکر قدیم سمیری تختیوں میں بھی ملتا ہے۔ان تختیوں کے مطابق خنوق کے دور میں آسمان کے راستے زمین پر دوسری مخلوق آئی تھی جن کا نام انوناکی تھا اور سمیری انہیں خدا مانتے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔مورخین کے مطابق انوناکی کسی دوسرے سیارے کی مخلوق تھی۔انسانوں نے ان سے بہت کچھ سیکھا،ان سے نہ صرف دھاتیں پگھلانا اور کان کنی جیسے کام سیکھے بلکہ ان سے حساب،فلکیات،سائنس جیسے علوم حاصل کئے

اور ہتھیاروں کا استعمال بھی سیکھا۔اب اگر حضرت ادریسؑ کے متعلق تمام تر معلومات جو ہمیں قرآن،حدیث،مقدس صحیفے اور سمیری تختیوں سے ملتی ہیں ان سے ایک بات تو ثابت ہوتی ہے کہ ان کے دور میں دوسرے سیاروں سے کوئی مخلوق پورٹلز کے راستے زمین پر اتری تھی اور اس مخلوق سے انسانوں نے بہت سے علوم بھی سیکھے اور یہ بھی کہ اس دور کے لوگ ٹیکنالوجی میں ہم سے آگے تھے۔حضرت ادریسؑ کا دریافت شدہ مقدس صحیفہ ''The Enoch'' بھی ایک ایسی دستاویز ہے جس میں خلائی مخلوق کے متعلق بہت سی ایسی باتیں موجود ہیں جو سائنسدان اب دریافت کررہے ہیں۔

☆☆☆☆

یاجوج ماجوج کا قصہ

قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا ۝

قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ رَدْمًا اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ-حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا-حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا-قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝

(سورہ کہف 94، 95)

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج ماجوج زمین میں فساد مچانے والے لوگ ہیں، تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ مال مقرر کر دیں، اس بات پر کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں۔ ذوالقرنین نے کہا: جس چیز پر مجھے میرے رب نے قابو دیا ہے وہ بہتر ہے تو تم میری مدد قوت کے ساتھ کرو، میں

تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط رکاوٹ بنادوں گا. میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ یہاں تک کہ جب وہ دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں کے درمیان برابر کردی تو ذوالقرنین نے کہا: آگ دھنکادو۔ یہاں تک کہ جب اُس لوہے کو آگ کردیا تو کہا: مجھے دو تا کہ میں اس گرم لوہے پر پگھلایا ہوا تانبہ اُنڈیل دوں. تو یاجوج ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے نہ اس میں سوراخ کر سکے۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ (الانبیا،96)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا، وہ ہر بلندی سے تیزی سے اترتے ہوئے آئیں گے۔

یاجوج ماجوج کے متعلق حضرت محمد ﷺ کی ایک حدیث ہے:

''یہ صبح سے لے کر شام تک دیوار کو چاٹتے ہیں، یہاں تک کہ وہ سورج کی روشنی کے قریب پہنچتے ہیں کہ اسے دیکھ سکیں تو کہتے ہیں کہ باقی کل کریں گے۔ان شاء اللہ نہیں کہتے۔دوبارہ آتے ہیں تو دیوار پھر اتنی ہی ہوتی ہے، جب اللہ کی مرضی ہوگی تو ان کا سردار اس روز کہے گا کہ ان شاء اللہ باقی کل کریں گے اور اگلے روز دیوار گر جائے گی اور وہ باہر نکل آئیں گے۔''

یاجوج ماجوج کے متعلق رحمت عالم حضرت محمد ﷺ نے ستر احادیث بیان فرمائی ہیں۔ یاجوج ماجوج اس دنیا میں نہیں ہیں، وہ ایک ایسی جگہ ہیں جہاں سورج کی روشنی نہیں پہنچتی، وہ یقیناً کوئی اور دنیا ہے۔ کچھ لوگ مختلف اقوام کو یاجوج ماجوج سے تشبیہ دیتے ہیں، کچھ چائنیز کچھ یورپی اور کچھ یہودیوں کو یاجوج ماجوج کی نسل سے کہتے ہیں۔اس بات کی کھوج میں ہم سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کی ایک

حدیث سنتے ہیں، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج کی تعداد ہزار میں سے 999 ہوگی۔ اب دنیا میں کوئی بھی قوم ایسی نہیں ہے جس کی اتنی تعداد ہو کہ ایک کے مقابلے میں ننانوے ہو، اس سے یہ بات تو غلط ثابت ہوگئی اور دوسرا جب ان کی شکلیں ہم سے بالکل مختلف ہیں تو وہ پھر ہم میں سے ہیں بھی نہیں، قرآن پاک کی آیت میں جب ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ بلندی سے نیچے آئیں گی ء اور بلندی کا ہمارے ہاں تو تصور آسمان ہی ہے، اس سے تو یہی مفہوم نکلتا ہے کہ وہ آسمان سے زمین پر آئیں گے۔

اب ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ کب ظاہر ہوں گے۔ ان کے ظہور کا وقت فتنہ دجال کے خاتمے کے بعد آئے گا۔ ایک حدیث ہے کہ:

''رحمت عالم حضرت محمد ﷺ جب معراج کے سفر پر گئے تو آپ ﷺ کی جب حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے قیامت کے متعلق دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگے کہ وہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتے، پھر آپ ﷺ نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا پھر آپ ﷺ نے جب حضرت عیسیٰؑ سے پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ مجھے زیادہ تو علم نہیں ہاں اللہ نے اتنا بتایا ہے کہ میں زمین پر دوبارہ جاؤں گا، دجال کو قتل کروں گا، اس کے بعد اللہ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور میں ان سے لوگوں کو بچاؤں گا۔''

اس سے ہمیں یہ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا فتنہ دجال کے فتنے کے خاتمے کے بعد زمین پر نمودار ہوگا اور انہیں حضرت عیسیٰؑ ہی ختم کریں گے۔

اللہ ہمیں ان دونوں فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں خیر کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کوہ قاف پہاڑ کہاں پر ہے؟

وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا
فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ○سورہ الانبیاء ۱۳

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تا کہ وہ لوگوں کو لے کر ڈولنے نہ لگیں اور اس میں کشادہ راستے بنائے تا کہ لوگ ان پر چلیں۔

وَالأَرْضَ قَدَّرْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا
مِن كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ○(سورہ الحجر آیت ۱۵، ۱۹)

اور ہم نے زمین کو مناسب مقدار میں پھیلایا اور اس میں پہاڑ گاڑھ دیئے اور اس میں ہر طرح کے پھل نپی تلی مقدار میں اگائے۔

والجبال اوتاداً○(سورہ النبا، آیت ۷)

اور پہاڑوں کو میخیں بنایا۔

یہ پہاڑوں کے متعلق کچھ قرآنی آیات کے تراجم ہیں۔ پہاڑوں کی ایک وسیع دنیا ہے اور دنیا کے بہت سے حصوں میں پہاڑوں کے بہت طویل سلسلے ہیں خود ہمارے ملک کے شمال میں بھی دنیا کے طویل پہاڑی سلسلوں کی ایک قطار ہے لیکن

ایک پہاڑ ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوقات کا مسکن ہے۔ جسے ہم کوہ قاف کے نام سے جانتے ہیں۔کوہ تو پہاڑ کو کہتے ہیں اب یہ قاف کیا ہے؟۔آپ نے لوحِ قرآنی کے الفاظ تو دیکھے ہوں گے۔ق بھی لوح قرانی کا ایک لفظ ہے، یہ وہ الفاظ ہیں جن کے معانی کوئی نہیں جانتا اور یہ قیامت کے روز ہی ہم پر ظاہر ہوں گے۔کوہ قاف میں جن، پریاں اور اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوق رہتی ہے۔اس پہاڑ میں ہر طرف اندھیرا ہے اور یہی اندھیرا اس مخلوق کی زندگی ہے۔اس پہاڑ کے متعلق ایک حدیث ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''ہم مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہم سے پوچھا:

''کیا کررہے ہو۔؟''

ہم نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سورج کے متعلق غور و فکر کر رہے ہیں کہ سورج کیسے طلوع ہوتا ہے اور کیسے غروب ہوتا ہے؟۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگوں نے اچھا کیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر غور و فکر کرو لیکن خالق پر غور و فکر مت کرنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے۔تم اس بات پر تعجب کرو کہ کوہ قاف سے آگے سات سمندر ہیں اور ہر سمندر پانچ سو سال سفر کرنے کی مسافت جتنا طویل ہے، پھر اس کے آگے سات زمینیں ہیں، جن کا نور ان کے گرد رہنے والوں پر چمکتا ہے۔''

کوہ قاف کے آگے ستر ہزار مخلوقات ہیں، یہ تمام مخلوقات اڑتی ہیں، اور ان کو

پرندوں کی شکل میں پیدا کیا گیا ہے، یہ مخلوق اور اس کے بچے پیدا ہوتے ہی ہوا کے اندر اڑنے لگتے ہیں۔ یہ مخلوقات اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے میں ذرا برابر بھی وقفہ نہیں کرتیں۔ یہ مخلوقات ایسی ہیں کہ ان کا کھانا بھی ہوا ہے، ان کا پینا بھی ہوا ہے اور ان مخلوقات کا لباس بھی ہوا ہے، یہاں تک کہ ان مخلوقات کے برتن بھی ہوا ہیں۔ یہ مخلوقات نہ حضرت آدمؑ کے بارے میں جانتی ہیں اور نہ ہی ان کو شیطان کی کچھ خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوہ قاف کے گرد اس دنیا کو تخلیق کیا ہے، کوہ قاف کے درمیان یہ دنیا اس طرح موجود ہے جس طرح انگوٹھی کے درمیان انگلی، کوہ قاف کی طرف اگر کوئی شخص جانا چاہتا ہے تو پہلے تو اسے چار مہینے مکمل اندھیرے میں سفر کرنا پڑے گا۔ یہ وہ پہاڑ ہے جہاں نہ چاند ہے اور نہ ہی ستارے اور نہ ہی سورج کا کوئی وجود ہے۔ حتیٰ کہ یہ مخلوق بھی چاند، سورج، ستاروں کے متعلق کچھ نہیں جانتی۔ ان کے پاس جو روشنی پہنچتی ہے وہ قاف پہاڑ کی اپنی روشنی ہے۔ ان کے جسم پر کوئی لباس نہیں ہے۔''

اس پر صحابہ کرامؓ نے پوچھا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا وہ فرشتے ہیں۔''

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔:

''نہیں، وہ فرشتے نہیں لیکن وہ اللہ کی فرمانبرداری فرشتوں کی طرح کرتے ہیں۔''

اس کے بعد سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''معراج کی رات میری ملاقات کوہ قاف کے لوگوں سے ہوئی اور ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے دی گئی دعوت حق کو قبول کیا اور مسلمان ہوگئے۔''

اسلامی روایات کے مطابق کوہ قاف پہاڑ کو جنوں کا وطن کہا جاتا ہے اور یہاں پر

جن، پریاں اور اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات رہتی ہیں اور اللہ نے اسے چمکتے زمرد سے بنایا ہے۔

ایرانی روایات کے مطابق یہ علاقہ شمالی کفکاس کے علاقے میں موجود ہے۔ یہ علاقہ ایسی جگہ پر آباد ہے جہاں پر کوئی انسان آج تک قبضہ نہ کر سکا۔ یہ پہاڑ خوفناک اور بلندترین خطے پر مشتمل ہے۔

امام قزوینیؒ لکھتے ہیں کہ کوہ قاف بہت سے پہاڑوں پر مشتمل ہے جس میں ستر زمینیں چاندی کی، ستر زمینیں مشک اور ستر سونے کی ہیں۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالقرنینؑ نے آب حیات کی تلاش میں سفر کیا اور آپ کوہ قاف تک جا پہنچے۔ جب آپ کوہ قاف پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت اسرافیلؑ اپنے منہ میں سور لئے قیامت کا انتظار کر رہے ہیں۔

جدید ماہرین کے مطابق ہماری زمین پر موجود کفکاس کا پہاڑی سلسلہ دراصل کوہ قاف ہے۔ یہ انتہائی خوبصورت اور طویل پہاڑی سلسلے ہیں۔ اس پہاڑی سلسلے کو دیکھ کر جنت کا گمان ہوتا ہے۔ یہاں جانوروں اور پرندوں کی نادر و نایاب اقسام پائی جاتی ہیں جبکہ بعض ماہرین کے مطابق کوہ قاف کا پہاڑی سلسلہ انٹارٹکا میں موجود ہے۔ ماہرین کا ایک طبقہ یہ بھی کہتا ہے کہ یاجوج ماجوج کوہ قاف پہاڑ میں قید ہیں اور جب تک اللہ کا حکم نہیں ہوگا وہ وہاں سے نہیں نکل سکتے۔ بہرحال کوہ قاف اور وہاں موجود مخلوق ایک حقیقت ہے یہ اور بات ہے کہ ہمارے اور اس مخلوق کے درمیان جو فاصلوں کے باعث ہماری ان تک رسائی نہیں ہے۔

☆☆☆☆

قیامت کب آئے گی؟

حدیث جبریل میں جب رحمت عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کا جواب نہ پوچھنے والے کے پاس ہے اور نہ ہی جواب دینے والے کے پاس ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوبارہ پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین نشانیاں بتائیں جو پوری ہونے والی ہیں۔

پہلی نشانی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی وہ یہ تھی کہ جب ننگے پاؤں، ننگے بدن کالے اونٹ چرانے والے عربی اونچی اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے لگیں تو سمجھ لینا کہ قیامت قریب ہے۔

دوسری نشانی یہ بتائی کہ جب نوکرانی اپنی مالکن کو جنم دے گی۔

تیسری نشانی حضرت امام مہدیؑ کی آمد کے متعلق ہے۔

پہلی نشانی تو آپ سمجھ لیں کہ پوری ہوگئی ہے کیونکہ آپ کو اماراتی ریاستوں میں سنگل سٹوری بلڈنگ خال خال ہی نظر آئے گی۔ دوسری نشانی نوکرانی اپنی مالکن کو جنم دے گی یہ سیروگیسی طریقہ تولید جو ان دنوں بہت سے ممالک میں تیزی سے

مقبولیت پا رہا ہے وہ اسی بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ نشانی بھی پوری ہوگئی ہے۔ تیسری نشانی کے لئے ہمیں صحیح مسلم کی ایک حدیث کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ رومی (عیسائی) اعماق (شام میں حلب اور انطاکیہ کے درمیان ایک پرفضا علاقہ جو دابق شہر سے متصل واقع ہے) یا دابق میں اتریں گے۔ ان کے ساتھ مقابلے کے لیے (دمشق) شہر سے (یا مدینہ سے) اس وقت روئے زمین کے بہترین لوگوں کا ایک لشکر روانہ ہو گا جب وہ (دشمن کے سامنے) صف آراء ہوں گے تو رومی (عیسائی) کہیں گے تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنھوں نے ہمارے لوگوں کو قیدی بنایا ہوا ہے ہم ان سے لڑیں گے تو مسلمان کہیں گے۔ اللہ کی قسم! نہیں ہم تمھارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے۔ چنانچہ وہ ان (عیسائیوں) سے جنگ کریں گے۔ ان (مسلمانوں) میں سے ایک تہائی شکست تسلیم کرلیں گے اللہ ان کی توبہ کبھی قبول نہیں فرمائے گا اور ایک تہائی قتل کر دیے جائیں گے۔ وہ اللہ کے نزدیک افضل ترین شہداء ہوں گے اور ایک تہائی فتح حاصل کریں گے۔ وہ کبھی فتنے میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ (ہمیشہ ثابت قدم رہیں گے) اور قسطنطنیہ کو (دوبارہ) فتح کریں گے۔ (پھر) جب وہ غنیمتیں تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنے ہتھیار انھوں نے زیتون کے درختوں سے لٹکائے ہوئے ہوں گے تو شیطان ان کے درمیان چیخ کر اعلان کرے گا۔ مسیح (دجال) تمھارے پیچھے تمھارے گھر والوں تک پہنچ چکا

ہے وہ نکل پڑیں گے مگر یہ جھوٹ ہوگا۔ جب وہ شام (دمشق) پہنچیں گے۔ تو وہ نمودار ہو جائے گا۔ اس دوران میں جب وہ جنگ کے لیے تیاری کر رہے ہوں گے۔ صفیں سیدھی کر رہے ہوں گے تو نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے تو ان کا رخ کریں گے پھر جب اللہ کا دشمن (دجال) ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے اگر وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اسے چھوڑ بھی دیں تو وہ پگھل کر ہلاک ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اسے ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور لوگوں کو ان کے ہتھیار پر اس کا خون دکھائیگا'۔

آپ جب اس حدیث کا مطالعہ کریں تو اس میں رومی سے مراد عیسائی ہیں۔ دابق کا مقام شام کا ایک وسیع و عریض علاقہ ہے۔ یہاں پر یورپین نیشنز کی فوج اسی جھنڈے لے کر جمع ہو گی اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوج ہو گی۔ یہ تقریباً نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج کی تعداد بنتی ہے۔ یہ بات خاصی حیران کن ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں کون سے ممالک کی فوج اکھٹی ہو گی۔ میری تحقیق کے مطابق یہ نیٹو کی فوج ہو گی۔ نیٹو کے رکن ممالک کی تعداد چالیس کے قریب تو ہو چکی ہے، یہ تعداد اسی تک جائے گی۔ اب حدیث میں آگے ایک لشکر کا ذکر ہے جو مدینے سے روانہ ہوگا اور ان لوگوں کو روئے زمین کے بہترین لوگ کہا گیا ہے۔ یہ بہترین لوگوں کا لشکر امام مہدی کا لشکر ہوگا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عرب میں تین لوگ آپس میں لڑ پڑیں گے اور ان تینوں کا باپ بادشاہ ہوگا۔ اس

بارے میں ایک روایت ہے۔

''ظہورِ امام مہدی کے بارے میں ایک روایت شرح کے ساتھ ملاحظہ فرمائیے:

ایک خلیفہ کی وفات کے وقت اختلاف ہوگا (اس کا نام معلوم نہیں مگر یہ آخری خلیفہ ہوگا جس کے بعد امام مہدی خلیفہ ہوں گے ممبروں میں اختلاف ہوگا کہ کسے خلیفہ چُنیں) تو اہلِ مدینہ میں سے ایک صاحب مکہ معظّمہ کی طرف تیزی سے تشریف لے جائیں گے (اس خوف سے کہ کہیں اُنہیں خلیفہ نہ چُن لیا جائے) اہلِ مکہ میں سے کچھ لوگ ان کے پاس آئیں گے (وہ لوگوں سے چھپے ہوئے مکہ مکرمہ کے کسی گھر میں تشریف فرما ہوں گے مگر مکہ والے ان کے دروازے پر پہنچ کر ان سے گزارش کریں گے اور) انہیں باہر لائیں گے (اور انہیں اپنا خلیفہ مان کر ان کے ہاتھ مبارک پر بیعت کریں گے) حالانکہ وہ صاحب اسے ناپسند کرتے ہوں گے یہ لوگ اُن سے مقامِ ابراہیم اور حجرِ اَسْوَد کے درمیان بیعت کریں گے (اس وقت شام کا بادشاہ کافر ہوگا، جب اسے ان کی خلافت کا پتا لگے گا تو وہ ان سے جنگ کرنے کے لئے) ان کی طرف شام سے ایک لشکر بھیجے گا (جس کا نام لشکرِ سفیانی ہوگا)۔ اُس لشکر کو مکہ و مدینہ کے درمیان ایک میدان میں دھنسا دیا جائے گا (اس لشکر میں صرف ایک شخص بچے گا جو ان کی ہلاکت کی خبر لوگوں تک پہنچائے گا) جب حضرت امام مہدی کی یہ کرامت لوگوں میں مشہور ہوگی تو ان کے پاس شام کے اَبْدال اور عراق والوں کی جماعتیں آئیں گی تو اُن کو بیعت کرلیں گے پھر قریش کا ایک شخص نکلے گا جس کے ماموں بنو کَلْب سے ہوں گے (یہ خبیث انسان اپنے ماموؤں کی مدد سے) حضرت امام مہدی کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیجے گا امام مہدی

کا لشکر اُن پر غالب آئے گا۔''

اب یہ لوگ ان سے جنگ کریں گے جن میں سے ایک تہائی ان سے لڑنے کے بجائے شکست تسلیم کرلیں گے جن کی توبہ اللہ کبھی قبول نہیں کرے گا، دوسرے ان سے لڑتے ہوئے شہید ہوجائیں گے جو اللہ کے نزدیک افضل ترین شہید ہوں گے اور تیسرے ان کو شکست دیں گے اور قسطنطنیہ جو موجودہ ترکی ہے اس کو فتح کریں گے۔اب اس جنگ کو ملحمہ کہا گیا ہے ملحمتہ الاعظمیٰ، ملحمہ بنیادی طور پر ایک بہت بڑی جنگ کو کہتے ہیں، ایک ایسی جنگ جس میں گوشت کے لوتھڑے اڑیں گے۔احادیث کے مطالعہ سے ایک بات تو واضح ہوتی ہے کہ یہ تیسری جنگ عظیم ہو گی۔ یہ اتنی ہولناک جنگ ہوگی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک بندے کے سو بیٹے ہوں گے تو ۹۹ مارے جائیں گے اور اس جنگ میں امام مہدی کے ہاتھوں مسلمانوں کی فتح، حضرت عیسیٰؑ کی آمد اور پھر حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں دجال کا خاتمہ قیامت کبریٰ کی نشانیاں ہیں جن کی آمد کا وقت بھی لگتا ہے قریب آرہا ہے۔ ہم سب آخری زمانے کے مسافر ہیں، اب اس زمانے کی میعاد سو سال ہو یا ہزار سال یہ تو ہم نہیں جانتے لیکن جس طرح قیامت صغریٰ کی نشانیاں تقریباً مکمل ہو چکی ہیں اس سے میرا اس بات پر یقین پختہ ہوجاتا ہے کہ وہ وقت جلد ہی آنے والا ہے اور جلد ہی آخری زمانے کے یہ مسافر اور یہ زمانہ فنا کے سفر پر روانہ ہوجائے گا۔

☆☆☆☆

سورج کا فاصلہ

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنِي الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ ". قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ: فَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا يَعْنِي بِالْمِيلِ أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ أَمْ الْمِيلَ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ، قَالَ: " فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا "

بدالرحمٰن بن جابر سے روایت ہے، کہا: مجھے نیلم بن عامر نے حدیث بیان کی، کہا:

مجھے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "قیامت کے دن سورج مخلوقات کے بہت نزدیک آجائے گا حتی کہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔" نیلم بن عامر نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ میل سے ان (مقداد رضی اللہ عنہ) کی مراد مسافت ہے یا وہ سلائی جس سے آنکھ میں سرمہ ڈالا جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں (ڈوبے) ہوں گے، ان میں سے کوئی اپنے دونوں ٹخنوں تک، کوئی اپنے دونوں گھٹنوں تک، کوئی اپنے دونوں کولہوں تک اور کوئی ایسا ہوگا جسے پسینے نے لگام ڈال رکھی ہوگی۔"

اس حدیث کے مطابق قیامت کے دن سورج ہمارے بہت قریب ہوگا۔

☆☆☆☆

کیا ہم ملکی وے گیلکسی کی اصلی تصویر لے سکتے ہیں؟

ملکی وے گیلکسی ہمارا گھر جہاں ہم رہتے ہیں۔ میرے ذہن میں بارہا خیال آتا ہے کہ کیا ہم ملکی وے گیلکسی کی اصل تصویر سپیس کے باہر سے لے سکتے ہیں۔ شاید ایسا ممکن نہ ہو کیونکہ ہم اگر کوئی ایک ایسا سپیس شپ بنالیں جو روشنی کی رفتار تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ سے سفر کرے، تب بھی ملکی وے گیلکسی کے اس مقام تک پہنچنے میں جہاں سے ہم اس کی تصویر واضح طور پر لے سکیں لگ بھگ پانچ لاکھ سال لگیں گے۔ خلاء نورد کہتے ہیں کہ ملکی وے گیلکسی کی اصل تصویر لینے کے لئے ہمیں زمین

سے پانچ لاکھ سال دور جانا ہوگا۔ ویسے ہم یہ سفر ورم ہولز کی مدد سے بھی کر سکتے ہیں، ورم ہولز مستقبل میں خلاء میں جانے کے لئے بہترین انتخاب ثابت ہو سکتے ہیں جو بہت کم وقت میں ہمیں بہت دور تک لے جا سکتے ہیں۔ یہی ملکی وے گیلکسی کا سفر اگر ہم ورم ہولز کی مدد سے کریں تو ہم ایک سال میں ملکی وے کے اس مقام تک پہنچ سکتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ ورم ہول بنائے کون؟ ان کو دریافت کون کرے ؟۔ اگر ہم ابن العربیؒ جیسے اولیاء اللہ کی طرف دیکھیں تو وہ انہی ورم ہولز کی مدد سے مریخ تک چلے گئے تھے، یہ ورم ہولز ہماری کائنات میں موجود ہیں۔ اور تاریخ میں کچھ ایسے نام ہیں جنہوں نے انہی ورم ہولز کی مدد سے دوسری دنیا کا سفر کیا تھا۔ ابھی تک تو ان ورم ہولز کی مدد سے سائنسدانوں کا سفر کرنا محض خام خیالی ہی ہے لیکن مستقبل میں ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆

انسان اس زمین کی مخلوق نہیں ہے

ڈاکٹر ایلس سلور کی کتاب ''Humans are not from earth'' ایک انتہائی دلچسپ کتاب ہے۔اس کتاب میں انسانوں کے متعلق جو نظریہ پیش کیا گیا ہے وہ نہ صرف حیران کن بلکہ نا قابل یقین ہے۔کتاب پر بات کرنے سے پہلے ہمیں ڈاکٹر ایلس سیلور کے متعلق معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کون ہیں؟۔

ڈاکٹر ایلس سلور ایک امریکی بائیولجسٹ ہیں۔وہ ایک سائنسدان، محقق اور امریکہ کے مشہور ماہر ماحولیات ہیں اور ایک اور اہم بات بھی ہے کہ وہ کسی مذہب کے پیروکار نہیں ہیں۔اب ان کی کتاب کے ان مندرجات پر بات کرلیں جنہوں نے تہلکہ مچادیا۔کتاب میں وہ لکھتے ہیں کہ انسان اس زمین کی مخلوق نہیں ہے وہ اس زمین پر آنے سے پہلے جس سیارے پر تھا وہاں اسے ایسا ماحول ملا تھا جیسا ہمارے ہاں بہت خاص لوگوں کو مہیا کیا جاتا ہے۔ وہاں انسان بہت آرام دہ ماحول میں تھا۔اسے کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی تمام تر آسائشیں ایک ہی جگہ پر مل جاتی تھیں۔انسانوں کی سستی، کاہلی دیکھ کر ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انسان جس جگہ سے آیا ہے وہاں اسے آرام کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔وہ بہت لاڈلی مخلوق تھی۔ اس جگہ کا موسم نہایت ہی خوشگوار تھا وہاں نہ گرمی تھی اور نہ سردی اور نہ ہی سورج کی

تیز روشنی کہ انسان کی جلد جھلس جائے اور نہ ہی ایسا موسم جو انسان کی طبعیت اور مزاج پر گراں گزرے۔ ابھی انسان اس موسم بہار سے لطف اندوز ہو ہی رہا تھا کہ اچانک اس سے کوئی غلطی ہوگئی۔ ایک ایسی غلطی جس کی پاداش میں اسے اس سیارے سے اٹھا کر زمین پر پھینک دیا گیا اور یہ سب کرنے والی کوئی طاقتور ہستی تھی جس نے انسان کو سزا دی۔ وہ ستاروں، سیاروں کا خالق تھا۔ وہ انسانوں کا خالق تھا اور وہ جب چاہتا کسی ایک سیارے کی مخلوق کو دوسرے سیارے پر سزا یا جزا کے طور پر بھیج دیتا۔ اب ڈاکٹر ایلس زمین کے متعلق لکھتے ہیں کہ گمان ہے کہ زمین کسی جیل کی مانند تھی ایک ایسی جیل جہاں مجرموں کو قید کاٹنے کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ زمین کی شکل بھی کالے پانی کی جیل جیسی ہے جس کے چاروں طرف سمندر اور اس کے درمیان میں خشکی کا ایک ٹکرا۔ ڈاکٹر ایلس نے اپنی کتاب میں پیش کئے گئے تمام تر نظریات کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ انہوں نے کوئی بھی بات بغیر کسی مثال کے پیش نہیں کی ہے۔ ڈاکٹر ایلس کے ان نظریات کی بنیاد مندرجہ ذیل چند وجوہات کی بناء پر ہے:

ا۔ فور آف گریویٹی۔۔ انسان جس جگہ سے آیا ہے وہاں گریویٹی اس زمین کے مقابلے میں بہت کم تھی جس کے باعث انسان کو چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے میں زیادہ مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا لیکن زمین کی گریوٹی انسان کے لئے نا قابل برداشت ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت کمر درد اور دیگر تکالیف میں مبتلا ہے۔

۲۔انسان دائمی امراض کا شکار:انسانوں کی اکثریت دائمی امراض کا شکار ہے۔ڈاکٹر ایلس سلور کے مطابق اس روئے زمین پر کوئی بھی ایسا انسان جو کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو ملنا ناممکن ہے جبکہ جانوروں کی صورتحال مختلف ہے۔جانوروں میں عارضی بیماریاں تو پیدا ہو جاتی ہیں لیکن دائمی امراض کا شکار جانور نہیں ہوتے یہ مسئلہ صرف انسانوں کے ساتھ ہی ہے۔

۳۔سن سٹروک:انسانوں کی اکثریت دھوپ میں بیٹھنا پسند تو کرتی ہے لیکن کوئی بھی انسان زیادہ دیر تک دھوپ میں نہیں بیٹھ سکتا اور تیز دھوپ کے باعث وہ سن سٹروک کا شکار بھی ہو سکتا ہے اس کے مقابلے میں جانوروں کے ساتھ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

۴۔سٹریس:اس زمین پر موجود انسانوں کی اکثریت بہت کچھ ہونے کے باوجود اداس رہتی ہے۔انسان کو لگتا ہے کہ یہ زمین اس کا گھر نہیں ہے۔

۵۔زمین کا درجہ حرارت: زمین کا درجہ حرارت وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔جانور اس بدلتے درجہ حرارت کے ساتھ خود کو ڈھال لیتے ہیں جبکہ انسانوں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہے۔انسان جیسے ہی موسم بدلتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ مختلف موسمی امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔

۶۔ڈی این اے:انسان اس زمین پر پائی جانے والی دیگر مخلوقات سے اپنے ڈی این اے سسٹم کی وجہ سے بھی بہت مختلف ہے۔

۷۔جانوروں کے سامنے ہم کوئی بھی خوراک رکھ دیں وہ اسے کھا لیں گے لیکن

انسانوں کو اپنی خوراک حاصل کرنے کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے پہلے کوئی ایسی غذا تلاش کرنا جو اس کے جسم کے مواقف ہو پھر اسے پکا کر قابل استعمال بنانا، اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اس سیارے کی مخلوق نہیں ہے کیونکہ جب وہ اپنے سیارے پر تھا تو اسے کھانا پکانے کے جھنجھٹ میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اسے انتہائی لذیذ طعام محض تصور کرنے پر ہی مل جاتا تھا۔

۸۔ انسان کو زمین پر رہنے کے لئے بستر کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ جانوروں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہے وہ جہاں جگہ دیکھتے ہیں سو جاتے ہیں۔ انسانوں کی بستر پر سونے کی خواہش بتاتی ہے کہ انسان جہاں رہتا تھا وہاں اسے سونے کے لئے بہت بہترین جگہ مہیا کی جاتی تھی، وہاں پر اس کے آرام کا پورا خیال رکھا جاتا تھا۔

۹۔ انسان کسی بھی جانور جیسے بندر، چمپنزی وغیرہ کی ارتقائی شکل نہیں ہے بلکہ انسان کو اس کی اصلی حالت میں ہی زمین پر کوئی اور مخلوق پھینک گئی تھی۔

۱۰۔ انسان جس سیارے پر رہتا تھا وہاں سورج کی تیز روشنیاں نہیں تھیں بلکہ انتہائی خوبصورت ماحول تھا، زمین پر سورج کی تیز روشنیوں کے باعث انسان کی نازک جلد کملا جاتی ہے اور وہ مختلف جلدی امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ زمین کی دیگر مخلوقات عقل وشعور سے عاری ایک بے مقصد زندگی گزار رہی ہیں، انسان عقل وشعور سے کام لے کر زمین کو بہتر بنانے کی کوششوں میں لگا رہتا ہے لیکن زمین پر بسنے والے جانوروں کے ساتھ رہ کر انسان بھی خونخوار ہو گیا ہے جبکہ اس کا اصل تو محبت اور امن وسکون کی زندگی ہے۔

ڈاکٹر ایلس سلور نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ لگتا ہے کہ انسان کو زمین پر آئے زیادہ وقت نہیں ہوا شاید ابھی ایک ہزار سال ہی ہوئے ہوں گے اور انسان اس عرصے میں زمین کو بہتر بنانے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ اگر اس کو لاکھوں سال ہو گئے ہوتے تو شاید جو ایجادات ہم اب دیکھ رہے ہیں وہ بہت پہلے وجود میں آ گئی ہوتیں۔

☆☆☆☆

کائنات کے وہ راز جو چودہ سو سال پہلے قرآن نے بتا دیئے تھے

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بہت واضح الفاظ میں کہا ہے کہ اس کتاب میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو اس پر غور و فکر کرتے ہیں۔ قرآن میں غور کرنے سے کائنات کے اسرار ہمارے سامنے کھلتے ہیں۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ آپ جو دھاتیں استعمال کرتے ہیں وہ زمین کی نہیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے کسی دوسرے سیارے سے زمین پر بھیجی ہیں۔ اگر ہم لوہے کی بات کریں تو جب ہم قرآن کی اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں جس میں لوہے کا ذکر ہے تو ہم پر کائنات کا ایک اور راز منکشف ہوتا ہے۔

وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ؀

”اور ہم نے لوہا اتارا، اس میں سخت لڑائی کا سامان ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ کون اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے (سورہ حدید آیت 25)

اب یہ تو قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوہا اتارا مطلب وہ کہیں اور سے زمین پر آیا لیکن جب ہم سائنس کی طرف چلتے ہیں تو سائنس دان بھی قرآن میں موجود اس آیت کی تائید کرتے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح قرآن میں پانی کا بھی ذکر ہے کہ پانی کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ یہی کہتے ہیں کہ اسے آسمان سے اتارا اب سائنس نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے۔

بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ؀ (سورہ القیامہ آیت 4)

”کیوں نہیں ہم اس بات پر قادر ہیں کہ ہم انسان کو انگلیوں کی پوروں تک کو ٹھیک کر دیں۔“

سائنس کی دنیا میں فنگر پرنٹس کا بڑا ذکر ملتا ہے اور سائنس یہی کہتی ہے کہ اس دنیا کے تمام انسانوں کے فنگر پرنٹس ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مجرموں کی تلاش کے لئے بھی فنگر پرنٹس کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں اگر ہم قرآن کی رائے لیں تو ہم یہ جان کر حیران رہ جاتے ہیں کہ قرآن نے تو چودہ سو سال پہلے انگلیوں کی پوروں پر موجود نشانات کا ذکر ان آیات میں کر دیا تھا۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ

الْعَنْكَبُوتِ ۖ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ
الْعَنْكَبُوتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

''جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور مددگار بنا رکھے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ وہ گھر بناتی ہے۔ بے شک گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہے۔ اگر وہ جان لیتے۔ (سورہ عنکبوت آیت 41)

مکڑی کے متعلق چند حقائق بہت دلچسپ ہیں، جیسے ایک مادہ مکڑی جب بچے دیتی ہے تو وہ ایک نر مکڑی کو مار دیتی ہے۔ یہ پورا خاندان اسی بنیاد پر چلتا ہے، دنیا میں سب سے جھگڑالو قسم کا اور سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہے۔ سائنس دان تو اب اس حقیقت سے آشنا ہوئے ہیں لیکن قرآن میں موجود سورہ عنکبوت میں چودہ سو سال پہلے اس حقیقیت کو بیان کر دیا گیا تھا۔ عنکبوت مکڑی کو کہتے ہیں۔ اب سائنس بھی اس بات کو تسلیم کر چکی ہے کہ سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۝

تو مجھے تمام مشرقوں اور تمام مغربوں کے رب کی قسم بیشک ہم ضرور قادر ہیں۔ (سورہ المعارج آیت ۴۰)

ناسا نے ایک ایسا سیارہ دریافت کیا جو دو ستاروں کے گرد چکر لگاتا ہے۔ اس سیارے پر دو سورج طلوع اور غروب ہوتے ہیں، سائنسدانوں نے اس سیارے کا نام کیپلر بی 16 رکھا ہے۔ اس سیارے پر دو سمتیں مشرق اور دو سمتیں مغرب کی دیکھی جا سکتی ہیں۔ سائنس نے تو یہ سیارہ اب دریافت کیا ہے لیکن قرآن میں چودہ سو سال پہلے سورہ المعارج کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس سیارے کا ذکر کر دیا تھا۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ
لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ٥

اور اگر ہم ان کے لئے آسمانوں کا دروازہ کھول دیں اور وہ اس میں چڑھنے بھی لگیں وہ تب بھی یہیں کہیں گے کہ ہماری نگاہ چندھیا گئی ہے بلکہ ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کیا گیا ہے۔(سورہ الحجر آیت ۱۴۔۱۵)

جب کوئی خلاء نورد خلاء میں جاتا ہے تو لمحے بھر کو اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، وہ زیادہ گہرائی میں دیکھ نہیں سکتا کیونکہ خلاء ان کی آنکھوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔اب قرآن پاک کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ آسمانوں کے دروازے کھولنے کا ذکر کر رہے ہیں اور ساتھ ہی چڑھنے یعنی اوپر جانے (خلاء) کی بات کر رہے ہیں اور ساتھ ہی آنکھوں کے چندھیا جانے کا ذکر بھی کر دیا ہے اور چودہ سو سال پہلے یہ حقیقت وہی بتا سکتا ہے جس نے اس کائنات کو تخلیق کیا ہو اور وہ کائنات کے تمام رازوں سے واقف ہو۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۔ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۔ وَالنَّهَارِ اِذَا
جَلّٰهَا ۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ٥(سورہ شمس آیت 123)

سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی، اور چاند کی جب اس کے پیچھے نکلے اور دن کی جب اسے چمکا لے اور رات کی جب اسے چھپا لے۔

سورج کے متعلق ہم سب جانتے ہیں کہ سورج ہماری زمین پر توانائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔سورج کے متعلق چند حقائق بہت دلچسپ ہیں۔

سورج میں بانوے فیصد ہائیڈروجن اور آٹھ فیصد ہیلیم پائی جاتی ہے۔عربی زبان

میں ہائیڈروجن کو ''ھا'' کہا جاتا ہے۔اب ہم سورج کے متعلق جاننے کے لئے قرآن کھولتے ہیں تو ہمارے سامنے سورہ شمس کھلتی ہے،عربی میں سورج کو شمس کہا جاتا ہے۔اس سورہ میں کل آیات پندرہ ہیں اور ہر آیت کا اختتام

''ھا'' پر ہی ہوتا ہے۔قرآن میں اس سورت کا نمبر 91 ہے اور جدید سائنس اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ زمین کے قیام کے 91 ملین برس بعد سورج کو تخلیق کیا گیا تھا اور اگر ہم زمین اور سورج کے درمیان فاصلے کو دیکھیں تو وہ بھی 4.91 ملین مائلز ہی بنتا ہے۔اسی طرح زمین اور سورج کا اوسطاً فاصلہ 15 کروڑ کلومیٹر ہے اور سورہ شمس کی کل آیات بھی پندرہ ہی ہیں اور سورج کا بنیادی درجہ حرارت بھی 15 ملین celsius ہے۔

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝

(سورہ بنی اسرائیل آیت 14۔15)

اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہماری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوجائیں گی تو کیا واقعی ہمیں نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھایا جائے گا۔آپ کہہ دیجیے پتھر بن جاؤ یا لوہا۔

سائنسدان آج کل یہی بھید کھولنے میں مصروف ہیں کہ مرنے کے بعد انسان کی ہڈیاں پتھر یا پھر لوہے میں تبدیل ہوسکتی ہیں جبکہ قرآن میں چودہ سو سال پہلے ہی ہمیں بتادیا گیا تھا کہ یہ ہڈیاں پتھر یا لوہے میں تبدیل ہوسکتی ہیں۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي

السَّمَآءِ ۔ كَذٰلِكَ يَجۡعَلُ اللّٰهُ الرِّجۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ٥(سورہ انعام آیت ۱۲۵)

اور جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے، اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے، اس کا سینہ تنگ بلکہ بہت ہی تنگ کر دیتا ہے۔ گویا وہ زبردستی آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ اس طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر عذاب مسلط کر دیتا ہے۔

خلاءنورد جب خلاء میں جاتے ہیں تو انہیں سانس لینے میں بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہیں ایسا لگتا ہے کہ ان کا سینہ کسی نے جکڑ لیا ہو۔ سائنسدان تو اس کھوج میں مصروف ہیں لیکن سورہ انعام میں چودہ سو سال پہلے اس کا ذکر موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والوں کا سینہ کھول دیتا ہے۔

فَاِذَا انۡشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ وَرۡدَةً كَالدِّهَانِ ٥

(سورہ رحمٰن ۳۷)

ترجمہ: پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو سرخ ہو جائے گا جیسے سرخ چمڑا۔

سائنسدانوں نے سترھویں صدی میں ایک روزیٹیک نبیولا (Rosette Nebula) ایجاد کیا، یہ گیلکسی گلاب کے پھول کی مانند سرخ ہے۔ قرآن پاک اس کا ذکر کچھ اس طرح آیا ہے کہ آسمان جب پھٹے گا تو گلاب کے پھول کی طرح سرخ ہو گا۔

اِذۡ قَالَ يُوۡسُفُ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡ رَاَيۡتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ رَاَيۡتُهُمۡ لِىۡ سٰجِدِيۡنَ (سورہ یوسف آیت 4)

ترجمہ: جب یوسفؑ نے اپنے والد سے کہا: اے میرے ابا جان! میں نے گیارہ

ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا، میں نے انہیں اپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

سورہ یوسف کی اس آیت میں گیارہ ستاروں کا ذکر ہے۔ ہمارے نظام شمسی میں اب تک کل آٹھ سیاروں کی دریافت ہوچکی ہے لیکن تین (بونے) سیارے ایسے ہیں جنہیں بین الاقوامی فلکیاتی یونین نے ہمارے نظام شمسی کا حصہ بتایا ہے جس سے ان کی تعداد گیارہ ہوگئی ہے سائنس نے یہ بات اب دریافت کی ہے لیکن قرآن نے چودہ سو سال پہلے ہی اس کا ذکر کر دیا تھا۔

اَوَ لَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰہُمَا-وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ-اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت 30)

ترجمہ: کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ بیشک آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں جدا کیا اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے؟

سائنس بھی اس حقیقت کو تسلیم کر چکی ہے کہ پانی کا پیدائش کے عمل دخل میں بہت نمایاں کردار ہے۔ یہ بھی حالیہ سائنسی دریافت ہے کہ ہمارے سیل کا سائٹوپلازم اسی فیصد پانی سے بنا ہوتا ہے۔

ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ فَہِیَ کَالۡحِجَارَۃِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَۃً-وَ اِنَّ مِنَ الۡحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنۡہُ الۡاَنۡہٰرُ-وَ اِنَّ مِنۡہَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخۡرُجُ مِنۡہُ الۡمَآءُ ۔ وَ اِنَّ مِنۡہَا لَمَا یَہۡبِطُ

مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ‌-وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ (74)

ترجمہ: پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کرّے (سخت) اور پتھروں میں سے تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں کہ جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے کرتوتوں (بُرے کاموں) سے بے خبر نہیں۔

یہ تو چند آیات ہیں کہ جن سے ہمیں سائنس اور مذہبی ہم آہنگی کا پتہ چلتا ہے۔

☆☆☆☆

کیا شیطان کو بھی موت آئے گی؟

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ
لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ

اس نے کہا اے میرے رب، مجھے اس بات کی قسم کہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں ضرور زمین میں لوگوں کے لئے (نافرمانی) خوشنما بنا دوں گا اور میں ضرور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ ماسوائے ان کے جو تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔ (سورہ حجر آیت 39.40)

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (79) قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ
الْمُنْظَرِيْنَ (80) اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (81)

اس نے کہا اے میرے رب! مجھے لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک مہلت دے۔ اللہ نے فرمایا پس بیشک تو مہلت والوں میں سے ہے۔ معین وقت کے دن تک (سورہ ص، آیت 88)

میں اکثر یہ بات سوچتا ہوں کہ انسانوں کو تو موت آتی ہے وہ عالم برزخ میں پہنچ جاتے ہیں لیکن کیا شیطان کو بھی موت آئے گی اور پھر شیطان مرنے کے بعد کہاں جائے گا؟۔ شیطان کا قصہ تو آپ جانتے ہوں گے کہ جب اس نے حضرت آدمؑ کو

جنت سے نکلوایا اور پھر معین وقت تک کی مہلت لے لی۔احادیث کے مطابق یہ معین وقت جب ختم ہو گا اس روز حضرت اسرافیلؑ پہلی بار صور پھونکیں گے۔ اسلامی کتب کے مطابق قیامت کی نشانیاں جب پوری ہوں گی تو مومنین کی بغلوں کے نیچے سے خوشبودار ہوا گزرے گی اور تمام ایمان والے وفات پا جائیں گے۔ اس کے بعد چالیس سال تک کوئی بچہ پیدا نہیں ہو گا یعنی ہر انسان کی عمر چالیس سال ہو گی۔تمام مسلمان مرجائیں گے اور زمین پر صرف کفار اور مشرک رہ جائیں گے۔ جب مومنین کی وفات کو چالیس سال گزر جائیں گے تو حضرت اسرافیلؑ پہلی بار صور پھونکیں گے۔شروع میں اس کی آواز اتنی کم ہو گی کہ لوگ کان لگا کر سنیں گے لیکن پھر آہستہ آہستہ آواز کی شدت بڑھتی چلی جائے گی اور آواز اتنی بلند ہو گی کہ لوگوں کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے اور ان سے پیپ بہنا شروع ہو جائے گی اور لوگ مر جائیں گے۔

انسان، جن، فرشتے یہاں تک کہ ابلیس کو بھی موت آ جائے گی۔اس کے ٹھیک چالیس سال بعد حضرت اسرافیلؑ دوسرا صور پھونکیں گے۔تمام مردے زندہ ہو جائیں گے اور قیامت قائم ہو گی۔اب ابلیس تو پہلے صور کے وقت مر چکا تھا۔اس کی موت کیسے ہو گی۔اس سلسلے میں حضرت کعبؓ کی ایک روایت ہے کہ:

''جب ابولبشر (حضرت آدمؑ) کی وفات کا وقت آیا تو وہ کچھ پریشان ہو گئے اور اللہ سے کہنے لگے: اے اللہ میری موت سے میرا ازلی دشمن بہت خوش ہو گا کیونکہ وہ تو قیامت تک زندہ رہے گا۔اسی وقت ملک الموت (حضرت عزرائیلؑ) ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

''اے ابوالبشر، آپ وفات کے بعد جنت میں رہیں گے جبکہ ابلیس قیامت تک

دنیا میں رہے گا اور قیامت سے چالیس سال پہلے اس کو ایسی موت آئے گی کہ وہ پوری دنیا کے انسانوں جتنی موت کی تکلیف برداشت کرے گا اور جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہوگا۔''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت آدمؑ ملک الموت سے فرمانے لگے کہ مجھے ابلیس کی موت کا منظر بیان کریں۔اس کے بعد ملک الموت نے ابلیس کی موت کا منظر بیان کرنا شروع کیا تو وہ اتنی دردناک موت کا بیان تھا کہ حضرت آدمؑ اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکے۔

لوگ یہ سن کر حضرت کعب سے کہنے لگے کہ ہمیں بھی ابلیس کی موت منظر بیان کریں۔لوگوں کی بے جا فرمائش پر حضرت کعب نے ابلیس کی موت کا منظر یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائیں گے کہ میرے غیض وغضب اور غصے کا لباس پہن کر ابلیس کی روح قبض کرنے جاؤ اور ابلیس سے تمام انسانوں اور جنوں سے زیادہ سختی کرنا۔ ملک الموت غیض وغضب کا لباس پہن کر بہت سے فرشتوں کے ساتھ جب ابلیس کی روح قبض کرنے جائیں گے تو وہ منظر اتنا خوفناک ہوگا کہ جو اسے دیکھے گا وہ فوت ہوجائے گا۔ملک الموت جب ابلیس کے پاس پہنچیں گے تو وہ دھاڑیں مار مار کر روئے گا۔پھر شیطان کو موت کی تکلیف دی جائے گا اور وہ تکلیف اتنی سخت ہوگی کہ شیطان کبھی مشرق کی جانب بھاگے گا تو کبھی مغرب کی جانب،لیکن ہر جانب ملک الموت کو پائے گا،سمندر کی جانب جائے گا لیکن سمندر اسے جگہ نہیں دے گا۔شیطان آسمان کی جانب بھاگے گا تو وہاں مقرب فرشتے اسے کوڑے ماریں گے پھر شیطان حضرت آدمؑ کی قبر پر جائے گا اور حضرت آدمؑ کی قبر کے پاس کھڑا ہوکر کہے گا:

''اے آدم، تمہاری وجہ سے میں ملعون ومردود بنا، کاش کہ تم پیدا ہی نہ ہوتے۔''
پھر ملک الموت سے پوچھے گا:
''کتنی سختی اور تکلیف سے میری جان نکالو گے؟۔''
ملک الموت کہیں گے؛
''جتنے لوگ جہنم میں ہیں، ان کی موت سے کہیں زیادہ تکلیف اور سختی کے ساتھ''
یہ سن کر ابلیس تڑپنے لگے گا اور بھاگتے بھاگتے اسی جگہ پہنچ جائے گا جہاں اس نے جنت سے نکل کر پہلا قدم رکھا تھا، وہ جگہ آگ کے انگارئے کی طرح سرخ ہو گی، زمین چنگاری کی طرح ہو جائے گی یہاں تک کہ زبانیہ نامی فرشتوں کی جماعت شیطان کو گھیر لے گی اور وہ فرشتے زنجیروں اور آروں سے شیطان کو چیریں گے۔ جب تک اللہ چاہے گا شیطان حالت نزع میں رہے گا۔ وہاں جہنم کے اوزار ہوں گے اور ان سے شیطان کو تڑپا تڑپا کر جان نکالی جائے گی۔
حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو کہا جائے گا کہ اپنے دشمن کو تو دیکھو کیسے ذلت کے ساتھ مر رہا ہے۔ وہ دیکھیں گے تو کہیں گے، یا اللہ تو نے ہم پر اپنی نعمت مکمل کر دی۔
انہی جہنمی گڑھوں میں ابلیس چالیس سال تک مردہ رہے گا اور یہیں اس کی قبر ہو گی، پھر چالیس سال بعد حضرت اسرافیلؑ دوبارہ صور پھونکیں گے اور تمام مردے زندہ ہو جائیں گے اور باقاعدہ طور پر قیامت قائم ہو گی اور انسانوں کے حساب کتاب کا عمل شروع ہو گا۔
آپ نے شیطان کی موت کا حال تو سن لیا لیکن کیا کبھی یہ سوچا کہ ہم رحمانی اعمال کو چھوڑ کر شیطانی اعمال کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں، ہمارا کیا انجام ہو گا؟

نیک اور سیدھا راستہ اگرچہ مشکل سہی لیکن یہ ہماری آخرت سنوار دے گا اور شیطانی راستہ اگرچہ آسان لگتا ہے لیکن اس کا انجام بربادی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ سو اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں رحمانی راستے پر چلنے کی توفیق دے اور شیطان مردود سے پناہ مانگیں۔

☆☆☆☆

ہمیں علم فلکیات کیوں سیکھنا چاہیے؟

میں اکثر اس کا ذکر کرتا ہوں کہ اگر آپ مسلمان ہیں اور آپ اسٹرونومی کے بارے میں نہیں جانتے تو آپ اللہ اکبر کا صحیح مفہوم نہیں جان سکتے۔ آپ اسٹرونومی کے بغیر دنیا کی تمام کتابیں بھی پڑھ لیں، کائنات کے مالک کے بارے میں بھی کماحقہٗ نہیں جان سکتے کیونکہ ستارے سے نیچے کائنات کا 0.000000000000001 فیصد بھی نہیں ہے تو آپ کیسے اس لفظ کا صحیح "مفہوم" سمجھ سکتے ہیں؟ ہم جب بار بار ہر نماز میں اللہ اکبر کہتے ہیں۔ کیا اس کا صحیح مفہوم بھی سمجھتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اللہ اکبر کا صحیح مفہوم آپ کو فلکیات ہی سیکھا سکتی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے ہر مدرسے میں ایک کلاس فلکیات پر بھی ہونی چاہیے۔ کیونکہ ایک تو فلکیات بہت ہی دلچسپ فیلڈ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا صحیح مفہوم جاننے کے لیے علم فلکیات بہت ہی ضروری ہے۔

یہ اس قدر دلچسپ مضمون ہے کہ اس میں آپ کبھی جنت نظیر وادیاں دیکھتے ہیں تو کبھی جہنم صفت سیارے، کبھی خلاء میں پانی کے بڑے بڑے "سمندر" دیکھتے ہیں، تو کبھی جلتی ہوئی آگ۔ کائنات میں ایک طرف شدید ٹھنڈ دیکھنے کو ملتی ہے تو دوسری طرف آگ سے بھی ہزاروں گنا جلتی آگ۔

کائنات کی ''وسعتیں'' دیکھ کر انسان کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ یہاں سے کروڑوں نوری سال دور چلا جائے تو دوسری اپنی عمر کو دیکھ کر "مایوس" ہوجاتا ہے کہ ساٹھ 60 سالہ زندگی میں پانچ نوری منٹ دور جانا بھی مشکل ہے۔ کروڑوں نوری سال دور جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ناسا والے کائنات میں مسلسل "زندگی" ڈھونڈنے میں مصروف ہیں لیکن ابھی تک زمین کے علاوہ کہیں اور زندگی نہیں ملی۔

ابھی تک کوئی ایسی وجہ بھی سامنے نہیں آئی جس کی بناء پر یہ پختہ طور پر کہا جاسکے کہ "زندگی" زمین کے علاوہ کہیں اور موجود نہیں۔ کائنات کے مالک نے انسان کو اپنی بھیجی ہوئی کسی بھی آسمانی کتاب میں یہ نہیں بتایا کہ تمہارے علاوہ اس کائنات میں اور بھی مخلوقات بستی ہیں لیکن "خالق کائنات" نے اس بات کی نفی بھی نہیں کی۔ شاید اسلئے کہ انسان کے اندر کا "تجسس" ختم نہ ہوجائے اور وہ دنیا میں آنے کا مقصد، صرف کھانے پینے سونے اور جانوروں کی طرح زندگی گزارنے ہی کو نا سمجھ لے۔ یعنی خالق خود چاہتا ہے، کہ اسکی مخلوق کائنات کی وسعتوں میں جھانکے اور ان عجائبات کو دیکھ کر اپنے خالق تک پہنچے۔ اپنے بنانے والے کی کبریائی کو جانے۔ لفظ ''اللہ اکبر" کی پہچان کرے۔ خالق کائنات کی شان وعظمت کس قدر بلند و بالا اور بڑی ہے اسکو سمجھنا ممکن نہیں لیکن اس کی نشانیاں کائنات میں پھیلی ہوئی

ہیں اگر دیکھا جائے تو حسین کائنات کی سب سے بڑی، عجیب اور حیران کن تخلیق ستاروں، سیاروں اور بلیک ہولز وغیرہ کی تخلیق ہے۔انسان جیسے جیسے اس تخلیق اور کائنات کو سمجھنے کے لئے آگے بڑھ رہا ہے ویسے ویسے انسان پر یہ واضح ہورہا ہے کہ جو کچھ اس نے دیکھا، سمجھا اور پرکھا ہے وہ تو کائنات کا ایک چھوٹا سا جزو بھی نہیں۔ ایک وقت تھا کہ جب انسان سورج میں اپنے تصوّراتی معبود کو ڈھونڈتا تھا اور سورج ہی کو زمین پر زندگی کی ضمانت قرار دیتا تھا۔اسی نظریئے کو بنیاد بنا کر سورج کی عبادت کی جاتی تھی لیکن آج پوری انسانیت یہ جانتی ہے کہ سورج بھی کسی سسٹم کی پیروی کر رہا ہے۔سورج بھی ہماری کہکشاں کے مرکز کے تابع ہے۔اس میں ایک بلیک ہول کو فالو کر رہا ہے اور معبود کسی بھی چیز کا، کسی بھی سسٹم کا فالور نہیں ہوسکتا۔ ایسے ہی ستاروں، سیاروں کی عظیم الشان دنیاؤں میں انسان نے اپنا "تحقیقاتی" قدم رکھا اور انکی لامحدود وسعت اور عقل میں نہ آنے والی ساختوں کے سبب انہیں بھی خدا کا درجہ دے ڈالا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان پر یہ واضح ہوتا گیا کہ خالق وہ نہیں جو بجھ جائے۔خالق وہ نہیں جو غروب ہوجائے، خالق وہ نہیں جو کسی کی پیروی میں لگا ہو بلکہ خالق کائنات وہ ہے جس نے ان سب ستاروں سیاروں اور خلاء کی وسعتوں میں پھیلی تمام چیزوں کو پیدا کیا اور اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر لگا رکھا ہے۔علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں کہ:

نہ تُو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے، تُو نہیں جہاں کے لیے

اس شعر میں اقبالؒ نے انسان کا قرآنی تصور پیش کیا ہے جو یہ ہے کہ یہ ساری کائنات اللہ نے انسان کیلئے پیدا کی ہے کہ وہ اس کی "قوتوں" کو مسخر کرے اور

اپنے "فائدے" کے لیے استعمال کرے۔ جبکہ انسان کو اللہ نے اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اسکی اطاعت کرے اور زمین میں اس کی نیابت کا فرض انجام دے۔ بہ الفاظ دیگر انسان اس لیے پیدا نہیں ہوا کہ وہ دنیا کی لذتوں میں غرق ہو جائے اور اپنا مقصد حیات بھلا دے۔ انسان کی زندگی کا مقصد صرف اللہ کی عبادت یعنی اطاعت ہے۔

سائنس دانوں کے مطابق قابلِ مشاہدہ کائنات کا رداس تقریباً 46 ارب نوری سال اور قطر 93 ارب نوری سال ہے۔ یہ لمحہ بہ لمحہ روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ رہنمائی کے لیے بتا تا چلوں کہ 93 ارب نوری سال اتنا بڑا عدد ہے کہ اس میں نمایاں تبدیلی کے لیے کروڑوں سال درکار ہوں گے۔ اس لئے کائنات کے اس قدر تیز پھیلاؤ کے باوجود سالوں سے ہم کائنات کا قطر 93 ارب نوری سال لکھتے آرہے ہیں۔ ہم اس قدر کمزور ہیں کہ اس وُسعت کا ادراک ہمارا ذہن کر ہی نہیں سکتا۔ کیوں کہ ایک نوری سال بھی تقریباً 94 کھرب، 60 ارب اور 80 کروڑ کلومیٹر پر مشتمل ہوتا ہے۔

ویسے بہت ہی عجیب بات نہیں ہے کہ 93 ارب نوری سال پر پھیلی ہوئی کائنات کی ایک چھوٹی سی ملکی وے کہکشاں کے ایک چھوٹے سولر سسٹم" کے ایک چھوٹے سے سیارے کے ایک کم رقبے پر پھیلے ہوئے ملک" کے ایک چھوٹے سے صوبے کے ایک چھوٹے سے ضلع کے، ایک چھوٹے سے گاؤں اور شہر کے ایک چھوٹے سے گھر میں بیٹھا ہوا شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ اس حسین کائنات کا مالک نہیں ہے بلکہ یہ خود بخود بن گئی ہے۔

☆☆☆☆

جنات کے سات بادشاہ جن

جنات کے متعلق میں نے اپنی پچھلی کتاب ''رموز کن فیکون'' میں بھی بہت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے لیکن اس کتاب میں مَیں سات ایسے جنوں کا تذکرہ کروں گا جو بادشاہ جن کہلاتے ہیں۔ یہ تمام جنات اللہ کے پسندیدہ جنات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان کو سمجھانے کے لئے ان کے ساتھ فرشتے مقرر کر دیئے ہیں۔ ان جنات کے نام درج ذیل ہیں۔

1. (ابیض) سفید

دن: اتوار

سیارہ: چاند

فرشتہ: جبرئیل

(روقیائل)

یہ جن قبیلے بانو دانیر الجان جملش سے تعلق رکھتا ہے جو اپنی حکمت، علم اور باطنی فن میں مہارت کے لیے جانا جاتا ہے۔ اس کا پورا نام ابا مرۃ الابیض ابو الحارث مرزبان ہے۔ یہ سلیمانؑ کے دور میں موجود جنوں میں سے ایک ہے۔ یہ مشرقی بادشاہوں میں سے ایک ہے۔ یہ ماسٹر جالیوت کے دائرہ اختیار میں ہے۔ اس کے کنٹرول میں 360 مختلف قبائل کے خاندان ہیں۔ اس کے پاس سونے میں

تبدیلی کا راز ہے اور سورج کے دائرے کے تحت تمام دیگر کام۔ یہ ایک طاقتور اور عظیم خاندان ہے جو اپنی حکمت، علم اور باطنی فن میں مہارت کے لیے جانا جاتا ہے۔ اس کے بچوں میں سے ایک مشہور اور اس کا وارث شہزادہ ذوالکفیل ہے۔ اس کی ایک مشہور بیٹی بھی ہے جس کا لقب خوش قسمتی اور خوشی کا یاقوت ہے۔ اس کا نام زرکاب ہے۔ اس کے پاس سات محل ہیں جو سورج کی حرکت کے ساتھ وابستہ ہیں اور وہ اپنے اختیار کو منظم کرتے وقت ان کے درمیان سفر کرتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ رحمت عالم حضرت محمد ﷺ کی جب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے میزبانی کی تو انہیں اور ان کی آئندہ آنے والی تمام نسلوں (انصار) کو سرور کائنات ﷺ نے دو تحفے عطا کئے۔ ایک نقش مبارک اور دوسرا الابیض (جن) عطا کئے گئے تھے۔ ایک روایت اور بھی ہے کہ جب سرور عالم حضرت محمد ﷺ مکہ سے مدینہ ہجرت کے لئے نکلے اور راستے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غار ثور میں کچھ دیر قیام فرمایا جبکہ حضرت عائشہؓ آپ دونوں کی خیریت کے حوالے سے فکرمند تھیں تب بھی الابیض (جن) نے حضرت عائشہؓ کو ان کی خیریت کی اطلاع دی تھی۔ الابیض کی نگرانی فرشتہ جبرائیلؑ کرتے ہیں۔ انہوں نے سعودی عرب میں رافعہ کے مقام پر رائنہ ایک جگہ ہے وہاں پر حضرت سلمانؑ کی فوج آئی تھی۔ اس دوران فوج کو پانی کی فراہمی کا مسئلہ تھا۔ تب جنات کے اسی گروہ کے سردار ستبر نے حضرت سلمانؑ کے سامنے پانی کی نشاندہی کی اور تین سو کنویں کھود کر دیئے۔ آج بھی وہ کنویں سلامت ہیں لیکن تین سو میں سے صرف بیس میں پانی موجود ہے۔

2 (المذھب) سنہری

دن: اتوار

سیارہ: سورج

فرشتہ: رقیاء

(روقیائل)

3۔(الاحمر) سرخ

دن: منگل

سیارہ: مریخ

فرشتہ: سمسامہ

(سمسمائیل)

احمر کو منگل کا حکمران اور سرخ سیارہ مریخ کہا جاتا ہے۔ اس کا تعلق سرخ رنگ، دھات تانبے یا سرخ مرکری سے ہے اور اس کی نگرانی فرشتہ سماسمائیل کرتا ہے۔ وہ شہزادہ مرہ، جو ابلیس کا بیٹا ہے اور اپنے والد کی فوج کا کمانڈر رہے، کے رہنماؤں میں سے ایک ہے۔ اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ قرین پر بھی حکومت کرتا ہے جو جنات سے متعلق روحوں کی ایک نسل ہے۔

4۔(بورقان) دو بجلیاں

دن: بدھ

سیارہ: عطارد

فرشتہ: میکائل

(میکائیل)

برقان ابو العجائب (عربی: برقان ابو العجائب "دو بجلیاں، عجائبات کا باپ") عطارد کا بادشاہ ہے('Uthoorid)، بدھ کا دن، نیلا رنگ، تانبے کی دھات اور یہ شہر کارنیلیین اور قلعہ سونے کا بھی مالک تھا۔ اس کے تحت پانچ پہاڑی قلعے تھے۔ ہر ایک میں پانچ لاکھ مارد موجود تھے اور وہ اور اس کی قوم آگ کی عبادت کرتے تھے نہ کہ قادر مطلق خدا کی۔ اس کی نگرانی فرشتہ میکائل (میکائیل) کرتا ہے۔ اسے "سیاہ بادشاہ" (الما لک الاسود) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

5۔(سمھورش)

دن: جمعرات

سیارہ: مشتری

فرشتہ: صرفیا`

(صرفیائیل)

اس کی نگرانی فرشتہ صدقیئیل (صرفیائیل Sarfya'il) کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سبز اور سفید کپڑے کو پسند کرتا ہے۔ اس کا جانشین متوکل نامی آدمی ہے۔ اس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام سلطان الکحل (سلطان الکحل "سیاہ سلطان") تھا۔ جب سمہروش کا انتقال ہوا، تو اس نے ایک بیٹی بھی چھوڑی جو ابھی تک زندہ ہے اور عورتوں کو جادوگری کی مشق میں مدد کرتی ہے۔ اسے میلا گوس "سمہوراش" کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کا مطلب ہے دروازوں پر کھڑا ہونے والا، جو شیطان کے پانچویں محل کے دروازوں پر کھڑا ہوتا ہے اور وہ شہزادہ مرہ ''شیطان کے بیٹے'' کا ایک خادم ہے۔

سمہورش کا مراکش کے کچھ علاقوں میں کئی وزیروں، بادشاہوں، اور دیگر روایتی

سول سروس کے افراد کے ہاں ایک ولی کے طور پر احترام کیا جاتا ہے۔اس کی عزت میں ایک مزار موجود ہے جو اسلامی آبادکاری سے پہلے کے دور کا ہے،اور یہ گاؤں ارمود کے نزدیک واقع ہے جو اٹلس پہاڑوں کے نیچے وادیوں میں سب سے بڑا گاؤں ہے۔ یہ ایک قسم کا مقبرہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ اس کی باقیات پر مشتمل ہے جو ایک بڑے پتھر کے نیچے سے کھودا گیا ہے۔ جسے مقامی لوگوں نے سفید رنگ کر دیا ہے اور سبز اور سفید جھنڈوں سے زینت دی ہے۔ اسلامی آبادکاروں کی مدد سے اس کے قریب ایک مسجد تعمیر کی گئی اور تب سے سیدی سمہروش کو ایک جن کے طور پر جانا جانے لگا جس نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملاقات کی اور بعد میں مسلمان ہو گیا۔

6۔(زوبعة)

. دن: جمعہ

. سیارہ: زہرہ

فرشتہ: عینائل

(عنیائیل)

زوبعہ جمعہ کا حکمران، سیارہ زہرہ، سبز رنگ اور دھات لوہا ہے۔اس کی نگرانی فرشتہ عنائیل کرتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ زوبعہ بطن نخلہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پڑھتے ہوئے سننے والے نوجنوں میں سے ایک تھا۔

7۔(میمون)

دن. ہفتہ

سیارہ. زحل

فرشتہ :: کسفیا ئیل

(کسفیا ئیل)

میمون ہفتہ کا بادشاہ ہے، سیارہ زحل (زُحل) کا دن، رنگ سیاہ، دھات سونا اور اس کی نگرانی فرشتہ کسفیا ئیل) کرتا ہے۔ وہ جنات کا واحد بادشاہ ہے جس کے پر ہیں اور حقیقت میں "بادلوں کا میمون" (میمون السحابی ''Maymun as-Sahab") کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆

شق صدر کا معجزہ، واقعہ معراج اور سائنس

کیا یہ تاریخ کا عظیم معجزہ نہیں کہ چودہ سو سال پہلے دنیا کی ایک عظیم ہستی کی اوپن ہارٹ سرجری ہوئی۔ اس اوپن ہارٹ سرجری کے لئے اللہ نے اپنے فرشتے بھیجے اور سوچئے یہ سرجری کس ہستی کی ہوگی جس کے لئے فرشتوں کو بھیجنا پڑا۔ آج سے چودہ سو سال پہلے جب میڈیکل سائنس کا نام ونشان تک نہ تھا۔ اللہ نے اپنے محبوب سرور عالم، محبوب دو جہاں، رحمت اللعلمین حضرت محمد مصطفی ﷺ کے قلب مبارک کو نور کے پانیوں سے دھو دیا۔ ایک لمحے کو تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر ''بیت اللہ'' کے صحن مبارک میں نور کائنات حضرت محمد ﷺ کو بلا بھیجا۔ اب جب رحمت عالم ﷺ وہاں پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے حضرت جبرئیلؑ اپنے دیگر فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اترے اور پھر وہ لمحہ بھی ساتھ آ گیا جس لمحے محبوب خدا حضرت محمد ﷺ کے سینہ مبارک کو چاک کرنا تھا۔ فرشتوں نے اس جگہ کے گرد پردے تان لئے اور درو شریف کا ورد شروع کر دیا۔ آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو چاک کر کے اسے دھونے کے لئے آب

زم زم کے پانیوں کا انتخاب کیا گیا۔حضرت مالک بن انس بر روایت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جب میں مکے میں تھا تو (ایک شب) میرے گھر کی چھت پھٹی، حضرت جبرئیلؑ اترے، انہوں نے میرے سینے کو چاک کیا، میرے دل کو نکال کر آب زم زم سے دھویا، پھر ایمان وحکمت سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت لائے اور اسے میرے قلب میں ڈال دیا۔ پھر میرے سینے کو سی دیا، پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمانی دنیا کی طرف لے کر بڑھے۔'' (صحیح بخاری، 349)

یہ تمام عمل، یہ تمام تیاری ایک عظیم سفر کے لئے کی جارہی تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو ساتوں آسمانوں سے گزار کر سدرۃ المنتہیٰ تک لے جانا تھا۔سرجری کا عمل مکمل ہو چکا تھا اب اگلا مرحلہ آنا تھا، کائنات میں موجود ایک ایک ذرہ سانس روکے بس نور سے بھرا یہ لمحہ دیکھ رہا تھا۔وہ لمحہ جس میں نبی محترم حضرت محمد ﷺ نے معراج کا سفر کرنا تھا۔یہ اپنی طرز کا انوکھا سفر تھا، زمین سے آسمان تک کا سفر، ایسا سفر جو ان سے پہلے کسی کے نصیب میں نہیں آیا تھا۔زمین سے آسمانوں تک کے اس سفر میں بہت کچھ دیکھنا تھا، ستارے، سیارے، گیلکسیز ، چاند، زمین اور آسمانوں کے درمیان کشش ثقل کے درجے، ان سب کو عبور کر کے ہی اس حسین ترین مقام پر پہنچنا تھا، جہاں پر خالق کائنات نے آپ ﷺ کو بلایا تھا۔روشنیوں کے اس سفر کا آغاز ہو چکا تھا۔ پہلے آسمان سے ساتویں آسمان تک کا ایک عظیم سفر ہو رہا تھا۔محبوب خدا حضرت محمد ﷺ کے قلب اطہر میں سونے کا طشت ڈالا جا چکا تھا، ان کے قلب میں وہ توانائی بھری جا چکی تھی جو اس سفر کے لئے ضروری تھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو آسمانوں پر بلانے کے لئے جس

سواری کا انتظام کیا تھا، وہ براق تھی، جس کے اندر اتنی طاقت تھی کہ وہ آپ ﷺ کو ساتویں آسمان تک لے کر جاسکتی تھی۔اب سوچیں کہ فرشتے بھی آسمانی تھے۔ براق بھی آسمانی اور یہ سب زمین پر موجود اللہ کے محبوب حضرت محمد ﷺ کو لے کر جا رہے تھے اور محبوب بھی وہ جن کی خاطر اس پوری کائنات کو تخلیق کیا گیا تھا۔ان آسمانی سواریوں میں ہی اتنی طاقت تھی کہ وہ بغیر کسی رکاوٹ کے حضور ﷺ کو آسمانوں تک لے جاتے۔خالق کائنات نے اپنے محبوب کو خصوصی مہمان کو حیثیت سے آسمانوں پر بلایا تھا۔

اللہ نے رحمت اللعلمین کو زندہ آسمانوں پر بلا کر یہ دکھا دیا تھا کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔اللہ چاہے تو دل کی جگہ اپنے بندے کے سینے میں نور سے بھرا طشت رکھ سکتا ہے، اللہ چاہے تو موت کا ذائقہ چکھائے بغیر بھی ساتویں آسمان تک اپنے بندے کو پہنچا سکتا ہے اور بندہ بھی وہ جو نبی آخری الزماں ہو۔واقعہ معراج کے کئی سو سال بعد سائنسدانوں نے اس پر بہت تحقیق کی اور بالا آخر انسان نے چاند اور خلاء تک رسائی حاصل کر لی۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ پیغام دیا تھا کہ وہ چاہے تو وہ بھی یہ سب کر سکتا ہے۔وہ انسان جو غور و فکر کرتے ہیں انہوں نے خلاء تک جانے کے لئے خلائی راکٹ اور خلائی اسٹیشن تک تعمیر کر لئے اور خلاء میں پہنچ گئے لیکن ایک خاص حد سے آگے وہ بھی نہیں جا سکے۔خلاء سے بھی بہت آگے آسمانوں، ستاروں، سیاروں کی ایک دنیا ہے جہاں پہنچنا انسان کے لئے تو ابھی ناممکنات میں سے ہے۔اب ذرا سوچیں کہ اللہ نے سرور کائنات کو کیسے لمحوں میں آسمانون تک پہنچا دیا۔آیئے! ذرا اس فاصلے کا اندازہ لگاتے ہیں۔

ایک نوری سال میں تین کروڑ پندرہ لاکھ ستاون ہزار چھے سو سیکنڈ ہوتے ہیں اور

روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیالیس ہزار دو سو بیاسی میل کا فاصلہ طے کرتی ہے۔ اگر ایک سال میں روشنی کی رفتار سے سفر کیا جائے تو 59 کھرب میل کا فاصلہ بنتا ہے۔ احادیث کی روشنی میں خلاء سے آسمان اور پھر ہر آسمان کا درمیانی فاصلہ پانچ سو نوری سال بنتا ہے۔ یعنی پینتیس سو نوری سالوں کا سفر ہے جب ایک نوری سال کا فاصلہ ساٹھ کھرب کے قریب ہے تو جب ہم پینتیس سو کھرب کو ساٹھ کھرب سے ضرب دیں تو حساب کی دنیا میں شاید اعداد و شمار ہی ختم ہو جائیں۔ اللہ اس کائنات کا مالک ہے اور اپنے محبوب کو اپنے پاس بلانا اس کے لئے تو گویا لمحوں کی داستان تھی۔ لیکن اکثر طالب علم یہ سوال کرتے ہیں کہ اللہ نے نبی آخری الزماں حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلانے کے لئے ان کے سینہ مبارک کو کیوں چاک کیا؟ آخر ان کی اوپن ہارٹ سرجری کی ضرورت کیا تھی؟ اللہ انہیں ایسے بھی تو سفر معراج پر لے جا سکتے تھے۔ اس کا جواب میرے خیال میں تو یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں رب کا دیدار ہوا تھا اور رب کائنات کی تجلی کی ایک جھلک حضرت موسیٰؑ برداشت نہیں کر پائے تھے سو سرور کائنات کے سینے میں اتنی طاقت اسی لئے بھری گئی تھی کہ وہ رب کائنات کو روبرو دیکھ سکیں۔ آپ رب کائنات کی وسعت کا اندازہ لگائیں اور پیارے حبیب رحمت عالم حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رتبے کا اندازہ لگائیں جن کے لئے یہ کائنات تخلیق کی گئی ہے۔

☆☆☆☆

خدا کی روح کیا ہے؟

خدا کی روح وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔ ''نکولا ٹیسلا''

نکولا ٹیسلا نہ صرف ایک بہت نامور موجد بلکہ علم روحانیت سے بھی واقف تھا۔ ٹیسلا کا ماننا تھا کہ اس پوری کائنات میں انرجی پھیلی ہوئی ہے اور اس انرجی نے کائنات کی تمام چیزوں کے درمیان ایک رابطہ بنا رکھا ہے۔ ٹیسلا کی دریافت کردہ انرجی جسے ہم الیکٹرسٹی کہتے ہیں۔ اس انرجی کا ایک چھوٹا سا ذرہ ہے۔

ٹیسلا کہتا تھا کہ اگر اس انرجی کے متعلق ہم میں سے ہر شخص آگاہ ہو جائے تو دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں رہے گی جہاں اندھیرا ہو گا۔ دنیا کے ہر شخص کے پاس اپنی اتنی انرجی ہو گی کہ مرتے دم تک اسے کسی اور انرجی کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اب ٹیکسلا یہ بھی کہتا تھا کہ یہ انرجی سائنس سے نہیں مل سکتی۔ کوئی اور روحانی قوت ہے جو یہ انرجی مہیا کر سکتی ہے۔ اپنے کئی انٹرویوز میں ٹیسلا یہ دعویٰ کر چکے تھے کہ وہ یہ راز جان چکے ہیں۔ پوری کائنات میں پھیلی یہ انرجی انسان کے پاس اگر ایک دفعہ آ جائے تو وہ اس انرجی کی مدد سے اپنے کئی مسئلے حل کر سکتا ہے۔ ٹیسلا کہتے تھے کہ اس انرجی کا راز تنہائی میں پوشیدہ ہے۔ اگر کوئی شخص اس انرجی کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس چاہیے کہ تنہائی میں اپنے خالق سے رابطہ استوار کرے اور یہی رابطہ اسے

وہ انرجی دلوا دسکتا ہے۔ٹیسلا کو یقین تھا کہ کائنات کے رازوں کوآپ انرجی، وائبریشن اور فریکوینسی کے ذریعے معلوم کر سکتے ہیں اور یہی وہ تین چیزیں ہیں جو آپ کو خالق کائنات سے ملوا سکتی ہیں۔ جو اس پوری کائنات میں انرجی کی صورت میں رہ کر اس پوری کائنات کو کنٹرول کرتا ہے۔اسی انرجی کو اس نے روح کہا۔

قرآن میں روح کا ذکر اکیس مرتبہ آیا ہے۔قرآن میں روح کو روح القدس اور روح الامین کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔قرآن میں روح کا لفظ اللہ کی ذات کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جیسے''وہ روح جو اس نے آدمؑ میں ڈالی تھی''۔

''اور جب اس میں میں اپنی روح ڈال دی''

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو روح اور نفس عطا کئے۔نفس انسان کے جسم پر حاوی ہو جاتا ہے جب وہ اپنی روح کو اپنی خواہشات کے پیچھے بھگا کر پامال کر دیتا ہے۔ جب روح آلودہ ہو تو انسان کی سوچ بھی منفی ہو جاتی ہے جس کے باعث وہ اچھے برے میں فرق بھی نہیں کر پاتا جبکہ مثبت سوچ مثبت انرجی کو فروغ دیتی ہے۔ یہ مثبت انرجی ہمیں عبادت سے بھی ملتی ہے۔مختلف تہذیبوں میں عبادات کی شکلیں مختلف ہیں لیکن اسلام میں ایک اللہ کی عبادت کو کامیابی کا ذریعہ کہا گیا ہے۔اسی لئے اسلام میں بہت سے ایسے ورد اور وظائف ہیں جن کو مسلسل دہرانے سے آپ کے وجود کے گرد نیگیٹو انرجی کی لہریں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ان قرآنی آیات کے مستقل استعمال سے ہم کینسر جیسی بیماری کو بھی شکست دے سکتے ہیں۔ جدید ریسرچ کے مطابق لکومیا کے سیلز کو جب ان فریکوینسیز سے گزارا گیا تو حیرت انگیز طور پر یہ کم ہوئے تھے۔قرآن پاک میں موجود سورہ رحمٰن کو ہیلنگ

سورہ بھی کہتے ہیں۔اس سورہ میں کینسر سمیت کئی بیماریوں کا علاج موجود ہے۔اس سلسلے میں سورہ رحمٰن پر ایک ریسرچ کی گئی تو معلوم ہوا کہ سورہ رحمٰن کی فریکوئنسی باقی تمام سورتوں کی فریکوئنسی سے زیادہ ہے۔جس کی خاص وجہ اس سورہ میں اکتیس بار دہرائے جانے والی آیت ہے۔

''تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔''

سورہ رحمٰن کی فریکوئنسی ایک ہزار ایک سو گیارہ ہرڈز بنتی ہے۔لیکن جب اس ایک آیت پر تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس آیت کو ہر بار پڑھنے پر فریکوئنسی ایک ہزار ایک سو گیارہ ہرڈز بنتی ہے۔اب اگر ایک ہزار ایک سو گیارہ کو اکتیس سے ضرب دیں تو بتیس ہزار دو سو انیس ہرڈز فریکوینسی ملتی ہے۔اب اگر ایک کینسر کے مریض کو سورہ رحمٰن بار بار سنائی جائے تو اس میں موجود فریکیونسی کی وجہ سے کینسر کے سیلز ختم ہونے لگتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں سورہ رحمٰن کو سب سے بہترین میڈیسن قرار دیا گیا ہے۔نیکولا ٹیسلا کائنات کی فریکوئنسی کے یہ راز جان گیا تھا۔

☆☆☆☆

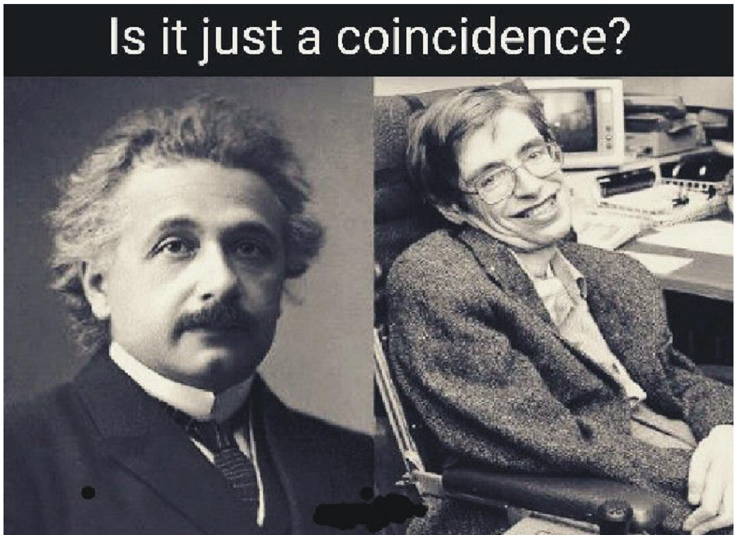

آئن سٹائن، سٹیفن ہاکنگ اور اللہ

البرٹ آئن سٹائن اور سٹیفن ہاکنگ دونوں ہی بہت نامور سائنسدان ہیں۔آئن سٹائن کی تھیوری آف ریلٹوٹی اس کی پہچان ہے توسٹیفن ہاکنگ نے بلیک ہول کا تصور دنیا کو دیا۔آئن سٹائن خدا کو مانتے تھے جبکہ سٹیفن ہاکنگ لادین تھے۔آئن سٹائن خدا کو مانتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ روشنی جب ہم سے اربوں سال پہلے کائنات میں آچکی تھی جبکہ ہمیں اس زمین پر اترے لگ بھگ تین لاکھ سال ہونے کو آئے ہیں تو ہماری آنکھیں اس روشنی سے مانوس کیوں ہیں جو ہم سے ایک دو نہیں بلکہ اربوں سال پہلے وجود میں آچکی تھی۔تیرہ ارب سال پہلے بگ بینگ ہوا یعنی کائنات کا آغاز ہوااوراس نے نوے کروڑ سال بعد پہلا روشنی کا ذریعہ بنااور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سمجھ لیں لگ بھگ تیرہ ارب سال بعد انسان کی

اس کائنات میں آمد کے سفر کا آغاز ہوا اب جب ہم اپنے آپ کسی اتفاقی حادثے کے نتیجے میں بنے ہوتے تو ہمارے پاس آنکھیں بھی نہیں ہونی چاہیے تھیں کیونکہ ہمارے وجود کو کیسے پتا چلا کہ اربوں سال پہلے روشنی کا ذریعہ وجود میں آچکا تھا اور اسے دیکھنے کے لئے آنکھیں ہونی ضروری ہیں اور ہماری آنکھیں بھی صرف لائٹ کو دیکھنے کے لئے ہی بنی ہیں اور دوسری طرف سٹیفن ہاکنگ خدا کو کئی وجوہات کی بناء پر نہیں مانتا۔ اس میں سے ایک چھوٹی سی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی نے ہمیں صرف اس زمین پر رہنے کے لئے تخلیق کیا ہے تو ہماری سوچ سے بڑی دنیا کیوں بنا دی ؟اور اگر اتنی بڑی دنیا بنا ہی دی تو اس دنیا میں کہیں بھی جانے کی آزادی ہوتی۔ بلیک ہول کے اندر جا کر تو وقت کا تصور ہی ختم ہو گیا تو خدا کے پاس کہاں سے وقت آیا کہ وہ انسان کو تخلیق کریں۔ وہ کائنات میں پھیلے وسیع اس نظام کو دیکھ کر بھی نہیں سمجھ پایا کہ یہ کائنات اپنی مرضی سے نہیں چل رہی۔ بلیک ہول، بگ بینگ، ان دونوں کے اردگرد پھیلی کہکشاؤں کے نظام میں سے اٹھتی کہانیاں بھی سٹیفن ہاکنگ کے خدا کے تصور کو نہ بدل پائیں۔

☆☆☆☆

اللہ نے گھوڑے کی قسم کیوں کھائی ہے؟

وَالعٰدِیٰتِ ضَبحًا ۝

ان سرپٹ دوڑتے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ اٹھتے ہیں

فَالمُورِیٰتِ قَدحًا ۝

پھر (پتھروں پر نعل) مار کر آگ نکالتے ہیں

فَالمُغِیرٰتِ صُبحًا ۝

پھر صبح کو چھاپہ مارتے ہیں

فَاَثَرنَ بِهٖ نَقعًا ۝

پھر اس میں سے گرد اٹھاتے ہیں

فَوَسَطنَ بِهٖ جَمعًا ۝

پھر اس وقت دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی سورۃ العٰدیٰت میں گھوڑوں کی قسم کھائی ہے۔گھوڑا اللہ تعالیٰ کی بہترین تخلیق ہے۔اللہ تعالیٰ نے دشمن کی طرف دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے۔وہ کیا ہے؟ تحقیق کے مطابق ایک ایسی صفت جو اسے لمبے سفر میں بغیر تھکے دوڑنے میں مدد دیتی ہے وہ اس کی بے مثال طاقت ہے۔اللہ نے گھوڑے

کے پھیپھڑے کو ایک سانس میں پانچ لیٹر ہوا کھینچنے کی طاقت عطا کی ہے اور ایک گھوڑا فی منٹ بارہ سانسیں لیتا ہے۔ گھوڑے کا پھیپھڑا ایک منٹ میں پانچ لیٹر ہوا کھینچتا ہے۔ دنیا میں سب سے مضبوط پھیپھڑا گھوڑے کا ہے۔

☆☆☆☆

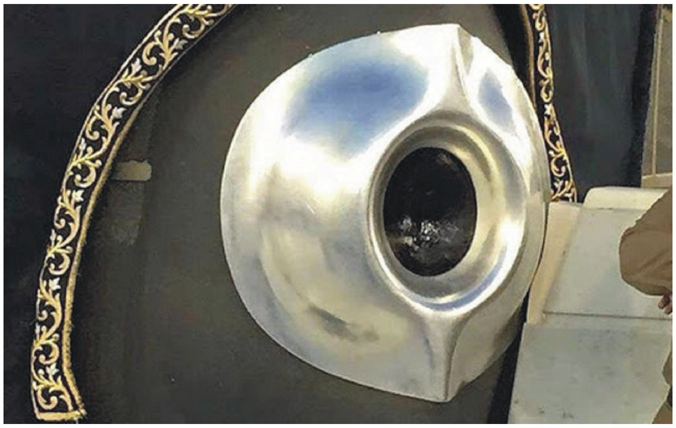

سائنس، حجرِ اسود اور کعبے کا طواف

سورہ البقرہ

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا - وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ
اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى - وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ
لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○ (۱۲۵)

اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا اور (اے مسلمانو!) تم ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل کو تاکید فرمائی کہ میرا گھر طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے خوب پاک صاف رکھو۔

پروفیسر لارنس ای جوزف نیو میکسیکو کی ایرو سپیس کنسلٹنگ کارپوریشن بورڈ کے

چیئر مین ہیں۔انہوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں اور نیو یارک ٹائمز،سیلون ڈاٹ کام،فیملی سرکل اور ڈسکور جیسے بڑے اخباروں اور میگزینز کے لئے لکھا۔اب پروفیسر صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے بڑے قرض دار ہیں کیونکہ نمازیں وقت پر قائم ہونے اور کعبے کا طواف ہونے سے سوپر کنڈ یکٹر قائم رہتا ہے۔

امیر یکینا لکھتے ہیں کہ مسلمان اگر زمین پر نمازیں قائم کرنا بند کر دیں اور کعبے کا چکر مطلب کعبے کا طواف روک دیں تو زمین کا چکر رک سکتا ہے کیونکہ سوپر کنڈ یکٹر جو بلیک سٹون کے مرکز پر قائم ہے الیکٹرو میگنیٹک لہروں کو پھیلانے میں کامیاب نہیں ہو گا۔ یہ ریسرچ آگے چل کر اور بھی دلچسپ ہو رہی ہے۔ پندرہ یونیورسٹیز کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق حجر اسود ''بلیک سٹون'' ایک شہابی پتھر ہے۔جس میں بہت زیادہ مادہ موجود ہے جو موجودہ سٹیل کے مقابلے میں تئیس ہزار گنا زیادہ ہے۔کچھ ماہر فلکیات کے مطابق انہوں نے زمین سے آسمان کی طرف جاتی روشنیاں دیکھیں، پھر کچھ عرصے بعد تحقیق سے ثابت ہوا کہ وہ تمام روشنیاں جو آسمان کی طرف جا رہی تھیں یہ سب کعبہ سے نکل رہی تھیں۔سوپر کنڈ یکٹر حجر اسود ہے جو کہ ایک مائیکروفون کی طرح کام کرتا ہے اوراس کی براڈ کاسٹ رینج کئی میل تک ہیں۔

یہ ریسرچ ہم مسلمانوں کے لئے اس لئے بھی اہم ہے کہ یہ ایک غیر مذہب کی ریسرچ ہے اور بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ خانہ کعبہ کا ہم انسانوں سے زیادہ فرشتے طواف کرتے ہیں اور اگر انسانوں کا طواف رک بھی جائے تو فرشتوں کا طواف نہیں رک سکتا اور قیامت تک ایسے ہی جاری رہے گا۔حجر اسود کیسے ایک سوپر

کنڈیکٹر کا کام کر رہا ہے اور کعبے کا طواف زمین کا توازن برقرار رکھے ہوئے ہے۔
اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کعبے کا طواف تو کرونا کے دنوں میں نہیں ہوتا تھا اور سعودی حکومت نے چند ایک بار اور بھی چند وجوہات کی بناء پر طواف پر پابندی لگائی تھی اب کیا اس وقت زمین کا توازن بگڑ گیا تھا۔ ایسے لوگ ظاہر کی بات کرتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ کعبہ کا طواف تو کبھی رکا ہی نہیں، ہم انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات بھی طواف کرتی ہیں لیکن ہم انہیں دیکھ نہیں پاتے، ایک غیر مذہبی شخص اگر کعبے کے طواف اور حجر اسود کی اہمیت کو سمجھتا ہے تو ہم مسلمانوں کو عقل وشعور کے دروازے کھول دینے چاہئیں اور طواف کعبہ کی روح کو سمجھنا چاہیے کیونکہ یہی دین کا تقاضا ہے۔

☆☆☆☆

روسٹ نبیولا اور سورہ رحمٰن

فَاِذَا انۡشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ وَرۡدَةً كَالدِّهَانِ ۝

اور پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ سرخ چمڑے کی طرح جائے گا۔

سورہ رحمٰن کی اس آیت میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ کچھ عرصے پہلے تک تو انسان ایسے کسی منظر کو تصور میں ہی لا سکتا تھا لیکن اب ناسا نے پانچ سال کے فاصلے پر آسمان کے ایک حصے کی تصویر جاری کی جو سرخ گلاب کے پھول کی آئل پینٹنگ لگتی ہے۔ آسمان کے اس حصے میں نئے ستارے جنم لیتے ہیں۔ گیسز کے مسلسل دھماکوں، سٹارڈسٹ اور ریڈیشن کی وجہ سے یہ علاقہ آئل پینٹڈ گلاب جیسا لگتا ہے۔ اس کائنات کا خالق چودہ سو سال پہلے کیسی مکمل منظر کشی کر رہا ہے کہ آسمان پھٹ کر ایسا ہو جائے گا۔

☆☆☆☆

جھوٹوں کی شناخت کا
سائنسی فارمولا اور قرآن

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝

وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو باتیں تم سینوں میں چھپاتے ہو ان کو بھی۔

(سورہ غافر آیت 19)

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ عادی جھوٹے اور چالاک مجرم اپنے جرائم پر پردہ ڈالنے کے لئے جھوٹ بولنے کی بہترین اداکاری کر سکتے ہیں اور اکثر یہ اداکاری اس قدر بہترین ہوتی ہے کہ سامنے والا بھی ان کے جھوٹ پر یقین کر لیتا ہے۔ مجرموں پر تحقیق کرنے والے ادارے کی ایک رپورٹ کے مطابق بعض مجرم تو جھوٹ بولنے کے دوران اپنے جسمانی اعضاء کی حرکات کو اس قدر مہارت کے ساتھ کنٹرول کرتے ہیں کہ جھوٹ پکڑنے والے سائنسی آلات (Lie Detector) تک کو دھوکہ دے جاتے ہیں لیکن جب بھی کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس کی آنکھوں کے کالے دائرے پھیل جاتے ہیں۔ اس لئے تحقیقاتی ادارے اب آئی اسکینرز کو بھی جھوٹ پکڑنے کے لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ آنکھوں سے ان کا جھوٹ پکڑا جا سکے۔

اب آتے ہیں قرآن کی طرف جو یہ بات ہمیں چودہ سو سال پہلے بتا چکا ہے۔ قرآن کی اس آیت میں آنکھوں کی خیانت یعنی فراڈ کا ذکر ہے اور لوگ چاہے جتنا مرضی جھوٹ بولیں، جھوٹ بولتے وقت ان کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں اور جھوٹ پکڑا جاتا ہے۔

قربان جائیں اس الہامی کتاب میں موجود نشانیوں پر جو چودہ سو سال پہلے ہمیں وہی کچھ بتا رہی ہیں جس کا اعتراف آج کی سائنس کر رہی ہے۔

☆☆☆☆

خلاء میں سب سے دور جانے والی چیزیں

پانچ ایسی چیزیں ہیں جو خلاء، میں بہت دور جا چکی ہیں۔

1۔ New Horizon یہ 8.7 بلین کلومیٹر دور جا چکا ہے۔ اسے 2006 میں لانچ کیا گیا تھا تاکہ پلوٹو اور کائپر بیلٹ تک رسائی حاصل کی جا سکے۔

2۔ Pioneer11 یہ 16 بلین کلومیٹر دور جا چکا ہے۔ یہ پہلا سپیس شپ ہے جو سیٹرن تک گیا اور سیٹرن کے بادلوں کے ٹاپ سے بیس ہزار کلومیٹر اندر تک گزرا۔

3۔ Pioneer10 یہ 20 بلین کلومیٹر دور تک جا چکا ہے۔ یہ پہلا سپیس کرافٹ تھا جو جوپیٹر تک پہنچا۔

4۔ Voyager2 اس نے حالیہ برسوں میں pioneer10 کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

5۔ Voyager1 انسان کا بنایا ہوا ایک ایسا سپیس کرافٹ جو آسمان سے چوبیس کلومیٹر دور سولر سسٹم کی حدود کو کراس کر کے انٹرسیلر سپیس تک پہنچ چکا ہے۔ یہ دوری لگ بھگ سورج اور پلوٹو کے درمیان دوری کا چار گنا ہے۔

☆☆☆☆

کیا یہ کائنات ایسے ہی چل رہی ہے؟

سورۃ الرحمٰن

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۝ (۳۳)

تو (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا دل دن میں کتنی مرتبہ دھڑکتا ہے؟ چلیں میں کچھ فگرز شیئر کرتا ہوں۔ایک تحقیق کے مطابق ہمارا دل روزانہ ایک لاکھ مرتبہ دھڑکتا ہے اور ایک لاکھ مرتبہ دھڑکنے سے روزانہ دس ہزار لیٹر خون ہماری شریانوں میں گردش کرتا ہے۔ ہماری ان شریانوں کو اگر جوڑا جائے تو ایک لاکھ کلومیٹر بنتا ہے یہ زمین کے ڈھائی چکر بن جائیں اور ان ساری شریانوں میں خون کیا خود بخود گردش کرتا ہے؟۔

ہمارے گردے روزانہ 25 مرتبہ ڈائیلاسز کرتے ہیں۔اب اگر کسی کے گردے کا ڈائیلاسز ہو تو ایک ڈائیلاسز کی قیمت 3500 سے چار ہزار تک ہے۔اب ہم

25 کو چار ہزار سے ضرب دیں تو ایک لاکھ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایک لاکھ کی ڈائیلاسز روزانہ مفت میں کر دیتا ہے ورنہ ڈائیلاسز کروانے جاؤ تو تکلیف کاٹنی پڑتی ہے اور وقت لینا پڑتا ہے اور ہمارا مہربان رب ہم پر یہ نعمت روزانہ نازل کرتا ہے اور ہم اس کا شکر بھی ادا نہیں کرتے۔ کیا آپ کے خیال میں یہ سارا عمل خود بخود ہو رہا ہے؟۔ کیا زمین و آسمان کی ساری مخلوقات مل کر دل چلا سکتی ہے؟ ہاں ڈاکٹرز کوشش کرتے ہیں لیکن پھر آخر میں بعض اوقات دل چل رہا ہوتا ہے لیکن جان نکل جاتی ہے۔

ہمارے پھیپھڑے روزانہ 23000 مرتبہ سانس اندر کھینچتے ہیں اور 23000 مرتبہ باہر نکالتے ہیں۔ یہ آکسیجن پورے جسم کے ہر خلیے تک پہنچتی ہے اور ہمارے جسم میں خلیوں کی تعداد Hundred Trillion ہے اور ایک ٹریلین Thousand billion (ہزار ارب) کے برابر ہے، اس کی مثال آپ یوں لے سکتے ہیں جیسے انگلینڈ جیسے تیس ملک ہوں اور وہ تیس کے تیس ملک درختوں سے بھرے ہوئے ہوں اور ہر درخت کے دس ہزار پتے ہوں اور اب وہ سارے پتے گنے جائیں تو ہی خلیوں کی اصل تعداد کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ اتنے ڈھیروں خلیوں تک آکسیجن پہنچتی ہے اور رب کائنات روزانہ ہمارے خلیوں کو یہ خوراک پہنچاتا ہے۔ ہر خلیہ ایک مکمل فیکٹری ہے، ایک پورا نظام اس خلیے میں موجود ہے۔ ہر خلیہ اپنی خوراک خود تیار کرتا ہے، آکسیجن اس تک پہنچ رہی ہے، تمام شریانوں کے ذریعے خون اس تک پہنچ رہا ہے تو یہ سارا نظام کیا خود بخود چل رہا ہے؟۔

ہماری آنکھیں روزانہ بارہ ہزار مرتبہ جھپکتی ہیں۔ اگر ہم اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے بارہ ہزار مرتبہ رگڑا دیں تو ہمارے ہاتھ کی کھال اتر جائے، ہماری آنکھیں

کتنی نازک ہیں اب اتنی بار جھپکنے سے ہماری آنکھوں کو تکلیف اس لئے نہیں ہوتی کیونکہ ہماری آنکھوں کے درمیان ایک ایسا لیکوئیڈ مادہ موجود ہے جو آنکھوں کو تکلیف سے بچاتا ہے۔وہ لیکوئیڈ ہماری آنکھوں میں ایک مناسب مقدار میں موجود ہے، وہ تھوڑا سا زیادہ ہو جائے تو ہماری آنکھوں سے آنسو نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی ہمارے گلے میں جو تھوک ہے، اگر اس کی مقدار زیادہ ہو جائے تو رال ٹپکنی شروع ہو جاتی ہے، بعض لوگوں کو اس کی بیماری بھی ہو جاتی ہے، ایسے ہی اگر تھوک کی مقدار کم ہو جائے تو شاید ہم بول نہ سکیں۔ کیا یہ سب کچھ ہم خود کر رہے ہیں، ہم اپنی کوشش سے تو کچھ بھی نہیں کر سکتے، اگر ہم کہیں کہ ہم نے بارہ ہزار مرتبہ پلکیں جھپکا کر دیکھنی ہیں، ہم تھک جائیں گے، ہم نہیں کر پائیں گے۔ لیکن وہ ہمارا رب ایک نظام کے تحت ہم سے یہ سب کروا رہا ہے جس میں ہماری شعوری کوشش کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ پھر ہماری پلکوں کے اوپر بال ہیں، کھال میں سے ناخن نکل رہے ہیں، اب سوچنے کی بات ہے، گوشت میں ایسا کون سا مواد ہے جو ناخن بنا رہا ہے، پھر کھال میں سے دانت نکل رہے ہیں پھر کھال میں سے داڑھی اور مونچھوں کے بال نکل رہے ہیں، اب بندہ حیران کہ یہ سب گوشت میں سے نکل رہا ہے، اب گوشت میں سے اتنا کچھ کیسے نکل سکتا ہے؟۔ اب ان سب میں سے دیکھیں کہ ناخن اور ہمارے سر کے بال بڑھتے ہیں لیکن ہمارے دانت نہیں بڑھتے، کسی نے تو دانتوں کو مزید اگنے اور بڑھنے سے روک رکھا ہے۔ کیا یہ سب چیزیں ایسے ہی چل رہی ہیں؟۔

ہمارے دماغ میں دس ارب خلیے ہیں۔ اب ان خلیوں کے جو رابطے ہیں وہ Hundred Trillion ہیں۔ ہمارے دماغ میں ایک منٹ میں دس لاکھ چین

ری ایکشنز ہوتے ہیں جن کی وجہ سے دماغ کام کرتا ہے۔اگران رابطوں میں سے ایک رابطہ بھی کم ہوجائے تو ہمارا دماغ کام نہیں کرسکتا۔تو کیا دماغ کے ان خلیوں کا رابطہ خود بخود ہورہا ہے؟۔

اب انسان اپنی پیدائش پرغور کرے کہ انسان پیدا کس سے ہوا؟انسان منی کے ایک قطرے سے پیدا ہوا،اب اس منی کے ایک قطرے میں ایک کروڑ بیس لاکھ سپرمز موجود ہیں۔ ہرمنی کے قطرے میں اتنی طاقت موجود ہے کہ ایک کروڑ بیس لاکھ انسان اس سے پیدا ہو سکتے ہیں۔اب اس میں سے ایک سپرم ماں کی اوری میں جاتا ہے،فرٹیلائزیشن ہوتی ہے اور حمل ٹھہرتا ہے، اب اس ایک سپرم کو کون راستہ دکھاتا ہے؟ کیا یہ بھی سب خود بخود ہورہا ہے؟۔

ہم نے روبوٹس اور مصنوعی انسان تو بنالئے مگر ہم تو انسان کے ناخن جیسا اصلی ناخن بھی نہیں بنا سکے، باقی اعضاء کی تو ہم کیا ہی بات کریں۔ایک منی کے قطرے میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ وہ مکمل انسان بن کر اس کی پیدائش ہوئی، کیا یہ سب بھی کسی کی اتھارٹی کے بغیر ہورہا ہے؟۔

انسان کے دل،گردے،پھیپھڑے، اور دماغ کے نظام پر صرف آج کا انسان نہیں بلکہ ہزاروں سال پہلے کا انسان بھی غور کر رہا ہے۔ یہی غور وفکر اسے اس طاقت کی طرف لے جاتا ہے جوان سب کا خالق ہے، جو یہ سارا نظام کنٹرول کر رہا ہے، وہ ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور انسان کائنات کے رازوں پر غور وفکر کر کے ہی اللہ کا قرب حاصل کرسکتا ہے۔

☆☆☆☆

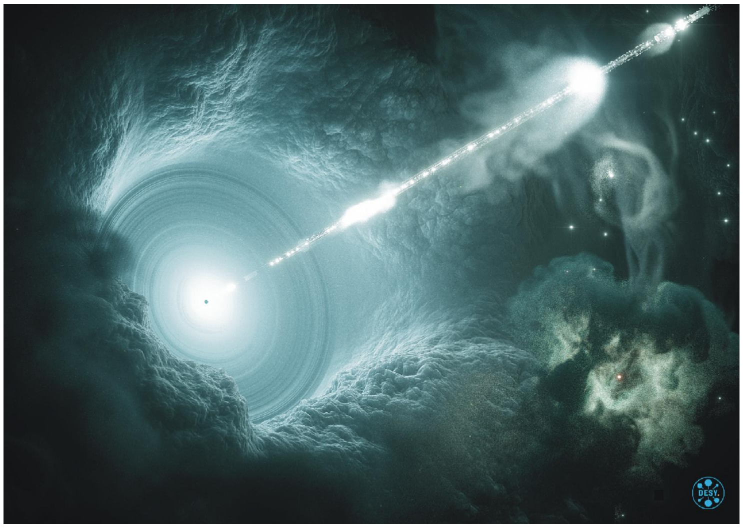

Neutrenoes گھوسٹ پارٹیکلز (Ghost Particles) یا جنات

سورۃ الرحمٰن

يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا-لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ۚ (۳۳)

اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمینوں کے کنارے سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، جہاں تم نکل کر جاؤ گے وہاں اسی کی سلطنت

ہے۔

جنات اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق ہے جو انسانوں کی طرح ہی عقل و شعور رکھتی ہے مگر انسانوں جتنی سمجھدار نہیں۔ یہ مخلوق ہمارے ساتھ ہی اسی دنیا میں رہتی ہے مگر ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔لفظ جن کا بنیادی طور پر مطلب بھی چھپی ہوئی مخلوق ہے۔ابلیس (شیطان) بھی ایک جن ہے جو اپنے چیلوں کے ساتھ ہر وقت انسان کو گمراہ کرنے میں مصروف رہتا ہے۔جنوں کی تخلیق کا عمل انسانوں سے پہلے مکمل ہو چکا تھا اور جن انسان سے پہلے اس دنیا میں آئے تھے۔کتنا پہلے اس بارے میں کوئی حتمی رائے نہیں دی جاسکتی۔لیکن ان کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ سائنس جنوں کی موجودگی کے حوالے سے کوئی حوصلہ افزا رائے نہیں رکھتی کیونکہ سائنس تو کسی بھی وجود کی موجودگی کی ٹھوس دلیل مانگتی ہے، وہ سائنسی تجربات کی بنیاد پر کسی بھی مخلوق کی موجودگی ثابت کرتی ہے۔اب جن تو نظر نہیں آتے تو سائنسی حوالوں سے جو چیز نظر نہیں آتی وہ وجود نہیں رکھتی۔ اب جیسے اللہ تعالیٰ، جنت، دوزخ، جن اور ایسے ہی اور بہت کچھ ہے جن کے ہونے سے سائنس انکار کر چکی ہے۔اب یہ سب غلط تو ہے کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر چیز نظر بھی آئے کیونکہ ہر چیز ہماری آنکھ کی فریکوئنسی کے مطابق نہیں ہوتی۔اب موبائل فون کے سگنلز ہیں یا پھر سورج کی خطرناک شعائیں یہ ہم دیکھ تو نہیں سکتے تو کیا ہم ان کے وجود سے بھی انکاری ہو جائیں۔

سورہ جن
سورہ رحمٰن

سائنسدانوں کی حالیہ ریسرچ کے مطابق جنات جیسی وہ مخلوق جو نظر نہیں آتی انہیں سائنس کی دنیا میں `Neutrenoes` Ghost Particles کا نام دیا گیا ہے۔ یہ جنات کی طرح ہماری نظروں کے آس پاس تو ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے، یہ بہت چھوٹے ہوتے ہیں یعنی کہ ہر چیز کی بنیاد جیسے ہوتی ہے۔ سائنسدانوں کا ماننا ہے کہ یہ انرجی یا کسی فورس کی صورت انسانی جسم میں نہ صرف داخل ہو سکتے ہیں بلکہ کسی بھی حصے کو مفلوج بھی کر سکتے ہیں۔ یہ انسانی سوچ پر بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں اور کسی دوسری شکل میں بھی آ سکتے ہیں جیسے کتے بلی وغیرہ۔ اسلامی روایات کے مطابق جنات کی اولاد کی تعداد کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ ان کی رسائی پہلے آسمان تک ہے اور سائنسی تحقیق یہ بھی کہتی ہے کہ Hundred Trillion کے قریب Neutrenoes ہمارے جسم کے قریب سے ہر وقت گزر رہے ہیں اور خلاء میں بھی بے تحاشا تعداد میں موجود ہیں۔

23 فروری کو جاپان کی Neutrenoe Observatory نے Supercomecomy میں جو سطح زمین سے ایک ہزار میٹر نیچے موجود ہے ان کا پہلی بار تجزیہ کیا گیا جس کے نتیجے میں یہ انکشاف ہوا کہ کسی بڑے دھماکے کے نتیجے میں یہ پیدا ہوئے یا پھر انہیں تخلیق کیا گیا مگر ہم ابھی تک یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کیا کر سکتے ہیں۔ یہ روشنی کی رفتار سے ہر لمحہ زمین اور خلاء میں سفر کر رہے ہیں اور یہ اپنی شکل بدلنے کے ساتھ ساتھ مختلف Diamnensions میں بھی جانے کی

صلاحیت رکھتے ہیں۔
دوسرے لفظوں میں یہ تمام تر خصوصیات تو جنات میں پائی جاتی ہیں جو نہ صرف انرجی کی صورت میں ہمارے جسم میں داخل ہو سکتے ہیں بلکہ اپنی دنیا سے نکل کر ہماری دنیا میں با آسانی کسی دوسری شکل میں آ سکتے ہیں، لیکن انہیں ہماری دنیا میں آنے کے لئے ایک مادی جسم کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے انہیں بعض اوقات کتے، بلی یا پھر کسی دوسرے جانور یا انسان کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جانور ایسی مخلوق کو دیکھ سکتے ہیں جن کو دیکھنا انسانی آنکھ کے بس سے باہر ہو۔
اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت کے تحت جنات کا انسانوں سے پردہ رکھا ہوا ہے ورنہ دنیا کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ انسان اپنے اردگرد ڈھیر سارے خوفناک شکل وصورت والے جنات کو دیکھ کر زندہ ہی نہ رہ پاتے۔ لیکن یہ بھی ہے کہ انسان کا جنات یا فرشتوں سے تعلق ان کی پیدائش سے لے کر موت تک رہتا ہے۔
صحیح حدیث میں ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک ہمزاد یا شیطان جن موجود ہوتا ہے۔
حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''اے لوگو! تم میں سے کوئی شخص نہیں کہ جس کے ساتھ ہمزاد جن یا ہمزاد فرشتہ نہ ہو۔'' لوگوں نے عرض کی کہ
''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ کے ساتھ بھی ہیں؟''
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''ہاں میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ نے میری مدد فرمائی۔ میرا وہ ہمزاد شیطان مسلمان ہو گیا لہٰذا وہ مجھے سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کہتا۔''

یعنی جب کوئی انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی ابلیس کا ایک (شیطان) بھی پیدا ہوتا ہے جسے فارسی میں ہمزاد اور عربی میں وسواس کہتے ہیں۔ یہ ہمزاد آپ کے بارے میں تمام تر باتیں جانتا ہے۔ سمجھ لیں یہ آپ کا ہی عکس ہے لیکن یہ آپ کو منفی کاموں پر ابھارتا ہے۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ نے اپنی روح کو مضبوط کرنا ہے یا پھر ہمزاد کو، آپ نماز سے دوری اختیار کرتے ہیں، جوا، شراب، زنا، موسیقی، یہ تمام تر چیزیں اس کی خوراک ہیں، اب جتنی زیادہ خوراک اسے ملے گی یہ اتنا ہی مضبوط ہوگا پھر وہ وقت بھی آئے گا جب آپ کے اندر گناہ کرتے وقت احساس گناہ بھی ختم ہو جائے گا یہ آپ کے ہمزاد کی جیت ہوگی۔

ایک چھوٹی سی بات آپ کو بتاتا ہوں کہ سب جانتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے کھانا سنت ہے، پانی بیٹھ کر پینا چاہیے، کہنے کو یہ چھوٹے چھوٹے کام ہیں لیکن یہ کام آپ کے ہمزاد کو کمزور کرتے ہیں، جب آپ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے ہیں تو ہمزاد کو خوراک نہیں ملتی۔ ہمزاد سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اس لئے سنت کو اپنائیں تو ہمزاد خود ہی کمزور ہو جائے گا۔ اگر آپ اس کی خوراک اسے دیتے رہیں گے اور اس سے دوستی کر لیں گے تو قیامت والے دن یہ اللہ سے کہے گا کہ میں نے اسے گمراہ نہیں کیا یہ تو خود میری طرف آیا تھا۔

عاملین یا جادوگران کی آپ کے ہمزاد کے ساتھ سمجھ لیں ڈیل ہوئی ہوتی ہے اور آپ کا نفس ذرا سا بھی کمزور ہوا تو یہ فوراً آپ کے ہمزاد کو حاضر کر کے آپ کو غلط کام کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ یہ کسی کے بھی ہمزاد کو قابو کر کے حاضر کرتے ہیں اور ان سے اپنی مرضی کے گناہ کرواتے ہیں خیر یہ سب وہ کس طرح کرتے ہیں اس

کے لئے ایک طویل نشست درکار ہیں ابھی یہ ہمارا موضوع بھی نہیں ہے۔

ابلیس (شیطان) کے ہر سیکنڈ سینکڑوں بچے ہوتے ہیں جیسے کوئی مچھلی، سانپ وغیرہ جو ایک وقت میں کئی ہزار انڈے دیتے ہیں۔ جنات کی دنیا کیسی ہے یا پھر ہم کب اور کیسے جنات کو دیکھ سکتے ہیں اس موضوع پر بھی بہت کتابیں لکھی گئی ہیں مگر یہاں ہمارا موضوع جنات کو Ghost Particles کے نام سے سائنس کا تسلیم کرنا ہے، جس پر اب مزید تحقیق ہو رہی ہے۔ ہوسکتا ہے آنے والے وقتوں میں اس پر مزید بہتر ریسرچ سامنے آئے۔

☆☆☆☆

کیا حضرت آدمؑ سے پہلے بھی کوئی موجود تھا؟

کچھ عرصہ پہلے ماہرین آثار قدیمہ کو یونان میں ایک تباہ شدہ شہر کے کھنڈرات ملے اور آرکیالوجسٹ نے جب ان کھنڈرات پر تحقیق کی تو اس شہر کی باقیات تقریباً دس ہزار سال پہلے کی تھیں۔ یہ فگر بہت حیران کن تھا کیونکہ سری لنکا میں جو آدم پیک موجود ہے وہ ساڑھے سات ہزار سال پرانی ہے، اسی طرح جبل رحمت جہاں پر حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ ملے تھے یا پھر حضرت حوا کا مزار جو سعودی عرب کے شہر جدا میں ہے ان کی آرکیالوجی بھی ساڑھے سات ہزار سال قدیم ہی بنتی ہے اب ان فگرز میں تضاد تو یہ کہہ رہا ہے کہ اس شہر میں کوئی ایسی مخلوق تھی جو حضرت آدمؑ سے بھی پہلے موجود تھی لیکن بہرحال یہ محض خام خیالی بھی ہو سکتی ہے۔ ایک طبقہ یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ نے انسانوں کی فلاح کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے تھے اب اگر آدم پیک ساڑھے سات ہزار سال پرانی ہے تو پھر وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کیا ان سے بھی پہلے بھیجے گئے تھے لیکن اس کا جواب ہمیں قرآن وحدیث سے مل جاتا ہے کہ اللہ نے ایک وقت میں کئی قوموں پر کئی پیغمبر اتارے تھے۔ اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضرت آدمؑ سے پہلے بھی کوئی پیغمبر تھا، لیکن یہ جو تباہ شدہ

شہر کے کھنڈرات ملے ہیں ان کھنڈرات میں کچھ بہت حیران کن چیزیں ملی ہیں، ان کھنڈرات میں کمپیوٹر چپ ملی ہیں، اس کے علاوہ لوہے اور شیشے کی ٹوٹی ہوئی گیندیں بھی ملی ہیں۔

اس سے ماہرین نے یہ اندازہ لگایا کہ دس ہزار سال پہلے کی اس تہذیب کے لوگ لیپ ٹاپ کا استعمال کرتے تھے۔ اب ایک لمحے کو ایک منظر تصور میں لاتے ہیں کہ اللہ کو اس قوم کے متعلق خبر ملی کہ یہ قوم قدرت کے نظام سے چھیڑ چھاڑ کر رہی ہے جیسا کہ ہمارے ہاں ان دنوں جو ہم ٹیکنالوجی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ اب اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کو نیچے بھیجا کہ جا کر اس قوم کا حال احوال تو لے کر آئیں۔ اب ایک منظر ذہن میں آتا ہے کہ جبرئیل نیچے اترتے ہیں تو ایک بچہ نظر آتا ہے جو بھیڑیں چرا رہا ہے آپ اس سے کہتے ہیں کہ تجھے معلوم ہے کہ جبرئیلؑ کہاں ہے۔ اب بچہ ان کی طرف دیکھ کر کہتا ہے:

''نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں ہے۔ اب یا تو جبرئیل میں ہوں یا تو ہے، اب میں تو نہیں ہوں، اس کا مطلب ہے کہ جبرئیل تو ہی ہے۔''

اب یہاں سے اس قوم کے علم کا اندازہ کر لیں، اب ایک اور منظر ذہن میں لائیں کہ حضرت جبرئیلؑ نیچے اترتے ہیں تو ایک بچہ اپنے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا ہے۔ آپ جب اس بچے کے پاس جا کر اس سے بات کرنے لگتے ہیں اور وہی سوال پوچھتے ہیں۔

اب تو اس بچے نے اپنے لیپ ٹاپ میں وائس ڈیکوڈنگ کا سوفٹ ویئر انسٹال کر لیا ہے۔ وہ آواز کو سنتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ

''یہ آواز زمین کی تو نہیں ہے، آسمانوں کی ہے، یہ آواز منفرد ہے، اب جبرئیلؑ یا تو تو

ہے یا میں ہوں، میں تو نہیں ہوں، تو ہی جبرئیل ہے۔''

اب جبرئیلؑ اوپر گئے اور انہوں نے اللہ سے کہا کہ یہ قوم تو اب مشیت الٰہی کی آوازیں بھی سننے لگی ہے۔

اب جہاں تک میں سمجھا ہوں یہ قوم اللہ کے بنائے ہوئے نظام کو ٹیکنالوجی کے لفافے میں لپیٹ کر اس سے اپنی مرضی کے کام لے رہے تھی۔ اب اس بات کی گہرائی میں جائیں تو بہت کچھ ذہن میں آ سکتا ہے، خیر اس طرف آتے ہیں جب اللہ نے اس قوم پر پانی کا عذاب بھیجا تو انہوں نے لوہے اور شیشے کی بڑی بڑی گیندیں بنا کر اس پانی میں تیر کر ساحل پر آ گئے۔

پھر اللہ نے پہاڑوں کا عذاب بھیجا اور یہ قوم غرق ہوئی۔ دس ہزار سال پہلے کی اس تہذیب کی دریافت نے بہت سے سوالات کھڑے کر دیئے ہیں۔ کچھ دن پہلے بھی اس سلسلے میں مَیں نے ایک سکالر کا بیان سنا جس میں وہ قرآن پاک کی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے جس میں فرشتے اللہ سے پوچھتے ہیں کہ یہ بھی خونریزی کرے گا۔ اب فرشتوں نے بھی کا لفظ کیوں استعمال کیا؟ کیا ان سے پہلے بھی کوئی تھا جس نے خون ریزی کی تھی، لیکن میرا خیال ہے فرشتے یہ بات جنوں کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ بہرحال جن انسان سے پہلے کی مخلوق ہے اس بارے میں تو کوئی دورائے نہیں۔

اب حضرت آدمؑ کی آدم پیک سرندیپ میں ہے تو ایک آدمؑ کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ساؤتھ ڈیکوٹا میں ہے۔ ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ حضرت غوث اعظم کی ایک کتاب ہے ''فیوض یزدانی'' اس میں ذکر ہے کہ آپ خطبہ دیتے ہوئے کہنے لگے:

''میرے پاس ایک شخص آیا تھا جو چھٹے آدمؑ کی اولاد تھا۔''

ایک جگہ چودھویں آدمؑ کا بھی ذکر ملتا ہے۔لیکن اگر ہم قرآن و حدیث کی طرف دیکھیں تو وہاں پر ہمیں حضرت آدمؑ کا ہی ذکر ملتا ہے اس لئے جب تک ہمیں کوئی ٹھوس توجیہہ نہیں ملتی ہم ان باتوں کو ایک مفروضے سے زیادہ اہمیت نہیں دے سکتے۔

☆☆☆☆

میگنیٹک فیلڈ یا آسمان کی چھت

وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۖ وَّ هُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ (سورہ الانبیاء آیت ۳۲)

اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا اور وہ لوگ اس کی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

ابھی تک کی سائنسی تحقیق کے مطابق زندگی کے آثار ابھی تک ہماری زمین کے علاوہ کہیں نہیں ملے۔ ہماری زمین رہنے کے لئے بہترین ہے۔ پانی کی موجودگی، آکسیجن کی فراوانی اور سورج سے اس کا مناسب فاصلہ محض اتفاق نہیں بلکہ یہ ایک خالق کا بھی پتہ دیتے ہیں۔ یہی نہیں خلاء میں زمین کے اوپر ایک مقناطیسی فیلڈ بھی ہے جو خلاء

سے ہر سیکنڈ پندرہ لاکھ ٹن کے قریب آنے والی چٹانوں، شہابیوں اور خطرناک سولر انرجی پارٹیکلز کو زمین سے پرے دھکیل دیتی ہے یعنی زمین کا ایک مگنیٹک فیلڈ، ایک حفاظتی چھت کا کام کر رہا ہے۔

اب اگر ہم اس آیت کی طرف دیکھیں تو اس میں اللہ نے اسی محفوظ چھت کا ذکر کیا ہے، اگر اللہ نے زمین کے اوپر یہ چھت یعنی مگنیٹک فیلڈ نہ بنائی ہوتی تو یہ سارا

سولر میٹریل ہر سیکنڈ ہم پر آ کر گر رہا ہوتا۔ یہ اللہ کی ہم پر بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ نے اسی آیت میں یہ بھی کہا ہے کہ لوگ اس کی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ بے شک ایسا ہی ہے قرآن میں موجود کائنات کے ان رازوں پر اگر ہم نے غور کر لیا ہوتا تو سائنس کی فیلڈ میں ہم آج مغرب سے کہیں آگے ہوتے۔

☆☆☆☆

سورۃ الکوثر کی حیرت انگیز کیلکولیشن

سورۃ الکوثر یوں تو قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت ہے لیکن اس چھوٹی سی سورت کی خاص بات اس میں موجود نمبر دس کی کوڈنگ ہے اور یہ کوڈنگ اس طریقے سے کی گئی ہے کہ اس کے سامنے سوپر کمپیوٹر کی کوڈنگ بھی ناکام نظر آتی ہے۔

سورۃ الکوثر میں موجود حروف کی تعداد دس ہے۔اس کی آخری آیت میں حروف کی تعداد بھی دس ہی ہے۔وہ حروف جو اس میں ایک ایک دفعہ آئے ہیں ان کی تعداد بھی دس ہی ہے۔اس سورت میں جس حرف کی بار بار تکرار ہوئی ہے وہ ہے الف، اور وہ دس دفعہ آیا ہوا ہے۔اس سورت کی تمام آیات کا اختتام حرف ''ر'' پر ہوتا ہے جو حروف تہجی میں دسویں نمبر پر شمار ہوتا ہے۔اس سورت کے ہر دوسرے لفظ کا اختتام ''ک'' پر ہوتا ہے۔اس کی نیومیریکل ویلیو بیس ہے جبکہ حرف ''ر'' کی نیومیریکل ویلیو دوسو ہے اور دوسو کو جب بیس سے تقسیم کریں تو دس بنتا ہے۔قرآن کریم کی دوسری سورتوں کی طرح سورۃ الکوثر کی ابتداء بھی بسم اللہ سے ہوتی ہے۔

جس کے حروف کی تعداد بھی دس ہی ہے۔ پورے قرآن پاک میں دو سورتیں ایسی ہیں جن کا آغاز ''انا'' سے ہوتا ہے اور اختتام ''ر'' پر ہوتا ہے۔ ایک سورۃ القدر اور دوسری سورۃ الکوثر۔ سورۃ القدر کی ابتداء الف سے ہوتی ہے اور اس پوری سورت میں دس الفاظ ایسے ہیں جن کی ابتداء ''الف'' سے ہوتی ہے۔

☆☆☆☆

ایلون مسک اور فتنہ دجال

کیا آپ ایلون مسک کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ کون ہے اور اس نے خلاء میں کون سے سیارے بھیجے ہیں۔ ایلون مسک ایک ادارے ''سپیس'' کے مالک ہیں اس کے علاوہ بھی بے شمار کمپنیاں ان کے زیر سرپرستی چل رہی ہیں۔ ان کا تعلق جنوبی افریقہ سے ہے اور کاروباری دنیا میں ان کا بڑا نام ہے مگر ہم یہاں ان کا بطور بزنس مین تجزیہ نہیں کریں گے بلکہ ان کی کچھ ایسی کوششوں کا ذکر کریں گے جس کی وجہ سے ان کا نام اور کام دونوں متنازعہ ہو چکے ہیں۔

انہوں نے سٹارلنک معاہدے کے تحت پینتالیس ہزار مصنوعی سیارے قطار در قطار خلاء میں بھیجے ہیں۔ جن پر مستقبل قریب میں بلیو بیم ٹیکنالوجی کے ذریعے بادلوں کے بڑے بڑے عکس دکھائے جائیں گے، غیبی آوازیں سنائی جائیں گی، ان کو لوگ دیکھیں اور سنیں گے، اس کے علاوہ یہ موسمیاتی تبدیلیاں بھی ریکارڈ کریں گی۔ اب ذرا فتنہ دجال کو ذہن میں لائیں کہ وہ لوگوں کو مصنوعی جنت دکھائے گا،

خدا ہونے کا نعرہ بلند کرے گا، بادلوں سے بارش برسانے پر قادر ہو گا۔ اب غور کریں کہ ایلون مسک بھی تو یہی کچھ کر رہا ہے، یہ حقیقت ہے کہ آنے والا دور بہت سخت ہے۔ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی قرآن و حدیث سے جوڑے رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے ایمان کی مضبوطی کی دعا کریں کیونکہ آنے والا دور ہی اصل میں آپ کے ایمان کی آزمائش ہے۔

☆☆☆☆

ہم مسلمان کیوں پیدا ہوئے؟

ھُوَ اجۡتَبٰکُمۡ ۵ (سورہ حج آیت ۷۸)

اس نے تمہیں منتخب فرمایا۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ مسلمان کیوں پیدا ہوئے؟۔کیا آپ ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے یہ ایک اتفاق ہے؟۔

کیا آپ نے کلمہ پڑھ لیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے لیا کیا یہ محض اس وجہ سے ہے کہ آپ کے ماں باپ مسلمان ہیں؟۔

کیا آپ اس وجہ سے مسلمان ہیں کہ بس آپ کی قسمت میں یہی تھا؟

آپ کے پاس کوئی مناسب وجہ ہی نہیں جو آپ بیان کر سکیں کی آپ مسلمان کیوں پیدا ہوئے؟

چلیں میں آپ کو بتا تا ہوں کہ آپ مسلمان کیوں پیدا ہوئے؟۔آپ اس آیت کو غور سے پڑھیں، اس میں اللہ تعالیٰ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کو منتخب فرمایا گیا ہے۔کسی کو یونہی منتخب نہیں کیا جا تا، کسی خاص مقصد کے لئے اسے چنا جا تا ہے، مطلب ہم اس چناؤ کے اہل تھے اس لئے ہمیں چنا گیا۔

یہ آیت سننے کے بعد کسی مسلمان کے دل میں یہ نہیں آ سکتا کہ وہ بیکار ہے، اس کا

کوئی فائدہ نہیں، فلاں اس سے آگے چلا گیا، فلاں اس سے آگے چلا گیا۔
اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر موجود صلاحیت کو دیکھتے ہوئے آپ کو اس امت کا حصہ بنایا ہے۔ آپ یہ بات جان لیں کہ جن کو منتخب کیا جاتا ہے وہ عام لوگ نہیں ہوتے اور آپ خاص ہیں۔

☆☆☆☆

قرآن اور اعداد

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی تمام آیات کو ایک خاص ترتیب سے نازل کیا ہے اور اس ترتیب کے متعلق بعض حقائق خاصے حیران کن ہیں۔قرآن میں نبیوں کے نام پر تین سورتیں آئی ہیں۔عربی میں لفظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل اعداد 38 بنتے ہیں اور قرآن پاک میں سورہ محمد کی کل آیات بھی 38 ہی ہیں۔اسی طرح لفظ ابراہیم کے کل اعداد 52 ہیں اور سورہ ابراہیم کی کل آیات بھی 52 ہی ہیں۔تیسری سورہ جو حضرت نوحؑ کے نام پر ہے۔وہ بھی اسی پیٹرن پر ہے۔ان کے نام کے کل اعداد 28 ہیں اور سورہ نوح میں کل آیات کی تعداد بھی 28 ہی ہے۔اسی طرح قرآن میں کچھ اور الفاظ کی تکرار بھی خاصی حیران کن ہے جن کے حقائق جان کر آپ بہت حیران ہوں گے۔قرآن میں رنگ کا لفظ جسے عربی میں ''لون'' بھی کہا جاتا ہے یہ سات مرتبہ آیا ہے۔یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ دھنک بھی سات رنگوں کی ہی ہوتی ہے۔قرآن کی سب سے پہلی سورت جس میں ''لون'' (رنگ) کا لفظ آیا ہے وہ سورہ نحل ہے۔اس سورہ کو غور سے پڑھیں تو لفظ ''لون'' سے پہلے بھی سات لفظ آتے ہیں اور اس کے بعد بھی سات لفظ آتے ہیں۔اس سورہ میں کل الفاظ کی

تعداد ''49'' ہے اور آپ یہ تو جانتے ہی ہوں گے کہ سات کو سات سے ضرب دیں تو ''49'' بنتا ہے۔

قرآن میں ایک سورہ ہے جس کا نام سورہ کہف ہے۔اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے لوگوں کا ذکر کیا ہے جو ایک مخصوص مدت (309) سالوں کے لئے ایک غار میں گہری نیند سو جاتے ہیں۔اس بات کو بیان کرنے کے لئے قرآن میں لفظ'' لبثو'' استعمال ہوا ہے۔جس کے معنی ہیں'' وہ وہیں ٹھہرے ہوئے تھے''۔اب اس سورہ میں جہاں پہلی بار لفظ''لبثوا'' استعمال ہوا ہے اور جہاں آخری بار یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ان دونوں کے درمیان 309 لفظ آتے ہیں صرف یہی نہیں اس سورت میں تین سواں لفظ ہے''ثلث'' جس کا مطلب بھی ''تین سو'' ہی ہے۔

قرآن پاک کی 71 نمبر سورہ کا نام سورہ نوح ہے۔اس سورہ میں کل آیات کی تعداد 28 ہے۔اب اگر 71 میں سے 28 نکالیں تو 43 بنتا ہے۔اب اس 43 نمبر پر غور کریں تو بہت سے نئے پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔قرآن پاک میں حضرت نوحؑ کا نام 43 دفعہ آیا ہے۔اب اس سورت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی 43 سورہ ایسی ہیں جن میں حضرت نوحؑ کا ذکر نہیں آیا۔قرآن پاک میں 28 سورتوں میں حضرت نوحؑ کا ذکر آیا ہے اور سورہ نوحؑ کی کل آیات کی تعداد بھی 28 ہی ہے۔

حضرت نوحؑ کا نام تین حروف سے مل کر بنا ہے اور حضرت نوحؑ کا ذکر سب سے پہلے قرآن پاک کی تیسری سورہ ''سورہ آل عمران'' میں کیا گیا ہے اور جس آیت میں کیا گیا ہے اس کا نمبر بھی ''33'' ہی ہے۔

اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ قرآن پاک میں زمین کی عمر بھی بتائی گئی ہے تو آپ

حیران ہوں گے۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دنیا چھے میں سے دو دن میں بنائی ہے۔ناسا کی تحقیق کے مطابق ہماری یہ کائنات 13.7 بلین سال پرانی ہے۔اگر ہم اس کا دو بٹہ چھے نکالیں تو یہ 4.5 بلین بنتی ہے جو ناسا کے مطابق زمین کی اصل عمر ہے۔یہ کیلکولیشن قرآن کی اس آیت کی سچائی کی ایک دلیل ہے کہ کائنات کو اللہ تعالیٰ نے دو دن میں بنایا ہے۔

قرآن پاک میں ایک سورت کا نام سورہ نحل ہے۔النحل کا مطلب ''شہد کی مکھی'' ہے اور یہ سورت بھی ''شہد کی مکھی'' کے متعلق ہی ہے۔قرآن پاک میں اس سورت کا نمبر 16 ہے جبکہ نر شہد کی مکھی کے کل کروموسومز کی تعداد بھی سولہ ہی ہے اور مادہ شہد کی مکھی میں سولہ کروموسومز کے جوڑے ہوتے ہیں جو کل ملا کر 32 بنتے ہیں۔ملکہ شہد کی مکھی بھی انڈوں میں سے سولہ دنوں میں ہی نکلتی ہیں۔شہد کی مکھی اپنی زندگی میں چار درجوں سے گزرتی ہے۔اب اگر ہم چار کو سولہ سے ضرب دیں تو 64 بنتا ہے۔اس سورہ میں آیات کی کل تعداد 128 ہے۔اب ایک اور دلچسپ حقیقت سے بھی آشنائی ہوتی ہے کہ اس سورت میں 64 دفعہ اللہ کا نام آتا ہے اور 64 دفعہ اللہ کا نام نہیں آیا۔

قرآن پاک کی سورہ المائدہ میں لفظ ''خنزیر'' (سور) سے لے کر آخر تک 38 حروف آتے ہیں جبکہ سور کے جسم میں کروموسومز بھی 38 ہی ہوتے ہیں۔

قرآن پاک کی سورہ جمعہ میں لفظ ''الحمار'' (گدھے) سے لے کر آخر تک 62 حروف آتے ہیں اور گدھے کے کل کروموسومز کی تعداد بھی ''62'' ہی ہے۔

قرآن پاک کی سورہ الاعراف میں لفظ ''الکلب'' (کتے) سے لے کر آخر تک 78 حروف آتے ہیں اور کتے میں موجود کروموسومز کی تعداد بھی 78 ہی ہے۔

قرآن پاک کی سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہیں ''وسط امت'' بنایا۔ وسط کا مطلب درمیان ہے۔ سورہ بقرہ میں کل ''286'' آیات ہیں اور یہ آیت بالکل درمیان میں ہے۔

قرآن پاک کی سورہ بلد کی آٹھویں آیت ہے:

اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِ ٥

ترجمہ: کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں؟۔

اس آیت پر اگر ہم غور کریں تو اس میں ''ع'' کا لفظ دو بار آیا ہے۔ عربی میں عین آنکھوں کو کہتے ہیں۔ یہاں ''ع'' کا لفظ دو بار آنا انسان کی دو آنکھوں کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے اس آیت میں انسان کی دو آنکھوں کا ذکر کیا ہے۔

قرآن پاک میں ایک سورت ہے سورہ نمل، اس سورت کا پہلا لفظ ہے۔ ''طس'' یہ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے، ''ط'' اور ''س''، لفظ ''ط'' اس سورۃ میں ''27'' بار آیا ہے اور اس سورۃ کا نمبر بھی '' 27 '' ہی ہے۔ اسی طرح ''س'' کا لفظ اس سورۃ میں ''93''

بار آیا ہے اور اس سورۃ کی کل آیات کی تعداد بھی '' 93 '' ہی ہے۔

قرآن کی بتیسویں سورہ کا نام ''سورہ سجدہ'' ہے۔ اس سورہ میں لفظ ''سجدہ'' پندرھویں آیت میں آیا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس آیت میں کل الفاظ کی تعداد بھی پندرہ ہی ہے۔

اس آیت میں لفظ ''سجدہ'' کی پوزیشن ہے ''186'' اور اگر ان تینوں اعداد کو جمع کریں تو بنتا ہے ''15'' اور اگر ہم پندرہ کو دو سے ضرب دیں تو ''30'' بنتا ہے جو

کہ اس سورہ میں کل آیات کی تعداد ہے اور اگر ہم ''186'' کو دو سے ضرب دیں تو ''372'' بنتا ہے جو اس سورہ میں کل الفاظ کی تعداد ہے۔
1.618 نمبر کو ''golden ratio'' کہا جاتا ہے۔ یہ میتھس کا ''superior number'' ہے۔ یہ نمبر دنیا کی بہت سی چیزوں کی بناوٹ میں استعمال ہوا ہے۔
قرآن پاک میں بھی یہ نمبر استعمال ہوا ہے۔ ہر سورہ کی ایک نومیریکل ویلیو ہوتی ہے جو آرڈر نمبر اور ورس نمبر کو جمع کرنے سے آتی ہے۔ قرآن کی سورہ کی اس نومیریکل ویلیو میں کچھ نمبر ریپیٹ ہوتے ہیں اور کچھ نمبرز ریپیٹ نہیں ہوتے۔ جن سورتوں کی ویلیو ریپیٹ ہوتی ہے ان کا ٹوٹل ''7906'' بنتا ہے اور جن کی ریپیٹ نہیں ہوئی ان کا ٹوٹل ''4885'' بنتا ہے۔ اب اگر ان دونوں نمبرز کو آپس میں تقسیم کریں تو جواب آتا ہے ''1.618''۔
قرآن پاک میں نو الفاظ ایسے ہیں، جن کے معانی سوائے اللہ کے کسی کو نہیں معلوم، انہیں لوح قرآنی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ الفاظ آپ کو سوائے قرآن کے دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ملیں گے۔ یہ اللہ اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کے درمیان کوڈ ورڈز ہیں۔ رحمت عالم حضرت محمد ﷺ کے دور میں بھی کسی کو ان الفاظ کے معنی نہیں معلوم تھے۔ حالانکہ اس وقت بہت سے ماہر عربی دان بھی موجود تھے۔ یہ الفاظ پوری دنیا خصوصاً ان لوگوں کے لئے چیلنج ہے جو قرآن کو اللہ کا کلام نہیں مانتے۔
قرآن میں ''حامان'' نامی ایک شخص کا ذکر آیا ہے جو فرعون کا منسٹر تھا۔ قرآن میں حامان لفظ چھ بار آیا ہے۔ اسی حامان کا ذکر بائبل میں بھی آیا ہے لیکن بائبل میں حامان کو ایک بادشاہ کے ماتحت کہا گیا ہے۔ فرعون کا نام نہیں آیا۔ دوسرے مذاہب

کے لوگ حضرت محمد ﷺ پر الزام لگاتے رہے ہیں کہ قرآن میں جو کچھ ہے وہ ان کی الہامی کتابوں سے کاپی کیا گیا ہے۔لیکن وہ غلط نکلے۔1800s میں مصری زبان کو فرنچ اور جرمن سکالرز کے ذریعے دوبارہ سے زندہ کیا گیا۔جو کہ رحمت عالم حضرت محمد ﷺ سے دو ہزار سال پہلے بھی موجود تھی۔ اس علم کو Eygptology بھی کہتے ہیں۔جب جرمنی جا کر فرعون کے مختلف منسٹرز کے ناموں کو چیک کیا گیا تو ان میں سے ایک نام "حامان" بھی تھا۔اس نام کو 1900 میں دریافت کیا گیا اور اس کا مجسمہ "آسٹریا" میں بھی ہے۔ یہاں لکھا گیا ہے کہ حامان فرعون کے ماتحت کام کرتا تھا اور وہ کنسٹرکشن ڈیپارٹمنٹ کا انچارج تھا اور بالکل یہی بات قرآن میں کی گئی ہے۔

قرآن کی سورہ یٰسین میں موجود ایک آیت کا اردو ترجمہ ہے:

"اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کیں، یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ جیسا ہو جاتا ہے۔"

چاند کی ایک تصویر دیکھیں جیسے Moon Alena کہتے ہیں۔اس میں چاند کی مختلف صورتیں دکھائی گئی ہیں جب وہ سفر کرتا ہے۔ ان تمام صورتوں کو اگر ملایا جائے تو وہ بالکل کجھور کی پرانی شاخ جیسا لگتا ہے جیسا کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔

قرآن پاک کی سورہ نمل کی آیت 88 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا، انہیں جمے ہوئے خیال کرے گا۔ حالانکہ وہ بادل کی طرح چل رہے ہوں گے۔ یہ اس اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط کیا بے شک وہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔"

حال ہی میں ایک ریسرچ سامنے آئی ہے جس سے پتہ چلا ہے کہ پہاڑ ہر وقت حرکت کرتے رہتے ہیں۔اسے sesmic Rythemes کہا جاتا ہے۔یہ پہاڑ زمین سے جو سیزمک توانائی پیدا ہوتی ہے اس سے حرکت میں رہتے ہیں لیکن یہ سب بہت محدود پیمانے پر ہوتا ہے۔

قرآن پاک کی سورہ نمل میں ایک آیت کا ترجمہ ہے:

''یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی میں آئے تو ایک چیونٹی نے کہا۔اے چیونٹیوں، اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، کہیں سلیمان اور اس کا لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالیں۔''

یہ تو قرآن نے کہا لیکن جدید سائنسی ریسرچ سے اب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ چیونٹیاں بھی نہ صرف انسانوں کی طرح باتیں کرتی ہیں بلکہ وہ دوسری چیونٹیوں کو دفن بھی کرتی ہیں اور ان میں سپروائزر اور مینجر اور ورکرز کی طرح کی پوسٹ بھی ہوتی ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ الااسرا کی ایک آیت کا ترجمہ ہے:

''آپ فرما دیجیے، اے لوگو تم اس قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، بیشک جن لوگوں کو پہلے سے علم دیا گیا جب ان کے سامنے اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ تھوڑی کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔''

اکثر لوگ اس آیت کو سنجیدہ نہیں لیتے کہ تھوڑی کے بل کون سجدہ کرتا ہے سب سر کے بل ہی کرتے ہیں لیکن قران کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی حکمت یا اشارہ موجود ہوتا ہے۔

اب ایک ریسرچ سامنے آئی ہے کہ قدیم مصر میں ماہر آثار قدیمہ کو کچھ ایسے آثار

ملے ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قدیم مصر میں لوگ تھوڑی کے بل ہی سجدہ کرتے تھے۔

قرآن پاک کی سورہ رعد میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''کیا یہ کافر دیکھتے نہیں کہ ہم ہر طرف سے ان کی زمین کم کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے اور اس کے حکم کو کوئی پیچھے کرنے والا نہیں اور وہ بہت جلد حساب لے لیتا ہے۔''

آج کل جب ہر طرف موسمیاتی تبدیلیوں کی بات ہو رہی ہے اور گلوبل وارمنگ کی وجہ سے زمین کے بہت سے حصے ختم ہوتے جا رہے ہیں اور ایسا خیال کیا جا رہا ہے کہ آنے والے کچھ سالوں میں دنیا کے بیس سے بائیس جزیرے ختم ہو جائیں گے۔ سائنس نے تو یہ بات اب کی ہے مگر قرآن یہ بات بہت پہلے بتا چکا ہے۔

جولائی 1799 کو Rosetta Stone کو دریافت کیا گیا جو کہ تقریباً 196 BC تک پرانا تھا۔ اس پتھر پر فرعون کے بارے میں کچھ لکھا تھا۔

''آسمان تیرے لئے روتا ہے، زمین آپ کے لئے کانپتی ہے جب آپ صبح کے ایک ستارے کی طرح آسمان پر چڑھتے ہیں۔''

یہاں پر فرعون کی تعریف کی گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن میں اس جھوٹی تعریف کا جواب دے دیا ہے۔ سورۃ الدخان کی آیت نمبر 29 کا ترجمہ ہے:

''تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور نہ انہیں مہلت دی گئی۔''

قرآن پاک کی سورۃ الروم کی آیت نمبر دو میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور رومی مغلوب ہو گئے قریب کی زمین میں اور وہ اپنی شکست کے بعد عنقریب

غالب آجائیں گے۔''

چودہ سو سال پہلے جب رومیوں کو شکست ہوئی تھی تب کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ رومی دوبارہ غلبہ حاصل کریں گے۔اس وقت اس آیت کے نزول کے بعد یہودیوں نے اس کا بہت مذاق اڑایا لیکن تاریخ کی کتابوں میں درج ہے کہ اس کے بعد رومیوں کو فتح حاصل ہوئی۔قرآن صرف ایک مخصوص مدت کے لئے نازل نہیں ہوا بلکہ یہ تمام تر زمانوں کے لئے نازل ہوا ہے۔

ناسا نے حال ہی میں ایک ایسے سیارے کو دریافت کیا ہے جو دو ستاروں کے گرد پھیلا ہوا ہے۔ یہاں پر ایک نہیں بلکہ دو سورج کا غروب اور طلوع ہونا دیکھ سکتے ہیں۔

Kapler.16B نام کا یہ سیارہ ناسا نے پندرہ ستمبر 2011ء میں دریافت کیا تھا۔ اسی سیارے کا ذکر قرآن کی سورۃ المعارج کی آیت نمبر 40 میں ذکر ہے۔جس کا ترجمہ ہے:

''مجھے تمام مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم، بیشک ہم ضرور قادر ہیں۔''

قرآن میں سورج کے متعلق بھی ایک سورت ہے۔جس کا نام سورہ شمس ہے۔عربی میں شمس سورج کو کہتے ہیں۔ یہ قرآن کی واحد ایسی سورت ہے جس کی ہر آیت کا اختتام ''ھا'' لفظ پر ہوتا ہے۔سورج 92 فیصد ہائیڈروجن اور آٹھ فیصد ہلیم سے مل کر بنا ہے۔ پیریاڈک ٹیبل میں ہائیڈروجن کا کے لئے''H'' کا سمبل ہے اور عربی میں اسے ''حا'' بولتے ہیں۔ یہ قرآن کی 91 سورہ ہے اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ سورج بھی یونیورس بننے کے 91 ملین سال بعد ہی بنا تھا۔سورج اور زمین کے درمیان کم ترین فاصلہ بھی 91.4 ملین مائلز ہے۔ جو کہ اس سورت کا نمبر

ہے۔ زمین اور سورج کے درمیان اوسط فاصلہ پندرہ کروڑ کلومیٹر ہے۔ اس سورت میں کل آیات بھی پندرہ ہی ہیں۔

آئن سٹائن نے 1915ء میں جب نظریہ اضافت پیش کیا تو اس کے مطابق سپیس کو موڑا بھی جا سکتا ہے۔ یہی بات قرآن کی اس آیت میں بھی پیش کی گئی ہے:

''یاد کرو جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سجل فرشتہ نامہ اعمال کو لپیٹتا ہے۔ ہم اسے دوبارہ اسی طرح لوٹا دیں گے جس طرح ہم نے پہلے بنایا تھا۔ یہ ہمارے اوپر ایک وعدہ ہے بیشک ہم ضرور یہ کرنے والے ہیں۔''

ایک عام تصور یہی ہے کہ انسان کے بال بڑھاپے میں سفید ہوتے ہیں لیکن اب جو ریسرچ آئی ہے اس کے مطابق انسان کے بال کسی بھی عمر میں سفید ہو سکتے ہیں۔ قرآن نے یہ بات چودہ سو سال پہلے بتا دی تھی کہ انسان کے بال کسی پریشانی کی وجہ سے بھی سفید ہو سکتے ہیں۔ سورۃ المزمل کی آیت 14 کا ترجمہ ہے:

''پھر اگر تم کفر کرو تو اس دن کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا''

قرآن پاک کی سورۃ الااسرا کی آیت 49 کا ترجمہ ہے۔

ریسرچ کے مطابق مرنے کے بعد انسان کی ہڈیاں پتھر اور لوہے میں بدل سکتی ہیں اس بات کا ذکر قرآن میں یوں ہے:

''اور انھوں نے کہا کہ جب ہم ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو کیا واقعی ہمیں نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھایا جائے گا۔ آپ کہہ دیجیے! پتھر یا لوہا۔''

کیا آپ جانتے ہیں کہ مادہ مکڑی بچے پیدا کرنے کے بعد نر مکڑی کا مار دیتی ہے اور کچھ وقت بعد جب بچے بڑے ہوتے ہیں تو وہ اپنی ماں کو مار کر پھینک دیتے ہیں۔

یہ دنیا کا سب سے برا گھر ہے۔ اسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

''جنہوں نے اللہ کے سوا اور مددگار بنا رکھے ہیں۔ان کی مثال مکڑی کی طرح ہے، جس نے گھر بنایا، بیشک سب گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے کیا اچھا ہوتا اگر وہ جانتے۔''

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ تمام انسانوں کی انگلیوں کے نشانات(فنگر پرنٹس)ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور یہ ہمارے جسم کا ایک اہم حصہ ہیں۔یہ بات بھی اللہ نے قرآن میں ظاہر کی ہے:

''کیوں نہیں ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کے پوروں تک کو ٹھیک کر دیں۔''

سمندر میں موجود مخلوق کے متعلق ہم اکثر سوچتے ہیں کہ اس قدر گہرائی میں انہیں نجانے خوراک کہاں سے ملتی ہوگی۔سائنس بھی کہتی ہے کہ سورج کی روشنی سمندر میں ایک خاص حد سے زیادہ آگے نہیں جا سکتی، پھر آخر گہرے سمندر میں موجود مخلوق کیسے زندہ ہے؟۔اس کے متعلق قرآن کیا کہتا ہے۔یہ جاننے کے لئے میں نے جب قرآن کا مطالعہ کیا تو سورہ نور کی اس آیت نے میرے بڑھتے قدم روک لئے:

''یا جیسے کسی گہرے سمندر میں تاریکیاں ہوں جس کو اوپر سے ایک موج نے ڈھانپ لیا ہو۔اس موج پر ایک اور موج ہو اور پھر اس دوسری موج میں بادل ہوں۔اندھیرے ہی اندھیرے ہیں، ایک کے اوپر دوسرا اندھیرا ہے جب کوئی اپنا ہاتھ نکالے، کہ جب کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے اپنا ہاتھ بھی دکھائی دیتا معلوم نہ ہو اور جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے، اس کے لئے کوئی نور نہیں۔''

سائنس نے اب یہ دریافت کیا ہے کہ سمندر کی گہرائی میں ایسے عناصر ہوتے ہیں جو

روشنی پیدا کرتے ہیں۔انہیں Bioluminescent کہا جاتا ہے۔

ہم جو پانی پیتے ہیں یہ اس دنیا کا پانی نہیں ہے، یہ آسمان سے آیا ہے، بہت سی سائنسی ریسرچ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔اس کے متعلق قرآن کی سورۃ المومنون کی آیت 18 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اور ہم نے آسمان سے ایک اندازے کے مطابق پانی اتارا پھر اسے زمین میں ٹھہرایا بیشک ہم اسے لے جانے پر قادر ہیں۔‘‘

انسانوں اور جانوروں کے درمیان کروموسومز کی تعداد بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان کردی ہے۔قرآن کی سورۃ الزلزال کی پہلی آیت میں لفظ ’’انسان‘‘ سے پہلے ’’46‘‘ لفظ آتے ہیں اور انسانوں میں کروموسومز کی تعداد بھی 46 ہی ہے۔

اسی طرح سورہ بقرہ میں لفظ ’’قردۃ‘ مطلب ’’بندر‘‘ سے پہلے ’’48‘‘ الفاظ آتے ہیں اور بندر میں کروموسومز کی تعداد بھی ’’48‘‘ ہی ہے۔سورہ نحل میں لفظ ’’نحل‘‘ جس کا مطلب شہد کی مکھی ہے اس سے پہلے ’’16‘‘ الفاظ آتے ہیں اور شہد کی مکھی کے اندر کروموسومز کی تعداد بھی ’’16‘‘ ہی ہے۔سورہ اال عمران میں لفظ ’’الخیل‘‘ جس کے معنی گھوڑے کے ہیں اس سے پہلے ’’64‘‘ الفاظ آتے ہیں اور گھوڑے میں کروموسومز کی تعداد بھی ’’64‘‘ ہی ہے۔

☆☆☆☆

حضرت علیؓ اور کائنات کے راز

دوستوں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ مسجد کوفہ میں تھے اتنے میں ایک آدمی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے سورج کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ ہماری زمین اور سورج کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر عربی گھوڑا یہاں سے دوڑنا شروع کرے اور پانچ سال تک لگاتار دوڑے تو وہ گھوڑا سورج تک پہنچ جائے گا اس آدمی نے جواب سنا اور وہاں سے چلا گیا لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوتی اب اگر ہم کیلکولیشن کریں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے جواب کے پیچھے کیا حکمت تھی۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تھا کہ ایک عربی گھوڑا اگر پانچ سال تک چلے تو وہ سورج تک پہنچ جائے گا ایک عربی گھوڑے کی اوسط رفتار 20 میل فی گھنٹہ ہوتی ہے اگر یہ گھوڑا 24 گھنٹوں تک چلتا رہے تو یہ گھوڑا چوبیس گھنٹوں میں پانچ سو بیس میل تک سفر کرے گا اگر ایک مہینے کے سفر کا حساب کریں تو ہمیں پانچ سو بیس کو تیس سے ضرب دینا ہوگی کیونکہ ہم یہ ساری کیلکولیشن اسلامی کیلنڈر کے حساب سے کریں گے اگر ہم چھ مہینے 29 دن اور چھ مہینے 30 دنوں کے حساب سے پانچ سو بیس کو 29.5 سے ضرب دیں تو جواب 15500 آتا ہے۔ اب ایک سال کا حساب لگائیں گے کیونکہ ایک سال

میں بارہ مہینے ہوتے ہیں پندرہ ہزار پانچ سو کو بارہ سے ضرب دیں تو جواب 186000 آئے گا اتنا سفر گھوڑا ایک سال میں طے کرے گا اگر ہم پانچ سال کا حساب لگائیں تو اسے ایک لاکھ چھیاسی ہزار پانچ سو سے ضرب دینی ہوگی تو ہمارا جواب نو کروڑ 34 لاکھ آئے گا اب اگر ہم سورج اور زمین کے درمیان کا فاصلہ دیکھیں تو سائنس کے مطابق سورج اور زمین کے درمیان کا فاصلہ کبھی بھی ایک جیسا نہیں رہتا کیونکہ زمین اپنے مدار میں جب گردش کرتی ہے تو یہ کبھی سورج کے نزدیک تو کبھی سورج سے دور چلی جاتی ہے جب زمین سورج کے قریب ہوتی ہے تو ان کے درمیان کا فاصلہ نو کروڑ دس لاکھ میل کا ہوتا ہے اور جب زمین سورج سے دور ہوتی ہے تو یہ نو کروڑ 48 لاکھ ہو جاتا ہے اگر ہم زمین اور سورج کے درمیان با قاعدہ فاصلہ ناپیں تو یہ وہی بنتا ہے جو چار سال پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا تھا۔

ایک دن عرب کے لوگوں کی کچھ مسلمانوں سے بحث ہو رہی تھی کہ عربی زبان میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا لفظ الف ہے اور سب لوگ بحث کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اٹھے اور انہوں نے اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایک خطبہ دیا اور اس خطبے میں الف کا ایک بھی حرف نہیں تھا یہ وہ ہے جس میں کہیں بھی اس کا استعمال نہیں ہوا یہ اتنا لمبا خطبہ ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہوں گے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک خطبہ ہے اس خطبے میں انہوں نے کہیں بھی کسی نقطے کا استعمال نہیں کیا۔ بہت سے سائنس دانوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذہانت کی بہت تعریف کی ہے جارج راڈرک ایک مصنف تھے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالی

عنہ کی ذہانت سے اس قدر متاثر تھے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی زندگی پر ایک کتاب لکھی ایک اور فلاسفر تھامس کرلائلر نے اپنی کتاب ہیروز آن ہیروز ورشپ میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی بے حد تعریف کی ہے ان کی خوبیوں، انکے اوصاف ان کی لیڈر شپ اور ان کی شخصیت کو بیان کیا ہے اور بھی بہت سے غیر ملکی سائنس دان ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی تعریف کی ہے جبکہ ان میں سے ایک بھی مسلمان نہیں تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی چھپے ہوئے رنگ یا نازک اعضاء کو نہیں دیکھ سکتا یہاں امام علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کئی روشنی کی لہریں یا چھپے ہوئے رنگ ایسے ہوتے ہیں جن کو انسانی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزید یہ بھی بتایا کہ ہم انسان اپنے اردگرد ایسے جانداروں میں گھرے ہوئے ہیں جن کو انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ یہاں پر آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے مائیکرو آرگنزمز وائرسز اور بیکٹیریا کی بات کی ہے ان سب چیزوں کو انسانی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔

مائکرو آرگنزمز کی دنیا کو 17ویں صدی میں اینٹائن مین لوئین ہاک مین نے دریافت کیا تھا جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ہزار سال پہلے ہی بتادیا تھا اس کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا ہر سننے والا ہلکی آوازوں سے بہرہ اور بلند آوازیں اسے بہرا بنا دیتی ہیں اور دور کی آوازیں بھی اس سے دور ہو جاتی ہے یہاں آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے تین قسم کی آوازوں کی بات کی ہے یہ وہ آواز ہے جو ہم سن نہیں سکتے یعنی جس آواز کی فریکونسی بیس ہرٹز (HZ) سے نیچے ہوتی ہے انہیں ہم ایلفا سونیک ساؤنڈ کہتے ہیں۔ان

آوازوں کو ہم نہیں سن سکتے ہیں۔ایک آواز ہماری آنکھ جھپکنے اور خون کی گردش کی ہے دوسری وہ آواز ہے جو ہمیں بہرہ کر دیتی ہے جیسا کہ آپ کو پتہ ہوگا کہ ایک سو چالیس DB سے زیادہ کی آواز انسان کو بہرہ کر دیتی ہے اور تیسری آواز جس کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بات کی ہے یعنی جو آواز انسان سے دور ہو جاتی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلاء سے آنے والی آواز کی بات کی ہے جسے کوسمس مائیکرو ویوز یعنی سی ایم بی آر کہا جاتا ہے۔حضرت امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہج البلاغہ میں فرمایا کہ ماں باپ کے درمیان باہمی پیار بیٹوں کے درمیان رشتہ پیدا کرتا ہے رشتوں کو پیار سے زیادہ پیار کی ضرورت ہوتی ہے یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے کا مطلب یہی ہے کہ اگر دو افراد مرد یا عورت ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں یا سچے دوست ہیں ان کے بچے اس محبت کے وارث ہوں گے یعنی یہ محبت ان بچوں میں بھی نظر آئے گی اسی طرح اگر ان کے ماں باپ ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں تو یہی نفرت ان کے بچوں کو بھی نفرت وارثت میں ملتی ہے۔انیسویں صدی میں یہ دریافت کیا گیا تھا کہ سب سے پہلے انسانی رویہ جینز کے ذریعے کیمیکل آف فیرامون کی صورت میں منتقل ہوتا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بہن بھائیوں کے درمیان دشمنی والدین کی دشمنی کی وجہ سے ہوتی ہے۔اس کے علاوہ ایک اور خطبے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا زمین اور آسمان کی سات تہیں سمندر میں پیدا ہوتی ہیں آج سے چار دھائیاں قبل ماڈرن سائنس نے Seven layers theory of earth atmosphere کو قائم کیا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق زمین کا ماحول سمندر سے دریافت ہوا ہے کچھ ماہر ارضیات بھی اسی تھیوری کو مانتے ہیں اور

کچھ ابھی تک ماننے کے مراحل میں ہیں۔اس کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کائنات،فلسفہ اور حساب کے بارے میں بھی حیرت انگیز باتیں کی ہیں جن کو سن کر آج کی سائنس دنگ رہ جائے گی۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ مسجد کوفہ کے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے جیسے ہی خطبہ ختم ہوا تو سامعین میں سے ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا:

''میں شام سے کئی مہینوں کا سفر کر کے کوفہ تک پہنچا ہوں تا کہ میں آپ سے کچھ سوالات کر سکوں تو اس لیے میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔''

''اے ابن آدم!تم جو سوال کرنا چاہتے ہو بلا جھجک مجھ سے پوچھ سکتے ہو۔''

تو وہ شخص کہنے لگا:

''اے علی رضی اللہ تعالی عنہ!میرا سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تھا؟میرا دوسرا سوال ہے کہ آپ مجھے کائنات کی 10 طاقتور ترین چیزوں کے نام بتائیں؟میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ وہ ایسی کونسی چیز ہے جو سانس لیتی ہے مگر اس میں گوشت یا خون جیسی کوئی چیز نہیں ہے؟میرا چوتھا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے آسمان کو کس چیز سے پیدا فرمایا ہے؟۔میرا پانچواں سوال یہ ہے کہ آپ مجھے ساتوں آسمانوں کے نام بتائیں؟میرا چھٹا سوال یہ ہے کہ آپ مجھے آسمان کے تالوں اور ان کی کنجیوں کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔میرا ساتواں سوال یہ ہے کہ مجھے زمین کی سب سے بہترین وادی کا نام بتائیں۔اس کے بعد میرا سب سے آخری سوال یہ ہے کہ روئے زمین پر جو سب سے بدترین اور بھیانک وادی ہے اس کا نام کیا ہے؟۔''

میں آپ کو بتا تا چلوں کہ میں جو واقعہ آپ کو سنانے جا رہا ہوں یہ واقعہ ایک ہزار

سال سے احادیث کی مستند کتب حدیث میں نمایاں طور پر موجود ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اے ابن آدم! تمہارا سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تھا؟ تو تم جان لو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور کو پیدا فرمایا تھا۔ تمہارا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس کائنات کی 10 طاقتور ترین چیزیں کونسی ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات میں سب سے زیادہ طاقتور پتھر کو پیدا کیا۔ اللہ نے اس سے بھی طاقتور چیز لوہے کو پیدا کیا جو پتھر کو کاٹ سکتا ہے۔ اسی طرح آگ کو لوہے سے بھی زیادہ طاقتور بنایا جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے۔ آگ سے زیادہ طاقتور پانی ہے جو آگ کو بجھا دیتا ہے۔ پانی سے زیادہ طاقتور بادل ہیں یہ پانی کو آسمان پر اٹھائے پھرتے ہیں۔ بادل سے زیادہ طاقتور ہوا ہے جس کی وجہ سے بادل آسمان پر ادھر ادھر اڑتے رہتے ہیں۔ ہوا سے زیادہ طاقتور ہوا کا فرشتہ ہے جو ہواؤں کو زمین پر چلاتا ہے۔ ہواؤں کے فرشتے سے زیادہ طاقتور ملک الموت ہے جو ہوا کے فرشتے کو بھی اللہ کے حکم سے مات دے سکتا ہے۔ ملک الموت سے بھی زیادہ طاقتور موت ہے جو خود ملک الموت کو بھی موت دے دے گی۔ موت سے بھی زیادہ طاقتور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جب اللہ کسی کام کے کرنے کا حکم جاری کرتا ہے تو پھر کوئی بھی شے اس کے کام کے بیچ رکاوٹ نہیں بن سکتی اور وہ اللہ کے حکم سے ہو کر رہتا ہے۔ اے ابن آدم! تمہارا تیسرا سوال یہ ہے کہ وہ ایسی کونسی چیز ہے جو سانس لیتی ہے مگر اس میں گوشت پوست اور خون موجود نہیں ہے؟ تو تم جان لو وہ چیز صبح ہے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے اور صبح کی جب وہ سانس لے کر آنے لگے۔ چاند سورج ستارے

سیارے، زمین و آسمان، صبح اور شام یہ سب بھی اللہ تعالی کی مخلوقات ہیں اسی لیے اللہ تعالی قرآن پاک میں سورۃ الاسراء آیت 44 میں ارشاد فرمایا۔

''ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہیں اور ہر وہ چیز جو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں میں رہتی ہے ایسی کوئی بھی چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح بیان نہ کرے مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔''

قرآن پاک کی اس آیت کے مطابق ساتوں آسمانوں اور زمینوں میں رہنے والی مخلوقات کے علاوہ خود ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اللہ پاک کی تسبیح بیان کرتے ہیں لیکن ہم انسان ان چیزوں کے حمد وثنا کرنے کے انداز کو سمجھ نہیں سکتے اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اے ابن آدم! اب تمہارا اگلا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے آسمان کو کس چیز سے پیدا فرمایا؟ تو جان لو اللہ تعالی نے پہلے آسمان کو پانی کے بخارات سے پیدا فرمایا۔ بخارات پانی کے اس بھاپ یا دھویں کو کہتے ہیں جو پانی گرم ہونے کے بعد نکلنے لگتا ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے اسی بھاپ اور دھویں سے پہلے آسمان کو بنایا ہے۔ تمہارا اگلا سوال یہ ہے کہ تمہیں ساتوں آسمانوں کے نام بتائے جائیں تو جان لو کہ اللہ پاک نے پہلے آسمان کا نام رفی رکھا ہے اور اسے پانی اور دھویں سے تخلیق کیا ہے اور دوسرے آسمان کا نام کیزوم ہے یہ رنگ میں تانبے کے رنگ جیسا دکھتا ہے تیسرے آسمان کا نام معروم ہے اور یہ سرخ مائل خاکی رنگ کا ہے، چوتھے آسمان کا نام عرفالون ہے یہ آسمانی چاندی کے رنگ جیسا ہے۔ پانچویں آسمان کا نام ھائیون ہے اس کا رنگ سونے کے رنگ جیسا ہے، چھٹے آسمان کا نام ھاموس ہے یہ سبز یاقوتی رنگ کا ہے اور پھر ساتویں آسمان کا اجماع ہے۔ اگلا سوال کہ آسمان کے تالوں اور ان کی کنجیوں

کے بارے میں بتایا جائے تو اے ابن آدم! جان لو کہ آسمان کے تالے اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا معبود بنائے گا تو یقیناً اس کے لیے آسمان کے دروازوں کے تالے کبھی نہیں کھلیں گے ان دروازوں کی کنجیاں موت کے وقت سے پہلے سچے دل سے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی گواہی دینا ہے تو بخاری و مسلم کی احادیث کے مطابق اللہ نے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف جانے کے لیے مختلف دروازوں کو تخلیق کیا ہے اللہ پاک کے بہت سے نبی اور پیغمبر انہی دروازے سے گزر کر مختلف آسمانوں کی طرف جا چکے ہیں بخاری اور مسلم کی احادیث کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام پہلے آسمان پر، حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر، حضرت یوسف علیہ السلام تیسرے آسمان پر، حضرت ادریس علیہ سلام چوتھے آسمان پر، حضرت ہارونؑ پانچویں آسمان پر، حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر، حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر موجود ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اے ابن آدم اب تمہارا ساتواں سوال یہ ہے کہ زمین کی سب سے بہترین وادی کونسی ہے تو جان لو زمین پر خوبصورت ترین وادی سرندیپ ہے کیونکہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو آسمان سے اتار کر سب سے پہلے اس وادی میں بھیجا تھا۔ یہ وادی موجودہ دور میں سری لنکا میں موجود ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن آدم! تمہارا سب سے آخری سوال یہ ہے کہ اس دنیا میں سب سے بھیانک اور بدترین وادی کون سی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے سوال پر یہ بیان فرمایا کہ دنیا کی بھیانک اور بدترین وادی یمن میں موجود ہے اور اس کا نام بیر موت ہے کیونکہ یہ وادی جہنم کی وادیوں میں سے ایک ہے جہاں پر

مرنے کے بعد کافر اور مشرک لوگوں کی روح کو عذاب دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے رب سے معافی کی فریاد کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم نے دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر تیرے ہر حکم سے منہ موڑا اور ہدایت کے ہوتے ہوئے بھی روئے زمین پر گناہوں کو عام کیا۔ اے اللہ تو ایک بار ہمیں دوبارہ بھیج دے ہم ساری زندگی تیرا ہی حکم بجالاتے رہیں گے تیرے ہی بتائے ہوئے راستے پر عمل پیرا ہوں گے لیکن افسوس اب وقت گزر چکا ہوگا ان کے رو رو کر معافی مانگنے پر بھی اللہ معاف نہیں کرے گا اس لیے دوستو اب بھی وقت ہے اللہ کی رحمت میں آ جاؤ اس سے پہلے کہ آپ کو پچھتانا پڑے۔

☆☆☆☆

کیا کائنات کی تخلیق صرف ایک حادثے کا نتیجہ ہے

سورج فضا میں ایک مقرر راستہ پر پچھلے 5 ارب سال سے 600 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے مسلسل بھاگا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا خاندان، 9 سیارے، 27 چاند اور لاکھوں میٹرائٹ کا قافلہ اسی رفتار سے جا رہا ہے۔ کبھی نہیں ہوا کہ تھک کر کوئی پیچھے رہ جائے یا غلطی سے کوئی ادھر اُدھر ہو جائے۔ سب اپنی اپنی راہ پر اپنے اپنے پروگرام کے مطابق نہایت تابعداری سے چلے جا رہے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی کہے چلتے ہیں لیکن چلانے والا کوئی نہیں۔ ڈیزائن ہے، لیکن ڈیزائنر نہیں۔ قانون ہے، لیکن قانون کو نافذ کرنے والا نہیں۔ کنٹرول ہے، لیکن کنٹرولر نہیں۔ بس یہ سب ایک حادثہ ہے۔ اسے آپ کیا کہیں گے؟ چاند تین لاکھ ستر ہزار

میل دور زمین پر سمندروں کے اربوں کھربوں ٹن پانیوں کو ہر روز دو دفعہ مدو جزر سے ہلاتا رہتا ہے تا کہ ان میں بسنے والی مخلوق کے لئے ہوا سے مناسب مقدار میں آکسیجن کا انتظام ہوتا رہے، پانی صاف ہوتا رہے اس میں تعفن پیدا نہ ہو۔ ساحلی علاقوں کی صفائی ہوتی رہے اور غلاظتیں بہہ کر گہرے پانیوں میں چلتی جائیں۔ یہی نہیں بلکہ سمندروں کا پانی ایک خاص مقدار میں کھارا ہے۔ پچھلے تین ارب سال سے نہ زیادہ نہ کم نمکین بلکہ ایک مناسب توازن برقرار رکھے ہوئے ہے تا کہ اس میں چھوٹے بڑے سب آبی جانور آسانی سے تیر سکیں اور مرنے کے بعد ان کی لاشوں سے بو نہ پھیلے۔ انہی میں کھارے اور میٹھے پانی کی نہریں بھی ساتھ ساتھ بہتی ہیں۔ سطح زمین کے نیچے بھی میٹھے پانی کے سمندر ہیں جو کھارے پانی کے کھلے سمندروں سے ملے ہوئے ہیں۔ سب کے درمیان ایک غیبی پردہ ہے تا کہ میٹھا پانی میٹھا رہے اور کھارا پانی کھارا۔ اس حیران کن انتظام کے پیچھے کون سی عقل ہے؟ کیا پانی کی اپنی سوچ تھی یا چاند کا فیصلہ؟ اس توازن کو کون برقرار رکھے ہوئے ہے؟ ساڑھے چودہ سو سال پہلے جب جدید سائنس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ عرب کے صحرا زدہ ملک میں جہاں کوئی سکول اور کالج نہیں تھا۔ ایک آدمی اُٹھ کے سورج اور چاند کے بارے میں کہتا ہے کہ: یہ سب ایک حساب کے پابند ہیں۔"

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ٥ (سورہ الرحمن:5)

"سمندروں کی گہرائیوں کے متعلق بتاتا ہے کہ ان کے درمیان برزخ (Barrier) ہے جو قابو میں رکھے ہوئے ہے۔" (سورۃ الرحمن: 20) جب ستاروں کو اپنی جگہ لٹکے ہوئے چراغ کہا جاتا تھا وہ کہتا ہے۔

وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ ٥

سب کے سب اپنے مدار پر تیر رہے ہیں (سورہ یٰسین:40) جب سورج کو ساکن تصور کیا جاتا تھا وہ کہتا ہے:

وَالشَّمۡسُ تَجۡرِيۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ٥

یعنی سورج اپنے لئے مقرر شدہ راستے پر کسی انجانی منزل کی طرف ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ (سورہ38: یٰسین)

جب کائنات کو ایک جامد آسمان (چھت) کو کہا جاتا تھا وہ کہتا ہے یہ پھیل رہی ہے: "وانالموسعون" (سورہ الذریات:47) وہ نباتات اور حیوانی زندگی کے بارے میں بتاتا ہے کہ ان سب کی بنیاد پانی ہے۔ البرٹ آئن سٹائن اپنی دریافت "قوانین قدرت اٹل ہیں" پر جدید سائنس کا بانی کہلاتا ہے لیکن اس نے بہت پہلے بتایا

مَا تَرٰى فِيۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ٥

تم رحمن کی تخلیق میں کسی جگہ فرق نہیں پاؤ گے؟ (سورہ الملک:3) جدید سائنس کی ان قابل فخر دریافتوں پر ساڑھے چودہ سو سال پہلے پردہ اٹھانے والا کس یونیورسٹی سے پڑھا تھا؟ کس لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔

نومولود بچے کو کون سمجھاتا ہے کہ بھوک کے وقت رو کر ماں کی توجہ اپنی طرف مبذول کراؤ؟ ماں کو کون حوصلہ دیتا ہے کہ ہر خطرے کے سامنے سینہ سپر ہو کر بچے کو بچاؤ۔ ایک معمولی سی چڑیا شاہین سے مقابلے پر اتر آتی ہے، یہ حوصلہ اسے کس نے دیا؟ مرغی کے بچے انڈے سے نکلتے ہی چلنے لگتے ہیں، حیوانات کے بچے بغیر سکھائے ماؤں کی طرف دودھ کے لئے لپکتے ہیں، انہیں یہ سب کچھ کون سکھاتا

ہے؟ جانوروں کے دلوں میں کون محبت ڈال دیتا ہے کہ اپنی چونچوں میں خوراک لا کر اپنے بچوں کے مونہوں میں ڈالیں؟ یہ آداب زندگی انہوں نے کہاں سے سیکھے؟ شہد کی مکھیاں دور دراز باغوں میں ایک ایک پھول سے رس چوس چوس کر انتہائی ایمانداری سے لا کر چھتے میں جمع کرتی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک ماہر سائنسدان کی طرح جانتی ہیں کہ کچھ پھول زہریلے ہیں، ان کے پاس نہیں جاتیں۔ ایک قابل انجینئر کی طرح شہد اور موم کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا فن بھی جانتی ہیں۔ جب گرمی ہوتی ہے تو شہد کو پگھل کر بہہ جانے سے بچانے کے لئے اپنے پروں کی حرکت سے پنکھا چلا کر ٹھنڈا بھی کرتی ہیں، موم سے ایسا گھر بناتی ہیں جسے دیکھ کر بڑے سے بڑے آرکیٹیکٹ بھی حیرت زدہ ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں ایسے منظم طریقے سے کام کرتی ہیں کہ مثال نہیں۔ ہر ایک میں ایسا ریڈار نظام نصب ہے کہ وہ دور دور نکل جاتی ہیں لیکن اپنے گھر کا راستہ نہیں بھولتیں۔ انہیں زندگی کے یہ طریقے کس نے سکھائے؟ انہیں یہ عقل کس نے دی؟ مکڑا اپنے منہ کے لعاب سے شکار پکڑنے کے ایسا جال بناتا ہے کہ جدید ٹیکسٹائل انجینئرز بھی اس بناوٹ کا ایسا نفیس دھاگا بنانے سے قاصر ہیں۔ گھریلو چیونٹیاں (Ant) گرمیوں میں موسم سرما کے لئے خوراک جمع کرتی ہیں، اپنے بچوں کے لئے گھر بناتی ہیں، ایک ایسی تنظیم سے رہتی ہیں جہاں مینیجمینٹ کے تمام اصول حیران کن حد تک کارفرما ہیں۔ ٹھنڈے پانیوں میں رہنے والی مچھلیاں اپنے انڈے اپنے وطن سے ہزاروں میل دور گرم پانیوں میں دیتی ہیں لیکن ان سے نکلنے والے بچے جوان ہو کر ماں کے وطن خود بخود پہنچ جاتے ہیں۔ نباتات کی زندگی کا سائیکل بھی کم حیران کن نہیں جراثیم اور بیکٹیریا کیسے کروڑوں سالوں سے اپنی بقا کو قائم رکھے ہوئے

ہیں زندگی کے گر انہیں کس نے سکھائے؟ سوشل مینجمنٹ کے یہ اصول کس نے سکھائے۔

œ یا زمین اس قدر عقل مند ہے؟ کہ اس نے بھی خود بخود دلیل ونہار کا نظام قائم کرلیا خود بخود ہی اپنے محور پر 67-1/2 ڈگری جھک گئی تا کہ سارا سال موسم بدلتے رہیں، کبھی بہار، کبھی گرمی کبھی سردی اور کبھی خزاں تا کہ اس پر بسنے والوں کو ہر طرح کی سبزیاں، پھل اور خوراک سارا سال ملتی رہیں۔ زمین نے اپنے اندر شمالاً جنوبا ایک طاقتور مقناطیسی نظام بھی خود بخود ہی قائم کرلیا؟ تا کہ اس کے اثر کی وجہ سے بادلوں میں بجلیاں کڑکیں جو ہوا کی نائٹروجن کو نائٹرس آکسائڈ (Nitrous oxide) میں بدل کر بارش کے ذریعے زمین پر پودوں کے لئے قدرتی کھاد مہیا کریں، سمندروں پر چلنے والے بحری جہاز آبدوز (Submarine) اور ہواؤں میں اڑنے والے طیارے اس مقناطیس کی مدد سے اپنا راستہ پائیں، آسمانوں سے آنے والی مہلک شعائیں اس مقناطیسیت سے ٹکرا کر واپس پلٹ جائیں تا کہ زمینی مخلوق ان کے مہلک اثرات سے محفوظ رہے اور زندگی جاری رہے زمین، سورج، ہواؤں، پہاڑوں اور میدانوں نے مل کر سمندر کے ساتھ سمجھوتا کر رکھا ہے سورج کی گرمی سے آبی بخارات اٹھے ہوائیں اربوں ٹن پانی کو اپنے دوش پر اٹھا کر پہاڑوں اور میدانوں تک لائیں، ستاروں سے آنے والے ریڈیائی ذرے بادلوں میں موجود پانی کو اکٹھا کر کے قطروں کی شکل دیں اور پھر یہ پانی میٹھا بن کر خشک میدانوں کو سیراب کرنے کے لئے برسے۔ جب سردیوں میں پانی کی کم ضرورت ہوتی ہے تو یہ پہاڑوں پر برف کے ذخیرے کی صورت میں جمع ہو جاتا ہے۔ گرمیوں میں جب زیاہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ پگھل کر ندی

نالوں اور دریاؤں کی صورت میں میدانوں کو سیراب کرتے ہوئے واپس سمندر تک پہنچ جاتا ہے۔ایک ایسا شاندار متوازن نظام جو سب کو سیراب کرتا ہے اور کچھ بھی ضائع نہیں ہوتا۔ کیا یہ بھی ستاروں۔ ہوا اور زمین کی اپنی باہمی سوچ تھی؟ ہمارے Pancreas) لبلبے (خون میں شوگر کی ایک خاص مقدار کو بڑھنے نہیں دیتے، دل کا پمپ ہر منٹ ستراسی دفعہ منظم باقاعدہ حرکت سے خون پمپ کرتا رہتا ہے ایک 75 سالہ زندگی میں بلا مرمت تقریبا تین ارب بار دھڑکتا ہے۔ ہمارے گردے (Kidneys) صفائی کی بے مثل اور عجیب فیکٹری ہیں جو جانتی ہے کہ خون میں جسم کے لئے جو مفید ہے وہ رکھ لینا ہے اور فضلات کو باہر پھینک دینا ہے۔ معدہ حیران کن کیمیکل کمپلیکس ہے جو (Chemical Complex (خوراک سے زندگی بخش اجزا مثلا پروٹین، کاربوہائیڈریٹس وغیرہ کو علیحدہ کر کے خون کے حوالہ کر دیتا ہے اور فضلات کو باہر نکال دیتا ہے۔ انسانی جسم میں انجینئرنگ کے یہ شاہکار سائنس کے یہ بے مثل نمونے، چھوٹے سے پیٹ میں یہ لاجواب فیکٹریاں، کیا یہ سب کچھ یوں ہی بن گے تھے؟ دماغ کو کس نے بنایا؟ مضبوط ہڈیوں کے خول میں بند، پانی میں یہ تیرتا ہوا عقل کا خزانہ معلومات کا سٹور احکامات کا سینٹر، انسان اور اس کے ماحول کے درمیان رابطہ کا ذریعہ، ایک ایسا کمپیوٹر کہ انسان اس کی بناوٹ اور ڈیزائن کو ابھی تک سمجھ نہیں پایا، لاکھ کوششوں کے باوجود انسانی ہاتھ اور ذہن کا بنایا ہوا کوئی سپر کمپیوٹر بھی اس کے عشر عشیر تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہر انسان کھربوں خلیات (Cell) کا مجموعہ ہے۔ اتنے چھوٹے کہ خوردبین کی مدد کے بغیر نہیں آتے، لیکن سب کے سب جانتے ہیں نہیں کیا کرنا ہے۔ یوں انسان کا ہر ایک خلیہ شعور رکھتا ہے اور اپنے وجود میں مکمل شخصیت ہے۔

ان جینز میں ہماری پوری پروگرامنگ لکھی ہے اور زندگی اس پروگرام کے مطابق خود بخود چلتی رہتی ہے۔ ہماری زندگی کا پورا ریکارڈ ہماری شخصیت ہماری عقل و دانش، غرض ہمارا سب کچھ پہلے ہی سے ان خلیات پر لکھا جا چکا ہے۔ یہ کس کی پروگرامنگ ہے؟ حیونات ہوں یا نباتات، ان کے بیج کے اندر ان کا پورا نقشہ بند ہے، یہ کس کی نقشہ بندی ہے؟ خوردبین سے بھی مشکل سے نظر آنے والا سیل (Cell) ایک مضبوط توانا عقل و ہوش والا انسان بن جاتا ہے۔ یہ کس کی بناوٹ ہے؟ ہونٹ، زبان اور تالو کے اجزا کو سینکڑوں انداز میں حرکت دینا کس نے سکھایا؟ ان حرکات سے طرح طرح کی عقل مند آوازیں کون پیدا کرتا ہے؟ ان آوازوں کو معنی کون دیتا ہے؟ لاکھوں الفاظ اور ہزاروں زبانوں کا خالق کون ہے؟ ....لا الہ الا اللہ۔

☆☆☆☆

انسان کو کس وجہ سے موت آتی ہے

جیسا کہ قرآن پاک کی ایک آیت کا ترجمہ ہے کہ
''ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''
اب اگر ہم سائنس کے حوالے سے اس آیت کا جائزہ لیں تو بہت سے حیران کن انکشافات ہوتے ہیں۔ ڈی این اے سے تو آپ سب واقف ہی ہوں گے۔
ڈی این اے کے اوپر ایک سٹینڈ لگا ہوا ہے جسے'' Telomor کہتے ہیں اور یہ مردہ ہے بظاہر یہ خاموش ہے اور بے حس وحرکت پڑا ہے لیکن جب ہم بیمار ہوتے ہیں اور ڈی این اے میں کوئی مسلہ آتا ہے اور کوئی سٹینڈ خراب ہو جاتا ہے تو یہ مردہ سٹینڈ اس کی جگہ لے لیتا ہے اور حرکت کرنا شروع کر دیتا ہے۔
ہم نہیں جانتے کہ ہمارے جسم میں کتنے Telomor ہیں کیونکہ یہ ہمارے زندہ رہنے کی بہت بڑی وجہ ہیں جب یہ ہمارے جسم میں ختم ہو جاتے ہیں تو خراب سٹینڈ کی جگہ لینے کے لئے کوئی Telomor نہیں آتا اور ہمیں باقاعدہ طور پر مردہ قرار دے دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہمیں اس طریقے سے بنایا گیا ہے کہ ہم نے مرنا ہی ہے اور یہیں سے سائنس بھی قرآن پاک کی اس آیت کی تصدیق کرتی ہے۔

نظام شمسی کی حقیقت

ناسا نے خلاء میں ایک حیرت انگیز دریافت کی ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے۔ بلکہ ٹھہریں یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ہماری زمین، نظام شمسی جو ہے اس سے کتنی چھوٹی ہے۔

کیا ہماری کائنات میں ایک اور سورج بھی موجود ہے؟

اب ہم بات کرتے ہیں زمین پر چلنے والی تیز ترین ہواوں کی، انیس سو نوے کے اندر، امریکہ کے اندر ایک ٹورنیڈو میں چار سو اسی کلومیٹر پر آور کی ریکارڈ کی گئی تھی (ٹورنیڈو یعنی ہوا کے طوفان کے علاوہ آسٹریلیا کے اندر، انیس سو چھیانوے کے اندر یہ ہوا چار سو آٹھ کلومیٹر پر آور کی سپیڈ تک بھی ریکارڈ کی گئی

انسانی جسم کو پچاس کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار پر ہوا پیچھے دھکیلنے لگتی ہے، اور اس کے بعد اگر بات کی جائے تو سو کلومیٹر پر وہ اپنا بیلنس کھو دے گا اور اگر یہ پانچ سو کلومیٹر پر

گھنٹہ کی رفتار تک پہنچ جائے تو انسان کے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اب دلچسپ بات یہ ہے کہ سائنسدانوں نے زمین سے پانچ سو نوری سال کے فاصلے پر موجود ایک سیارے کو دریافت کیا ہے جس پر بتیس ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ہوا چلتی ہے اور یہ رفتار صرف زمین کے ٹکڑے کے علاوہ ہر چیز کو زمین پر تباہ کر دیتی اور یہ انسانوں کے تو کچھ میلی سیکنڈز کے اندر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی (اب اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ہوا کی رفتار ہی زمین پر زندگی کو قائم رکھنے کا فیصلہ کرنے کیلئے کافی ہے باقی عوامل کو تو آپ چھوڑ ہی دیں اور یہ وہ چیز ہے جس کو ہم شمار کے اندر لاتے ہی نہیں ہیں۔

ہمارا سورج ہے جو درمیانے سائز کا ایک ستارہ ہے دیکھنے میں زیادہ بڑا نہیں لگتا لیکن آپ کو بتا تا چلوں کہ یہ اتنا بڑا ہے کہ ہماری زمین جیسی تیرہ لاکھ زمینیں اس کے اندر سما سکتی ہیں لیکن دماغ کو چکرا دینے والی بات یہ ہے کہ اب تک کا دریافت شدہ سب سے بڑا سیارہ ایک اور سورج ہمارے سورج کے مقابلے میں اتنا بڑا ہے کہ ہمارا سورج اس کے سامنے بالکل ایک بیکٹیریا بن جاتا ہے اور یہ اتنا بڑا ہے کہ ہمارے سورج جیسے سوارب سورج اس کے اندر آسانی سے سما سکتے ہیں اور اس سیارے کا نام ہے ویسٹ 127 بی اگر اس سیارے کی طرح یہ ہوا کی رفتار زمین پر موجود ہوتی تو اس کو جب آپ ناپیں گے تو یہ چھ یا سات بلین کلومیٹر بنتا ہے اور ایک کمرشل جہاز تقریباً نو سو سے ایک ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار تک اڑ سکتا ہے اور اسی حساب سے اگر وہ مسلسل اڑتا رہے تو اسے سورج کا چکر لگانے کیلئے بنا رکے آٹھ سو چھپن سال تک مسلسل اڑنا پڑے گا اور آپ کو بتا تا چلوں کہ اسی جہاز کو زمین کا پورا چکر لگانے کے لئے دو دن سے بھی کم کا وقت لگے گا جبکہ ہمارے سورج

کا چکر لگانے کے لئے اس کو دوسو دو دن کا ٹائم لگے گا۔
سٹیپسن (18.2) کے سامنے ہمارے سورج کی اوقات کی اگر بات کی جائے تو اس کے بعد ہماری زمین کی اوقات کو اس کے بعد ہمارے جسم کی اوقات کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو یہ ہے کائنات کے سامنے آپ کی اور میری حقیقت۔ ہم انسان جو کہ کچھ بھی نہیں ہیں لیکن پھر بھی زمین پر سب کچھ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو آج بھی لگتا ہے کہ یہ گول دائرے کے اندر گھومتا ہوا ہمارا نظام شمسی جو ہے حقیقت کے اندر بھی کچھ ایسا ہی دیکھتا ہے یعنی تمام سیارے جس کے اندر یہ زمین بھی ہماری شامل ہے ایک متحرک یا پھر ساکن حالت کے اندر سورج کا چکر لگا رہے ہیں پر یہ سچ نہیں ہے
سچ یہ ہے کہ ہماری زمین نہ صرف خود کا بھی چکر لگا رہی ہے بلکہ ہمارا سورج اپنے گرد موجود تمام سیاروں کو لے کر ملکی وے گیلیکسی کے سینٹر کے پاس ایک خاص مدار کے اندر کچھ خاص طریقے سے گھوم رہا ہے اور اس ایک چکر کو پورا کرنے کے لیے دوسو تیس ملین سال لگتے ہیں جسے ہم گیلیکٹک سینٹر بھی کہتے ہیں اور ایسا اس لیے ہے کہ ہماری ملکی وے گیلیکسی کے سینٹر کے اندر ایک سپر میسیو بلیک ہال موجود ہے جس کا نام ہے سیگیٹیریس۔۔۔۔ ایگیٹیریس اپنی کشش کے باعث ملکی وے گیلیکسی کو اپنے اندر گھومنے پر مجبور کر رہا ہے اور آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ رفتار بھی کوئی موٹر وے کی رفتار نہیں ہے یعنی سوا ایک سو بیس ایک سو چالیس کلومیٹر فی گھنٹہ بلکہ یہ ہے آٹھ لاکھ اٹھائیس ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار جو کہ ناقابل یقین ہے۔
حقیقیت میں آج تک ہم نے ملکی وے گیلیکسی کو دیکھا بھی نہیں ہے بلکہ اس کے

آس پاس کی گیلیکسی کی شکل کو دیکھ کر ہم نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ ایسی ہی ہوگی اور ہم بالکل باہر نکل کے اس کی شکل کو کبھی دیکھ بھی نہیں سکتے چاہے جو مرضی کر لیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اسے باہر نکل کر دیکھنے کے لیے تقریباً ایک لاکھ نوری سال کا وقت چاہیے اور اتنا ہی وقت چاہیے وہاں سے واپس آنے کے لیے ملکی وی گیلیکسیز خود بھی سیگیٹیریس اے بلیک ہول کے اندر گھوم رہی ہیں۔ یہ گھومنا دراصل اس طرح کی ایک عجیب وغریب شکل کے اندر ہے جو کہ بہت ہی منفرد بھی ہے ملکی وی گیلیکسیز کی بات کی جائے تو اس کے مخصوص طریقے سے گھومنے کی وجہ دراصل اس کے آس پاس موجود کہکشاؤں کے کششی پول کی وجہ سے ہے جو کہ پورا ایک گروپ ہے اور اس کو کہتے ہیں لوکل گروپ جس کے اندر چالیس ہزار کے قریب کہکشائیں موجود ہیں اور ہماری ملکی وے کی رفتار کا انداز ایسا ہے جیسا کہ کوئی سمندری جانور بڑے سمندر کے اندر تیار رہا ہو ہماری خلاء بھی بالکل ایک بڑے سمندر کی طرح ہے کیونکہ یہاں کشش ثقل موجود نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی یہاں پر فری فلوٹ کر سکتا ہے جس کو تیرنا کہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خلاء نوردوں کو خلاء میں بھیجنے سے پہلے ایک بڑے سوئمنگ پول کے اندر اس فری فلوٹنگ کی با قاعدہ مشق کروائی جاتی ہے۔خلاء نورد اسی طریقے سے آزادانہ تب تک حرکت کرتے رہتے ہیں جب تک کسی بڑے ستارے کی کشش ان کو خود سے نہ باندھ لے قرآن کریم کے اندر صورت الانبیاء کے اندر واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ

سورج چاند اور تمام سیارے اپنے اپنے مدار کے اندر تیرتے ہیں

اب ذرا یہاں پہ آپ غور کریں ہ صرف بات یہ بتاتی ہے یہ ساری بات کہ

صرف تیر رہے ہیں تو یہ غلط ہوتا لیکن اس کائنات کے خالق نے تو یہ بھی واضح بھی کر دیا کہ وہ اپنے مخصوص مدار کے اندر کشش کے اثر کی وجہ سے تیر رہے ہیں بنا کسی رکاوٹ کے کیونکہ عربی کا جو لفظ ہے اس کے لیے استعمال کیا ہے اس کا نام ہے یسبا ہون جو کہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کوئی چیز فلوٹ کر رہی ہوتی ہے تیر رہی ہوتی ہے اس کائنات کے اندر ایک جیسا نظام (اس بات کا ثبوت ہے کہ پوری کائنات اور ہم انسانوں کا خالق دراصل ایک ہی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمیں اس کی ہر ایک تخلیق کے اندر ایک جیسا کبھی بھی نظر نہ آتا کیونکہ ہر خدا کی اپنی ایک الگ الگ سوچ الگ اور الگ الگ ہوتی ہے پر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے اس اللہ کی اس خالق کی تخلیق کے اندر بلکل ایک جیسا ہے ور ایسا اس لیے کہ وہ خود یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کی نشانیوں کو دیکھ کر اس تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ ہم سب اس کو کوئی اتفاق نہ سمجھے (بلکہ ہمیں اندازہ ہو کہ ہم اس کائنات کے اندر پیدا کر کے زمین پر اتارے گئے ہیں جس کا ثبوت خود ہمارے اندر موجود ہے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کا نام بدی بھی ہے یعنی وہ چیز بغیر کسی مادے وغیرہ کے اور بغیر کسی نمونے کے (اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے جو کہ خالق کی بھی ہے۔

سورہ بقرہ آیت نمبر 117 کے اندر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وہ بغیر کسی سابقہ مثال کے آسمانوں اور زمین کو نیا پیدا کرنے والا ہے۔

''اور جب اللہ کسی کام کو وجود میں لانے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس سے صرف یہ فرماتا ہے کہ ''ہو جا'' اور وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سمجھنے کی اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

فتنوں سے محفوظ کیسے رہیں؟

ابلیس جن ہے اور بہت طاقت ور جن ہے۔اس کے چیلے بھی بہت طاقتور ہیں۔ جنوں اور فرشتوں کے مابین جنگ کا تو آپ نے سنا ہوگا۔جس میں فرشتوں نے جنوں کو شکست دے تھی۔اس جنگ میں زیادہ تر جنوں کو مار دیا گیا تھا اور کچھ کو دوسرے جزیروں پر بھگا دیا گیا تھا۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے:

''قرب قیامت میں وہ جنات جنہیں حضرت سلمانؑ نے سمندر میں قید کیا ہوا تھا، وہ باہر آ جائیں گے اور باہر آ کر قرآن پڑھیں گے۔''

اس کے متعلق علماء کرام کی رائے ہے کہ یہ ان کا بنایا ہوا قرآن ہوگا۔اب جب اس حدیث پر مزید غور کیا جائے تو احساس ہوتا ہے کہ شاید وہ جن واقعی سمندر سے باہر آ چکے ہیں۔دور حاضر میں جو ہر طرف فتنے پھیلے ہوئے ہیں، وہ کسی دیو کی مانند ہمارے ایمان کو نگلنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ان سے بچاؤ کے لئے ہمارے نبی ﷺ نے چھوٹی چھوٹی باتیں ہمیں بتائی ہیں، جن کو ہم اپنا لیں تو بہت حد تک ان وقتی دجالوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں:

۱۔ بسم اللہ پڑھ کر گھر سے نکلو

۲۔ واش روم میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھیں، بائیاں پاؤں پہلے اندر

رکھیں، باہر نکلتے وقت دائیاں پاؤں پہلے باہر نکالیں

۳۔ کپڑے جھاڑ کر اور بسم اللہ پڑھ کر پہنیں

۴۔ صبح وشام کے اذکار پڑھنا معمول بنائیں

۵۔ کوشش کریں ہر وقت باوضو رہیں

یہ سنتیں نہیں فتنوں سے بچاؤ کی تدابیر ہیں۔ بہت سخت وقت آرہا ہے، ایمان کی آزمائش کا وقت ہے۔ سنت کو اپناؤ۔ یہ حفاظتی ہتھیار ہیں، اس سے تمہارے دشمن کا وار ناکام جائے گا۔ دعائیں پڑھنا اپنا معمول بنالو۔ فتنوں سے محفوظ رہو گے۔ ان شاء اللہ

☆☆☆☆

کلامِ اقبال

ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے
سورج کے اجالوں سے، فضاؤں سے خلاء سے

چاند اور ستاروں کی چمک اور حیا سے
جنگل کی خاموشی سے پہاڑوں کی انا سے

ہر پھول سمندر سے پراسرار گھٹا سے
بجلی کے چمکنے سے کڑکنے کی صدا سے

مٹی کے خزانوں سے، اناجوں سے، غذا سے
برسات سے،طوفان سے، پانی سے، ہوا سے

ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے
گلشن کی بہاروں سے تو کلیوں کی حیا سے

معصوم سی روتی ہوئی شبنم کی ادا سے
لہراتی ہوئی باد سحر،باد صبا سے

ہر رنگ کے ہر شان کے پھولوں کی قبا سے
چڑیوں کے چہکنے سے تو بلبل کی نوا سے

موتی کی نزاکت سے تو ہیرے کی جلاء سے
ہر شے کے جھلکتے ہوئے فن اور کلاء سے

ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے
دنیا کے حوادث سے جفاؤں سے وفا سے

رنج و غم و آلام سے دردوں سے دوا سے
خوشیوں سے،تبسم سے،مریضوں کی شفاء سے

بچوں کی شرارت سے تو ماؤں کی دعا سے
نیکی سے،عبادات سے،لغزش سے، خطا سے

خود اپنے ہی سینے کے دھڑکنے کی صدا سے
رحمت تیری ہر گام پر دیتی ہے دلا سے

ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے
ابلیس کے فتنوں سے تو آدم کی خطا سے

اوصاف ابراہیم سے یوسف کی حیا سے
اور حضرت ایوب کی تسلیم و رضا سے

عیسیٰ کی مسیحائی سے موسیٰ کے عصا سے
نمرود کے فرعون کے انجام فنا سے

کعبہ کے تقدس سے تو مروا و صفا سے
تورات سے انجیل سے قرآن کی صدا سے

یٰسین سے طٰہٰ سے مزمل سے، نبا سے

اب نور جو نکلا تھا کبھی غار حرا سے
ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے

☆☆☆☆

إذا كَانَ يَومَ الْقِيَامَة ادنيت الشمس مِنَ الْعِبَادِ، حَتّٰى تَكُوْنَ قَيْدَ مِيْلَ اَوْ اَثْنَيْنِ، فَتَصهرهُمُ الشَّمْسِ، فَيَكُوْنُونَ فِي الْعِرْقِ بِقُدْرِ اَعْمَالُهُمْ. فَمِنْهُمْ مَنْ يَّاخُذُهٗ إِلٰى عَقِبَيْهِ وَمِنْهُم من يَأْخُذه إِلٰى رُكْبَتِيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّأْخُذه إِلٰى حقويه وَمِنْهُمْ من يلجمه إلجاما o

سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو سورج کو لوگوں کے اتنا قریب کر دیا جائے گا کہ وہ ایک یا دو میلوں کے فاصلے پر آجائے گا۔ سورج (کی تپش) ان کو پگھلا دے گی، وہ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں شرابور ہوں گے کسی کا پسینہ ایڑیوں تک ہوگا۔ کسی کا گھٹنوں تک کسی کا کمر تک اور کسی کا منہ تک آجائے گا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کے منہ تک آجائے گا۔